لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ
بدر
قادیان

The Weekly BADR
QADIAN

جلد نمبر ۸ || ۱۷ ؍ فتح ۱۳۳۸ ہش ـ ۱۶ ؍ جمادی الثانی ۱۳۷۹ھ ـ ۱۷ ؍ دسمبر ۱۹۵۹ء ـ || نمبر ۵

مورخہ ۹ ؍ اپریل ۱۹۵۹ء کو جناب گورنر پنجاب شری این وی گیڈ گل صاحب کی قادیان میں تشریف آوری پہ مدرسہ احمدیہ کے صحن میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب آپ کی خدمت میں قرآن کریم مع انگریزی ترجمہ کا ہدیہ پیش کر رہے ہیں۔

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۹۵۹ء

مقدس مقام - اور - مبارک ایام

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ وہ ہماری زندگی میں پھر وہ مبارک ایام لایا کہ ہم لوگ اپنے دائمی مرکز میں جمع ہوکر ربانی باتوں کو سُننے اور اجتماعی دعائیں کرنے کا موقعہ پا رہے ہیں۔ رضائے الٰہی کی خاطر دور دراز کا سفر کرکے آنے والوں کو ہم ساکنین دار المسیح صمیم قلب سے

اھلاً وَّ سھلاً و مرحبا

کہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان سب کے سفر کو ہر طرح موجب صد برکات و فضل بنائے۔ آمین۔

اے مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قابل صد احترام مہمانو! اور اے شمع احمدیت کے پروانو! آپ جس نیک جذبہ کو لے کر سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے یہاں پہونچے ہیں وہ بلاشبہ قابل رشک و لائق صد مبارک باد ہیں۔ اگرچہ خدا تعالیٰ نے اپنی خاص حکمتوں کے ماتحت اس جگہ آپ لوگوں کو اس مقدس لبستی کی روح رواں زندہ شخصیت سے ملاقات میسر نہیں مگر دیار حبیب کے دروازے آپ پر کھلے ہیں۔ مقامات مقدسہ کی زیارت آپ کو ہر وقت میسر ہے۔ خدا کرے کہ آپ جس اخلاص و محبت سے مرکز احمدیت میں آئے ہیں۔ اس سے کہیں زیادہ خدمت دین کا جذبہ لے کر جائیں۔ اور ان لوگوں کو اس نور سے منور کریں جو تا حال اس سے نا آشنا ہیں۔ خدا کرے کہ ہم سب ان دعاؤں سے بھی حصہ پانے والے ہوں جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مبارک جلسہ میں شریک ہونے والوں کے حق میں فرمائی ہیں۔

❋ ❋ ❋

آج سے ۷۷ سال پہلے ۱۸۸۲ء کے قریب خدا تعالیٰ نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کو ایک عظیم الشان خبر دی جس میں آپ کو بتایا گیا کہ

یاتون من کل فج عمیق

کہ لوگ دور دور سے تیرے پاس آئیں گے۔

نیز فرمایا:-

لا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس"

اور فرمایا:-

وسع مکانک اپنے مکان کو وسیع کر۔

اس پیشگوئی کی نسبت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

" اس پیشگوئی میں صاف فرما دیا کہ وہ دن آتا ہے کہ ملاقات کرنے والوں کا بہت ہجوم ہو جائے گا یہاں تک کہ ہر ایک کا تجھ سے ملنا مشکل ہو جائے گا پس تو نے اس وقت ملالی ظاہر نہ کرنا اور لوگوں کی ملاقات سے تھک نہ جانا۔ سبحان اللہ یہ کس شان کی پیشگوئی ہے اور ..... اس وقت بتلائی گئی کہ جب میری مجلس میں شاید دو تین آدمی آتے ہوں گے۔ اور وہ بھی کبھی کبھی۔ اس سے کیسا علم غیب خدا کا ثابت ہوتا ہے۔"

(تذکرہ صفحہ ۵۲)

اس خدائی وعدہ کے بعد احمدیت اور اس کے مقدس بانی علیہ التحیۃ والسلام کی طرف جو رجوع خلائق ہوا۔ اور جس کا دائرہ بفضلہ تعالیٰ روز بروز وسیع سے وسیع تر ہوتا جا رہا ہے۔ اس کے متعلق زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں عیاں راچہ بیاں؟ مذکورۃ الصدر وعدہ الٰہی کے مطابق اگرچہ مرکز احمدیت کی طرف آنے والا ہر شخص ہی اس پیشگوئی کا زندہ گواہ ہے جلسہ سالانہ کے موقع پر تو یہ پیشگوئی اور زیادہ شان کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے۔ جبکہ بقول سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

❋ ❋ ❋

دنیا میں جلسے اور اجتماع ہوتے ہی رہتے ہیں مگر احمدیہ جماعت کے جلسہ سالانہ کی شان بالکل ہی جداگانہ ہے اس جلسہ کی بنیاد خالصۃً دینی اغراض کے ماتحت اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق اس زمانہ کے مامور اور مرسل کے مقدس ہاتھوں سے رکھی گئی اس لئے یہ جلسہ اس زمانہ میں اپنے برکات و اثرات کے لحاظ سے ایک خاص مقام رکھتا ہے ۱۸۹۱ء میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مبارک جلسہ کا اجراء فرمایا اس کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے حضور نے واضح فرمایا کہ:-

" اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلاء کلمہ اسلام پر بنیاد ہے اس کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں"

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

چنانچہ اسی کی برکت ہے کہ ۱۸۹۲ء سے اب تک سوائے ایک آدھ ناغہ کے بفضلہ تعالیٰ ہر سال یہ جلسہ مقررہ تاریخوں پر منعقد ہوتا چلا آرہا ہے۔ اور اس میں شریک ہونے والوں کی تعداد ہر سال پہلے سے بڑھتی ہی چلی جاتی ہے۔ اللھم زد فزد

❋ ❋ ❋

قادیان کی بستی تخت گاہ رسول ہونے کے اعتبار سے احمدیہ جماعت کے نزدیک ایک مقدس مقام ہے اور روحانی استفادہ کی خاطر اس کی زیارت کے لئے اکناف عالم سے احمدی کھنچے چلے آتے ہیں۔ اور جلسہ سالانہ کے ایام اپنی گوناگوں خصوصیات کے باعث بابرکت ہیں۔ اگرچہ قادیان کا چپہ چپہ مقدس ہے۔ اس کی ہر اینٹ اور ہر گلی زندہ خدا کا زندہ نشان ہے تاہم بعض مقامات خصوصیت سے قابل زیارت اور روحانی استفادہ کا باعث ہیں۔ کیونکہ ان کے ساتھ تاریخ احمدیت کا خصوصی تعلق ہے۔ مثلاً

الدار جس سے مراد وہ بابرکت مکان ہے جس میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے عہد نوشتہ میں سکونت فرما رہے۔

"انی احافظ کل من فی الدار"

میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ اسی طرح بیت الدعا۔ بیت الفکر۔ مسجد اقصیٰ۔ منارۃ المسیح۔ مسجد مبارک۔ بہشتی مقبرہ ہیں۔ یہ سب مقدس مقامات ہیں۔ اجتماعی دعاؤں میں شمولیت اور مساجد میں باجماعت نمازوں کی ادائیگی کے علاوہ دیگر اوقات میں ان سب مقامات میں انفرادی طور پر دعا کیلئے جاتے رہنا چاہئے۔ ان مبارک ایام میں جب موقع ملے کسی وقت مسجد اقصیٰ میں کسی وقت بیت الدعا اور مسجد مبارک میں نوافل ادا کئے جائیں۔ اور اپنے لئے اور اپنے اہل و عیال کے لئے جماعت کے لئے اور سب سے زیادہ اپنے محبوب امام کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کیلئے خصوصیت سے دعاؤں کا التزام کیا جائے۔

علاوہ ازیں چلتے پھرتے ذکر الٰہی میں تمام اوقات کو گذار اجائے تا اپ کا یہ سفر خدا تعالیٰ کے زیادہ سے زیادہ فضلوں کو جذب کرنے کا موجب بنے اور اس کی رحمت سے آپ حصہ وافر حاصل کریں۔ آمین۔

❋ ❋ ❋

خدا کا شکر ہے کہ احباب کو دیار محبوب کی زیارت کا موقع ملا۔ سب سے آخر میں ایک بار پھر ہم ایسے احباب کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں اور کوئی شک نہیں کہ مرکز سلسلہ میں آنا اور اس کی برکات سے مستفیض ہونا ایک بڑی سعادت ہے مگر صرف ایک بار ہی مرکز میں آنا کافی نہیں بلکہ اخلاص و محبت کے اس جذبہ کو قائم و دائم رکھنے کیلئے مرکز سلسلہ میں بار بار آنے کی ضرورت ہے جیسا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک موقعہ پر جماعت ہائے احمدیہ اور ہندوستان کو خصوصیت سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۴ دسمبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ربوہ سے کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی البتہ اخبار الفضل کی مورخہ ۱۰ دسمبر کی اطلاع مظہر ہے کہ دلو وقت دس بجے صبح گل دن بھر حضور کو اعصابی ضعف اور بے چینی کی شکایت رہی رات نیند آگئی اس وقت طبیعت نسبتاً بہتر ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

احباب جماعت نہایت درد اور الحاح کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں میں لگے رہیں تا وہ اپنے خاص فضل سے ہمارے پیارے امام کو کامل اور عاجل شفا عطا فرمائے۔ آمین۔

ربوہ ۱۰ دسمبر حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت آہستہ آہستہ بہتر ہو رہی ہے احباب کامل شفا یابی کے لئے دعا جاری رکھیں۔

قادیان ۱۴ دسمبر قادیان میں جلسہ سالانہ بتاریخ ۱۵-۱۶-۱۷ دسمبر منعقد ہو رہا ہے جس کی تفصیلی رپورٹ آئندہ اشاعت میں انشاء اللہ دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو ہر طرح موجب برکت بنائے۔ آمین۔

قادیان ۱۳ دسمبر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

ہمارا جلسہ سالانہ

از محترم جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ

احمدی جلسے کے ایام چلے آتے ہیں — اور مرکز کی طرف بڑھے آتے ہیں
باغ اسلام میں پھر ابر بہار آتا ہے — جس سے ہر رنگ میں پھولوں پہ نکھار آتا ہے
خوش ہیں سب احمدی ایام بہار آتے ہیں — احمدیت پہ وہی نقش و نگار آتے ہیں
چشمۂ فیض مسیحائے محمدؐ جاری — یہ دعا ہے کہ ابد تک رہے رب جاری

حضرت مصلح موعود امام قائم
سایہ گستر رہیں ہم احمدیوں پر دائم

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کا

احباب جماعت سے رُوح پرور خطاب

دین کی خدمت کیلئے مالی قربانی کی اہمیت

موجودہ زمانہ میں دین کی خدمت کے لئے مالی قربانی خاص اہمیت رکھتی ہے یہی وجہ ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنی زندگی میں متعدد مالی تحریکیں پیش فرمائیں اور حضور کے وصال کے بعد بھی جماعت میں مالی قربانی کی رُوح کو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف قائم رکھا ہے بلکہ اسے بہت ترقی دی ہے۔ چنانچہ باوجود اس کے کہ بیک وقت جماعت میں چندوں کی کئی تحریکیں جاری رہتی ہیں۔ مخلصین جماعت ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔

ذیل میں حضور علیہ السلام کے چند کلمات طیبات پیش کئے جاتے ہیں جن میں حضورؑ نے نہایت دردمندی کے ساتھ جماعت احمدیہ کو یہ تحریک فرمائی ہے کہ وہ جماعتی چندوں میں نہایت ذوق شوق کے ساتھ حصہ لیں۔ اور ان چندوں کو اللہ تعالیٰ کا ایک انعام سمجھیں

"دنیا جائے گزشتنی گذاشتنی ہے۔ اور جب انسان ایک ضروری وقت میں ایک نیک کام کے بجالانے میں پوری کوشش نہیں کرتا۔ تو پھر وہ گیا ہوا وقت ہاتھ نہیں آتا۔ اور خود میں دیکھتا ہوں کہ بہت سا حصہ عمر کا گذار چکا ہوں اور الہام الٰہی اور قیاس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ باقی ماندہ تھوڑا سا حصہ ہے۔ پس جو کوئی میری موجودگی اور میری زندگی میں میری منشاء کے مطابق میری اغراض میں مدد دیگا میں امید رکھتا ہوں کہ وہ قیامت میں بھی میرے ساتھ ہوگا اور جو شخص ایسی ضروری مہمات میں مال خرچ کرے گا میں امید نہیں رکھتا کہ اس مال کے خرچ سے اس کے مال میں کچھ کمی آجائے گی۔ بلکہ اس کے مال میں برکت ہوگی۔ پس چاہیئے کہ خدا تعالیٰ پر توکل کر کے پورے اخلاص اور جوش اور ہمت سے کام لیں۔ کہ یہی وقت خدمت گذاری کا ہے۔ پھر بعد اس کے وہ وقت آتا ہے کہ ایک سونے کا پہاڑ بھی اس راہ میں خرچ کریں۔ تو اس وقت کے پیسہ کے برابر نہیں ہوگا۔ یہ ایک ایسا مبارک وقت ہے کہ تم میں وہ خدا کا فرستادہ موجود ہے جس کا صدہا سال سے امتیں انتظار کر رہی تھیں اور ہر روز خدا تعالیٰ کی تازہ وحی بشارتوں سے بھری ہوئی نازل ہو رہی ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے متواتر ظاہر کر دیا ہے کہ واقعی اور قطعی طور پر وہی شخص اس جماعت میں داخل سمجھا جائے گا کہ اپنے عزیز مال کو اس راہ میں خرچ کرے گا۔

یہ ظاہر ہے کہ تم دو چیز سے محبت نہیں کر سکتے اور تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا سے بھی۔ صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے جو خدا سے محبت کرے اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا۔ تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا لیکن جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہیئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔ یہ مت خیال کرو کہ مال تمہاری کوشش سے آتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اور یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصہ مال کا دیکر یا کسی اور رنگ سے کوئی خدمت بجا لا کر خدا تعالیٰ اور اس کے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو۔ بلکہ یہ اس کا احسان ہے کہ تمہیں اس خدمت کے لئے بلاتا ہے اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تم سب کے سب مجھے چھوڑ دو اور خدمت اور امداد سے پہلو تہی کرو۔ تو وہ ایک قوم پیدا کر دے گا کہ اس کی خدمت بجا لائے گی۔ تم یقیناً سمجھو کہ یہ کام آسمان سے ہے اور تمہاری خدمت صرف تمہاری بھلائی کے لئے ہے۔ پس ایسا نہ ہو کہ تم دل میں تکبر کرو اور یا یہ خیال کرو کہ ہم خدمت مالی یا کسی قسم کی خدمت کرتے ہیں میں بار بار تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تمہاری خدمتوں کا محتاج نہیں۔ ہاں تم پر یہ اس کا فضل ہے کہ تم کو خدمت کا موقعہ دیتا ہے تھوڑے دن ہوئے کہ بمقام گورداسپور مجھ کو الہام ہوا تھا کہ لا الٰہ الا انا فاتخذنی وکیلا یعنی میں ہی ہوں کہ ہر ایک کام میں کارساز ہوں۔ پس تو مجھ کو ہی وکیل یعنی کارساز سمجھ لے۔ اور دوسروں کا اپنے کاموں میں کچھ بھی دخل مت سمجھ۔ جب یہ الہام مجھ کو ہوا۔ تو میرے دل پر ایک لرزہ پڑا۔ اور مجھے خیال آیا کہ میری جماعت ابھی اس لائق نہیں کہ خدا تعالیٰ ان کا نام بھی لے۔ اور مجھے اس سے زیادہ کوئی حسرت نہیں کہ میں فوت ہو جاؤں اور جماعت کو ایسی ناتمام اور خام حالت میں چھوڑ جاؤں۔ میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ بخل اور ایمان ایک ہی دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ جو شخص سچے دل سے خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے۔ وہ اپنا مال صرف اس مال کو نہیں سمجھتا کہ اس کے صندوق میں بند ہے۔ بلکہ وہ خدا تعالیٰ کے تمام خزائن کو اپنے خزائن سمجھتا ہے۔ اور امساک اس سے اس طرح دور ہو جاتا ہے جیسا کہ روشنی سے تاریکی دور ہو جاتی ہے۔ اور یقیناً سمجھو کہ صرف یہی گناہ نہیں کہ میں ایک کام کے لئے کہوں اور کوئی شخص میری جماعت میں سے اس کی طرف کچھ التفات نہ کرے بلکہ خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ بھی گناہ ہے کہ کوئی قسم کی خدمت کر کے یہ خیال کرے کہ میں نے کچھ کیا ہے۔ اگر تم کوئی نیکی کا کام بجا لاؤ گے اور اس وقت کوئی خدمت کرو گے تو اپنی ایمانداری پر مہر لگا دو گے اور تمہاری عمریں زیادہ ہوں گی۔ اور تمہارے مالوں میں برکت دی جائے گی۔

مجھے اس بات کی تصریح کی ضرورت نہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا خدمت بجا لاتے تھے۔ اب تم سوچ کر دیکھو کہ یہ خدمات ان خدمات کے مقابل پر کیا چیز ہیں۔ میں تم میں بہت دیر تک نہیں رہوں گا۔ اور وہ وقت چلا آتا ہے کہ تم پھر مجھے نہیں دیکھو گے۔ اور بہتوں کو حسرت ہوگی۔ کہ کاش ہم نے نظر کے سامنے کوئی قابل قدر کام کیا ہوتا۔ سو اس وقت ان حسرات کا جلد تدارک کرو۔ جس طرح پہلے نبی رسول اپنی امت میں نہیں رہے میں بھی نہیں رہوں گا۔ سو اس وقت کا قدر کرو۔ اور اگر تم اس قدر خدمت بجا لاؤ کہ اپنی غیر منقولہ جائیدادوں کو اس قدر خدمت بجا لاؤ کہ اپنی غیر منقولہ جائیدادوں کو اس راہ میں بیچ دو پھر بھی ادب سے دور ہوگا کہ تم خیال کرو کہ ہم نے کوئی خدمت کی ہے تمہیں معلوم نہیں کہ اس وقت رحمت الٰہی اس دین کی تائید میں جوش میں ہے اور اس کے فرشتے دلوں پر نازل ہو رہے ہیں ہر ایک عقل اور فہم کی بات جو تمہارے دل میں ہے وہ تمہاری طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہے۔ آسمان سے عجیب سلسلہ انوار جاری اور نازل ہو رہا ہے۔ پس میں بار بار کہتا ہوں کہ خدمت میں جان توڑ کر کوشش کرو مگر دل میں مت لاؤ کہ ہم نے کچھ کیا ہے۔ اگر تم ایسا کرو گے ہلاک ہو جاؤ گے۔ یہ تمام خیالات ادب سے دور ہیں اور جس قدر بے ادب جلد تر ہلاک ہو جاتا ہے ایسا جلد کوئی ہلاک نہیں ہوتا اور میں یہ بھی کہتا ہوں کہ اس خدمت کے ساتھ دوسری خدمات میں سست مت ہو۔ بہت نادان وہ شخص ہے کہ وہ اگر کوئی نیکی کرتا ہے تو اس طرح پر کہ ایک نیکی میں فتور ڈال کر دوسری نیکی بجا لاتا ہے۔ وہ خدا کے نزدیک کچھ چیز نہیں بلکہ ان نیکیوں اور خدمتوں کو بھی اپنے دستور کے مطابق بجا لاؤ۔ اور یہ نئی خدمت جو بتائی جاتی ہے اس میں بھی پوری کوشش کا نمونہ دکھاؤ۔

دیکھا گیا ہے کہ جب نیک بخت عورتیں اپنے دین اور خاوندوں اور بابوں اور بھائیوں کے منہ سے ایسی باتیں سنتی ہیں۔ تو خود ان کا ایمانی جوش حرکت کرنے لگتا ہے۔ اور بسا اوقات اپنے خاوندوں کے حوصلہ سے زیادہ ایک رقم کثیر پیش کر دیتی ہیں۔ بلکہ بعض عورتیں بعض مردوں سے صدہا درجے اچھی ہوتی اور موت کو یاد رکھتی ہیں۔ وہ خوب جانتی ہیں۔ کہ جب کبھی اس زیور کو چور لے جاتے ہیں یا کسی اور طریق سے تباہ ہو جاتا ہے۔ تو پھر اس سے بہتر کیا ہے کہ اس سے خدا کے لئے جس کی طرف عنقریب کوچ کرنا ہے۔ کوئی حصہ زیور کا خرچ کیا جائے۔ مگر یہ کام ایک سعادت سے کرتا ہے اور دوسرے لوگ اس میں شریک نہیں ہو سکتے۔ وہ تو اور خیالات میں مبتلا ہیں۔

سو اے مخلصو! خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے دلوں کو قوت بخشے۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو ثواب حاصل کرنے اور امتحان میں صادق نکلنے کا یہ موقع دیا ہے۔ مال سے محبت مت کرو کیونکہ وہ وقت آتا ہے کہ اگر تم مال کو نہیں چھوڑتے تو وہ تمہیں چھوڑ دے گا۔"

الفضل ۲۸ ۱۱/۵۹

میں تھا غریب و بےکس و گمنام بےہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی
اب دیکھتے ہو کیسا رجوع جہاں ہوا
اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

خطبہ جمعہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تربیت و اصلاح اور اشاعت دین کیلئے مبعوث ہوئے تھے

ان اغراض کو ہمیشہ مدنظر رکھو اور جائزہ لیتے رہو کہ تم کس حد تک انہیں پورا کر رہے ہو

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۰ جون سنہ ۱۹۴۹ء

بمقام محمد آباد اسٹیٹ سندھ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

آج میں اختصار کے ساتھ بیان کی جماعت کو ان فرائض کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ جو اس پر خدا تعالےٰ کی طرف سے عائد ہیں۔ دنیا میں خدا تعالےٰ نے جب بھی اپنا کوئی مامور مبعوث کیا ہے۔ اس کی

بعثت کی بڑی غرض

یہ ہوا کرتی ہے کہ وہ ایمان لانے والوں کے اعتقادات اور اعمال کی اصلاح کرے اور آئندہ اپنی جماعت کو وسیع کرتے ہوئے اسے تمام دنیا میں پھیلائے۔ یعنی اس کے کام کا ایک حصہ تربیت ہوتا ہے۔ دوسرا حصہ تبلیغ ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص کسی نئے مامور کی بیعت کرتا ہے۔ تو درحقیقت وہ اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ میں ایک نیا آدمی بن جاؤں گا۔ یوں تو پہلے بھی وہ کسی نہ کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔ پہلے بھی وہ کسی نہ کسی جماعت کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ سمجھتا ہے۔ لیکن اگر وہ پہلی جماعت کو چھوڑتا ہے یا پہلے طریق کو ترک کر کے ایک نئے مدعی کی بیعت کر لیتا ہے۔ تو

اس کے معنے یہ ہوتے ہیں

کہ وہ اپنے اندر ایک نیا تغیر پیدا کرنے کا اقرار کرتا ہے۔ یہ نیا تغیر بعض اوقات اعتقادات کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور بعض اوقات اعمال کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ مثلاً اس زمانہ کے مامور من اللہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسلمان کہلانے والوں کے ساتھ کئی قسم کے عقیدوں میں اختلاف کیا۔ مثلاً توحید جو مذہب کی جان ہوتی ہے آپ نے اس کی تشریح میں موجودہ مسلمانوں سے اختلاف کیا۔ آپ کی بعثت سے پہلے مسلمان یہ خیال کرتے تھے کہ صرف منہ سے لا الٰہ الا اللہ کہہ دینے کے یہ معنے ہیں کہ وہ موحد ہو گئے ہیں خواہ اپنے اعمال کے لحاظ سے یا جزوی عقیدوں میں وہ مشرک ہی کیوں نہ ہوں۔ مثلاً وہ منہ سے لا الٰہ الا اللہ کہتے تھے۔ لیکن حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا تعالےٰ کا شریک قرار دیتے تھے۔ وہ یقین رکھتے تھے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام جو نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں۔ وہ ہزار سال سے آسمان پر بیٹھے ہیں اور آخری زمانہ میں وہ دنیا کی اصلاح کے لئے نازل ہوں گے وہ یقین رکھتے تھے کہ

حضرت مسیح علیہ السلام

پرندے پیدا کیا کرتے تھے جو صرف خدا تعالےٰ کی خصوصیت ہے۔ وہ یقین رکھتے تھے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو علم غیب حاصل تھا اور یہ بھی خدا تعالےٰ کی ہی خصوصیت ہے وہ یقین رکھتے تھے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مُردے زندہ کیا کرتے تھے جو صرف خدا تعالےٰ کی خصوصیت ہے۔ پھر ان کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام مردوں کو اس دنیا میں واپس لاتے تھے جو خدا تعالےٰ کی بھی سنت نہیں۔ خدا تعالےٰ ایسا کر تو سکتا ہے۔ لیکن اس کا قانون ہے کہ وہ ایسا کرتا نہیں۔ احادیث میں بھی آتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو الہاماً یہ بات بتائی۔ کہ ہم مُردوں کو اس دنیا میں دوبارہ واپس نہیں کیا کرتے غرض مسلمانوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف بعض ایسی باتیں منسوب کر دی تھیں جو خدا تعالےٰ ہی کرتا ہے انسان نہیں کر سکتا۔ اور بعض باتیں ایسی منسوب کر دی تھیں جو خدا تعالےٰ بھی اس دنیا میں نہیں کرتا جیسے میں نے بتایا ہے کہ

مسلمانوں کا یہ عقیدہ تھا

کہ مسیح علیہ السلام مردوں کو اس دنیا میں واپس لے آتے تھے۔ حالانکہ یہ کام خدا تعالےٰ بھی نہیں کرتا۔ گویا یہ خصوصیت حضرت مسیح علیہ السلام میں خدا تعالےٰ سے بھی زیادہ پائی جاتی تھی یا مثلاً وہ یہ عقیدہ رکھتے کہ جب منہ سے لا الٰہ الا اللہ کہہ دیا جائے تو اس کے بعد خواہ کچھ کر لیا جائے اس سے توحید میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ گویا لا الٰہ الا اللہ کہو دعائے گنج العرش بنا لیا گیا تھا

دعائے گنج العرش

کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ جو شخص اسے ایک دفعہ پڑھ لے اسے تمام نبیوں کی نیکیاں مل جاتی ہیں۔ اور سارے گناہ اس کے معاف ہو جاتے ہیں۔

کہتے ہیں کوئی چور تھا۔ وہ چوری کرتے ہوئے پکڑا گیا۔ بادشاہ نے اس کے لئے یہ سزا تجویز کی کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ لوگ اسے مقتل میں لے گئے۔ جلاد نے تلوار ماری۔ لیکن اسے پتہ بھی نہ لگا۔ انہوں نے خیال کیا کہ شاید جلاد ناواقف ہے۔ تلوار تبدیل کی گئی۔ لیکن پھر بھی اس پر کچھ اثر نہ ہوا۔ انہوں نے خیال کیا کہ شاید جلاد ناقص ہے۔ چنانچہ دوسرا آدمی لایا گیا۔ لیکن اس کی گردن پر پھر بھی کچھ اثر نہ ہوا۔ لوگ بادشاہ کے پاس آئے اور کہا بادشاہ سلامت یہ عجیب آدمی ہے۔ اس پر

تلوار کا کبھی اثر نہیں ہوتا

بادشاہ نے کہا اچھا اسے پہاڑ پر سے گرا دو۔ وہ اسے پہاڑ پر لے گئے اور اسے اوپر سے نیچے گرا دیا۔ لیکن اس وقت یوں معلوم ہوا۔ جیسے سہارا دے کر اسے کسی ستون نے اٹھا لیا ہو۔ لوگ پھر بادشاہ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا۔ کہ یہ بڑا عجیب آدمی ہے اس پر پہاڑ سے گرانے کا بھی کوئی اثر نہیں ہوا۔ بادشاہ نے کہا۔ اچھا اسے آگ میں جلا دو اس پر اسے آگ میں ڈالا گیا لیکن آگ نے بھی اس پر کوئی اثر نہ کیا۔ وہ آگ میں بالکل ایسے ہی پھرتا رہا۔ جیسے کوئی پھولوں سے کھیلتا ہو۔ بادشاہ نے کہا۔ اچھا اس کے جسم کے ساتھ ایک بڑا پتھر باندھ کر اسے غرق کر دو۔ اس پر ایک بھاری پتھر کے ساتھ اسے باندھ کر سمندر میں گرا دیا گیا۔ لیکن وہ کاک کی مانند پانی پر تیرتا رہا۔ لوگوں نے خیال کیا۔ کہ یہ کوئی بڑا بزرگ ہے۔ چنانچہ بادشاہ نے اسے دربار میں بلایا اور کہا آپ مجھے معاف کر دیں میں نے آپ کی بے ادبی کی ہے آپ تو

کوئی بڑے بزرگ معلوم ہوتے ہیں

اس شخص نے جواب دیا۔ بادشاہ سلامت میں تو ایک چور ہوں بزرگ نہیں۔ بادشاہ نے کہا نہیں تم بڑے بزرگ ہو۔ تم سے جو معجزات ظاہر ہوئے ہیں یہ تو کسی بڑے سے بڑے ولی اللہ سے بھی ظاہر نہیں ہوئے۔ اس شخص نے کہا نہیں میں چور ہوں۔ لیکن میں روزانہ دعائے گنج العرش پڑھا کرتا ہوں۔ اسلئے آپ کی سزاؤں کا مجھ پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ غرض جس طرح لوگوں نے دعائے گنج العرش کو ایک عجوبہ بنا لیا۔ اور کئی قسم کے جھوٹ اس کی طرف منسوب کر دیئے تھے۔ اسی طرح مسلمانوں نے کلمہ طیبہ کو بھی ایک عجوبہ بنا لیا تھا۔ وہ خیال کرتے تھے کہ ایک دفعہ کلمہ شریف پڑھ لیا۔ تو پھر خواہ کوئی مشرک بن جائے کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق

مسلمانوں کا یہ اعتقاد تھا

کہ ایک دفعہ منہ سے آپ کی رسالت کا اقرار کر لیا جائے۔ تو یہ مسلمان بننے کے لئے کافی ہے۔ خواہ زندگی بھر نہ نمازیں پڑھی جائیں نہ روزے رکھے جائیں۔ نہ حج کیا جائے نہ زکوٰۃ دی جائے۔ اور اسلام کے دوسرے مسائل پر عمل کیا جائے گویا مسلمان کلمہ رسالت کے بھی الٹے معنے کرتے تھے اور کلمہ توحید کے بھی الٹے معنے کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سب باتوں کو غلط قرار دیا۔ اور بتایا کہ

توحید کے معنے

صرف کلمہ توحید کے پڑھ لینے کے نہیں بلکہ اس کے معنے ایمان اور یقین کے اظہار کے ہیں۔ اگر ایمان اور یقین ہے تو کلمہ بھی ہے۔ لیکن اگر ایمان اور یقین نہیں تو صرف کلمہ پڑھ لینے سے کیا بن جاتا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ "آگ لگ گئی ہے" تو اگر واقعی آگ موجود ہے تو یہ فقرہ درست ہے۔ لیکن اگر آگ لگی ہی نہیں۔ تو یہ محض جھوٹ ہوگا۔ یا مثلاً تم کہتے ہو۔ ہم نے پانی پی لیا ہے۔ اگر تم نے واقعہ میں پانی پی لیا ہے۔ اور تمہاری پیاس بجھ گئی ہے۔ تو یہ

ایک حقیقت کا اظہار ہے

لیکن اگر تم ابھی پیاسے ہی ہو تو صرف "پانی پی لیا ہے" کہنے سے کیا بنتا ہے۔ غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں حقیقی توحید سکھائی اور بتایا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق جو

قسم کی جتنی باتیں مشہور ہیں سب جھوٹ ہیں۔ اور اگر یہ باتیں سچی ہیں تو پھر خدا تعالےٰ کی وحدانیت پر حملہ ہوتا ہے۔ غرض آپ کی بعثت سے قبل جہاں بعض ایسی باتیں حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف منسوب کر دی گئی تھیں جو صرف خدا تعالےٰ میں ہی پائی جاتی ہیں۔ وہاں بعض ایسی باتیں بھی آپ کی طرف منسوب کر دی گئی تھیں جو خدا تعالےٰ میں بھی نہیں پائی جاتیں اسی طرح اور بھی کئی نقائص مسلمانوں میں پیدا ہو گئے تھے جنہیں آپ نے دور کیا۔ مثلاً دعا کے متعلق بعض غلط فہمیاں پیدا ہو گئی تھیں تقدیر کے متعلق بعض غلط فہمیاں پیدا ہو گئی تھیں۔ بعث بعد الموت کے متعلق بعض غلط فہمیاں پیدا ہو گئی تھیں۔ فرشتوں کے متعلق بعض

غلط خیالات پھیلے ہوئے تھے

اعمال کے متعلق کئی قسم کی کمزوریاں پیدا ہو گئی تھیں۔ آپ نے ان سب کو دور کیا۔ مثلاً نماز کو ہی لے لو۔ نماز ادا کرنے کا جو طریق اختیار کیا گیا تھا وہ یہ تھا کہ سجدہ میں گئے تو کھٹ سے سر زمین پر لگا اور جیسے گیند زمین سے ٹکرا کر اوپر آ جاتا ہے۔ اسی طرح انہوں نے زمین سے سر اٹھا لیا۔ پھر قعدہ بین السجدتین میں بڑی کوتاہی ہوتی تھی۔ رکوع کے بعد قیام میں بڑی کوتاہی سے کام لیا جاتا تھا۔ اس قسم کی غلط فہمیوں اور کوتاہیوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دور کر کے اعمال اور عقائد میں

عظیم الشان تبدیلیاں

پیدا کر دیں۔ اور جب کوئی شخص آپ پر ایمان لاتا ہے۔ تو وہ گویا اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ اس کے عقائد بھی درست ہیں۔ پس اگر تم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لا کر دو دفعہ میں اپنے عقائد اور اعمال کو درست کر لیا ہے۔ تو تم سچ مچ احمدی بن گئے ہو۔ لیکن اگر تم نے ایسا نہیں کیا۔ تو تمہارے گناہ پہلے گناہوں سے یقیناً بڑھ گئے ہیں۔ تمہارے گناہ اگر پہلے دس تھے۔ تو اب وہ گیارہ ہو گئے ہیں۔ یا پہلے گیارہ تھے تو اب بارہ ہو گئے ہیں۔

فرض کرو

ایک شخص حج نہیں کرتا وہ نمازیں نہیں پڑھتا۔ زکوٰۃ نہیں دیتا۔ انصاف اور دیانت سے کام نہیں لیتا۔ تو یہ پانچ گناہ وہ پہلے کر رہا تھا۔ اب اگر اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کر لی ہے۔ لیکن اس نے وہ کام نہیں کئے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے کرنے کے لئے بتائے تھے اور اس نے ان باتوں کو نہیں مانا جو اسلام نے بتائی تھیں۔ تو یہ بات اس کے گناہوں کو کم کرنے والی نہیں ہوگی بلکہ زیادہ کرنے والی ہوگی۔ کیونکہ پہلے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا قائل نہیں تھا۔ لیکن اب آپ پر ایمان لانے کے باوجود اس نے اسلام کے احکام پر عمل نہیں کیا۔ غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کام کا ایک حصہ جماعت کی تربیت تھی۔

اب دیکھنا یہ ہے

کہ کیا تم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لا کر اپنے اندر کوئی تغیر پیدا کیا ہے اگر تم نے ایمان لانے کے بعد اپنے اندر ایک نمایاں فرق پیدا کر لیا ہے۔ مثلاً نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ اور دوسرے اسلامی احکام کی پابندی تم نے کر لی ہے۔ تب تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ حصہ تم نے پورا کر لیا۔ لیکن اگر تم نے اپنے اندر کوئی نمایاں تبدیلی پیدا نہیں کی۔ تو تمہارے پہلے پانچ گناہ بخشے نہیں گئے بلکہ ان میں زیادتی ہو گئی ہے۔ اور اب وہ پانچ کی بجائے چھ ہو گئے ہیں۔ اس طرح تمہاری حالت بجائے بہتر ہونے کے اور بھی بدتر ہو جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

کام کا دوسرا حصہ

تبلیغ تھا۔ جو شخص آپ پر ایمان لاتا ہے اور پھر دنیا میں اسلام کی اشاعت کی کوشش نہیں کرتا وہ آپ کا صحیح پیرو قرار نہیں دیا جا سکتا۔ فرض کرو جماعت کا ہر شخص ولی اللہ بن جاتا ہے۔ جماعت کا ہر شخص صاحب کمال بن جاتا ہے۔ لیکن وہ تبلیغ نہیں کرتا۔ تو ہم دوسرے لوگوں کو احمدیت میں کس طرح داخل کر سکتے ہیں۔ دنیا کی دو ارب آبادی ہے۔ دو ارب کا ہزارواں حصہ دو کروڑ ہوتا ہے۔ دو کروڑ کا سینکڑواں حصہ دو لاکھ ہوتا ہے۔ فرض کرو دنیا میں دو لاکھ احمدی ہوں۔ تو

اس کے معنے یہ ہوں گے

کہ دس ہزار آدمیوں میں سے صرف ایک شخص احمدی ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھ لو کہ جیسے دس ہزار سیر پانی میں ایک سیر کھانڈ ڈالی دی جائے۔ اب کیا دس ہزار سیر پانی میں ایک سیر کھانڈ ڈالنے سے شربت بن جائے گا یا کیا دس ہزار سیر پانی میں ایک سیر گوشت ڈالنے سے شوربہ بن جائے گا۔ یا کیا دس ہزار سیر پانی میں ایک سیر آٹا ڈالنے سے روٹی بن سکتی ہے۔ دس ہزار سیر پانی میں ایک سیر آٹا ڈالنے سے کچھ بھی نہیں بنے گا دس ہزار سیر پانی میں ایک سیر آٹا ڈالا تو پتہ بھی نہیں لگے گا کہ وہ کہاں گیا ہے۔ دوسرے رنگ میں یوں سمجھو لو کہ چار سیر کا ایک گیلن ہوتا ہے۔ اور دس ہزار سیر کے اڑھائی ہزار گیلن کے چھ سو عام گھی یا تیل والے پیپے بنتے ہیں۔ اب اگر گھی یا تیل کے عام پیپوں کے برابر چھ سو پیپے پانی ہو۔ اور اس میں ایک سیر آٹا ڈال دیا جائے۔ تو اس کا کیا پتہ لگے گا۔

ہماری جماعت

اور دوسرے لوگوں میں یہی نسبت ہے۔ چھ سو گنستر پانی میں اگر ایک سیر شکر ڈال دی جائے۔ تو جو نسبت پانی اور شکر میں ہوگی وہی نسبت ہماری جماعت اور دوسرے لوگوں میں ہے۔ فرض کرو۔ چھ سو پیپوں کے برابر پانی میں ایک سیر آٹا ڈال دیا جائے تو کیا اس سے روٹی بن سکتی ہے روٹی بنی تو کیا اس پانی کا رنگ بھی تبدیل نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر ہمارے سارے لوگ اولیاء بن جائیں۔ سارے لوگ بے عیب بن جائیں۔ تو اس سے باقی دنیا کو کیا فائدہ پہنچے گا۔ دنیا میں ایک عظیم الشان تغیر تبھی پیدا ہو سکتا ہے جب تم اپنے اندر کثرت پیدا کرو۔ کثرت کے بغیر کبھی اتنی طاقت پیدا نہیں ہو سکتی۔ جس کے ساتھ ہم شیطان کا مقابلہ کر سکیں۔ پس سب سے پہلے اپنے عقائد اور

اعمال کو درست کرنا ضروری ہے

اور اس کے بعد اصلاح و ارشاد کے کام پر زور دینا چاہیئے۔ تا جماعت کثرت سے دنیا میں پھیل جائے۔ اور دوسروں پر اثر پیدا کر سکے۔ ایک گلاس پانی میں اگر چار پانچ چمچے کھانڈ ڈالی جائے تو نتیجہ اثر ہوتا ہے۔ لیکن دنیا میں غلبہ شربت والی کھانڈ جیسی زیادتی سے نہیں ہوتا۔ بلکہ اسی وقت ہوگا۔ جب پانی میں آٹے جیسی کثرت ہو جائے۔ اگر ہم نے ترقی کرنی ہے تو ہمیں پانی میں آٹے جیسی کثرت حاصل کرنی ہوگی۔ ورنہ یوں تو ایک مچھلی بھی تالاب کو گندہ کر سکتی ہے۔ اگر ہم گندے ہوں گے تو یہ یقینی بات ہے کہ دنیا میں خرابی پیدا ہو جائے گی۔ لیکن نیکی کے لحاظ سے ہم ترقی اسی وقت کر سکتے ہیں جب کثرت پیدا ہو جائے۔ غرض ہمیں اصلاح و ارشاد اور تعلیم و تربیت کے کام کی طرف زیادہ توجہ کرنی چاہیئے۔

میں دیکھتا ہوں

کہ جماعت کو توجہ اس طرف بہت کم ہے۔ اس کا تعجب انگیز ثبوت یہ ہے کہ سندھ میں دس دس بارہ سال سے رہنے والوں نے ابھی تک سندھی زبان بھی نہیں سیکھی۔ کسی ملک میں جا کر بسنے والے پر اس ملک کا سب سے پہلا حق یہ ہوتا ہے کہ وہ اس ملک کی زبان سیکھے اگر ہم اس ملک کی زبان نہیں سیکھتے تو ہم اس کے رہنے والوں کو اپنی باتیں پہنچا کس طرح سکتے ہیں۔ یہاں پر پرانے رہنے والوں سے جب میں نے پوچھا کہ کیا تمہیں سندھی زبان آتی ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا نہیں۔ یہ

بڑی بھاری غفلت ہے

جس ملک میں کوئی شخص جا کر رہے اسے چاہیئے کہ وہ جلد سے جلد اس ملک کی زبان سیکھے تاکہ وہ اس ملک کے رہنے والوں سے تبادلہ خیالات کر سکے۔ اگر وہ اس ملک کے رہنے والوں سے تبادلہ خیالات نہیں کر سکتا تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ ان پر اپنا اثر نہیں ڈال سکے گا۔ اور دوسرے لوگ یہ سمجھیں گے کہ وہ ان سے نفرت کرتا ہے۔ جیسے انگریز تھا۔ تو اس زمانہ میں

مولوی عبد الرحیم صاحب نیرؔ

مبلغ تھے۔ نیرؔ صاحب مرحوم ایک دن میرے پاس آ گئے۔ اور کہنے لگے حضور لوگوں پر بہت برا اثر پڑ رہا ہے۔ کیونکہ آپ نے شلوار پہنی ہوئی ہے۔ اور یہ لوگ آپ کو ننگا خیال کرتے ہیں۔ میں نے کہا پھر کیا مطلب میرا لباس ہے اس میں حرج کیا ہے اگر لوگ مجھے ننگا خیال کرتے ہیں تو کرنے دو۔ نیرؔ صاحب کہنے لگے حضور اس بات کا ان پر بہت برا اثر پڑ رہا ہے۔ میں نے کہا سردی کے خیال سے میں جینو فلیکس کی قمیص کے گرم پاجامے ساتھ لے آیا تھا اور میری نیت تھی کہ میں یہاں آ کر پہنوں گا۔ لیکن اب وہ بھی نہیں پہنوں گا۔ ایک دن مسٹر ڈیکنسن راس جو کچھ عرصہ ہندوستان میں رہ چکے ہیں مجھے ملنے کے لئے آئے۔ ان کے ساتھ ایک اور پادری نیرؔ بھی تھے۔ میں نے انہیں کہا آپ کے ساتھ میرے دوستانہ تعلقات ہیں آپ بتائیں کہ کیا آپ کو میرا یہ لباس برا لگتا ہے۔ وہ تکلف کے طور پر کہنے لگے نہیں۔ یہ لباس تو بڑا اچھا ہے۔ میں نے کہا آپ تکلف نہ کریں

میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا آپ کے ملک کے لوگ واقعہ میں اس لباس کو اچھا سمجھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میرے ملک کے لوگ تو اس لباس کو بُرا سمجھتے ہیں۔ مَیں نے کہا کیوں؟ انہوں نے کہا کہ اس لئے کہ یہ ہمارے ملک کا لباس نہیں۔ میں نے کہا آپ جب ہمارے ملک میں رہتے تھے تو کیا آپ ہمارے ملک کا لباس پہنتے تھے ہمارے ملک کا لباس ہیٹ اور پتلون تو نہیں۔ وہ کہنے لگے ہیں تو وہاں اپنے ملک کا لباس ہی پہنتا تھا۔ میں نے کہا آپ جب ہمارے ملک میں ہمارا ملکی لباس استعمال نہیں کرتے تھے تو اس کی کیا وجہ تھی یہی وجہ تھی کہ آپ سمجھتے تھے کہ چونکہ ہم ہندوستان پر حاکم ہیں اس لئے ہندوستانیوں کو ہماری نقل کرنی چاہیئے ہمیں ان کی نقل کرنے کی ضرورت نہیں

سرڈینی سن راس

نے مجبور ہو کر کہا ہاں بات تو یہی ہے۔ میں نے کہا سرڈینی سن راس! مَیں تو بنگالی سکے سے لئے تیار نہیں۔ اگر آپ ہمارے ملک میں رہتے ہوئے ہمارا لباس نہیں پہنتے تو میں بھی آپ کا لباس پہننے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ لیکن زبان لباس سے ایک علیحدہ چیز ہے۔ اور اس کا سیکھنا ہر شخص کے لئے ضروری ہے۔ اگر آپ لوگ دوسروں سے سندھی زبان میں مین دین نہیں کریں گے اور اسے سیکھنے کی کوشش نہیں کریں گے تو سندھی لوگ یہ سمجھیں گے کہ تم ان سے نفرت کرتے ہو۔ فرض کرو ایک سندھی دس بارہ سال تک پنجاب میں رہے۔ اور اتنے عرصہ تک وہ ہماری زبان نہ سیکھ سکے تو سب لوگ اس پر ہنسیں گے اور کہیں گے کہ یہ کم عقل آدمی ہے یہ اتنا لمبا عرصہ ہمارے یہاں رہا اور پھر بھی پنجابی زبان نہ سیکھ سکا۔ لیکن خود ایک پنجابی یہاں آتا ہے اور اتنے عرصہ تک وہ سندھی زبان نہیں سیکھ سکتا۔ ہم تو دس پندرہ دن کے لئے یہاں آتے ہیں اور واپس چلے جاتے ہیں۔ اس لئے ہمارے متعلق زبان سیکھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن جو شخص مستقل طور پر یہاں رہتا ہے اس کا فرض ہے کہ وہ

اس علاقہ کی زبان سیکھے

اور اسی زبان میں اپنے خیالات کا اظہار کرے۔ ہمارے مبلغ بھی یہ ہیں۔ منشی ہیں۔ مزارع ہیں ان سب کا فرض ہے کہ وہ اس علاقہ کی زبان سیکھیں۔ اگر وہ اس علاقہ کی زبان نہیں سیکھتے تو وہ اس علاقہ میں رہنے والوں پر کس طرح اپنا اثر ڈال سکتے ہیں سندھی کس طرح تمہیں اپنا بھائی سمجھنے پر مجبور ہوں گے۔ وہ خیال کریں گے کہ تم اپنے آپ کو ان سے بالا اور حاکم خیال کرتے ہو۔ اور ان کی زبان سیکھنا ہتک خیال کرتے ہو۔ جیسا انگریز ہمارے ملک پر حکومت کرتے تھے ہم ان سے محبت تو نہیں کرتے تھے۔ ہم احمدی تو احمدیت کی وجہ سے یہ سمجھتے تھے کہ ان کی اطاعت کرنی چاہیئے۔ لیکن باقی ہندوستانی یہ کہتے تھے کہ ہم انہیں مار مار کر باہر نکال دیں گے۔ یہی حال پنجابی اور سندھی کا ہے جو شخص یہاں رہتا ہے آخر کیا وجہ ہے کہ وہ یہاں رہتے ہوئے اس علاقہ کی زبان نہیں بول سکتا۔ وہ یہاں کی عادات اور رسوم سے واقف نہیں ہے۔ لازماً ایک سندھی کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ سمجھے کہ ایسا انسان متکبر ہے اور وہ سندھیوں سے نفرت کرتا ہے۔

پس جہاں تمہارا یہ فرض ہے کہ تم نماز اور روزہ اور دوسرے اسلامی احکام کی پابندی کرو۔ وہاں ہر ایک کو اس علاقہ کی زبان سیکھنی چاہیئے۔ تم قاعدے اور کتابیں خرید لو اور سندھی زبان سیکھنے کی کوشش کرو۔ تاکہ تم اس علاقہ کے رہنے والوں کو آسانی سے تبلیغ کر سکو اور تمادہ دوری اور بُعد دُور ہو جائے۔ جو پنجابی اور سندھی میں پایا جاتا ہے پھر تم جہاں

سندھی زبان سیکھنے کی کوشش کرو

وہاں یہ بھی کوشش کرو کہ سندھی لوگ اردو زبان سیکھ جائیں۔ تاکہ وہ سمجھیں کہ تم ان کے بھائی ہو اور ہم وطن بن کر یہاں رہنا چاہتے ہو۔ اور ان کا یہ احساس کہ تم ان سے نفرت کرتے ہو۔ دور ہو۔ اس کے بغیر تبلیغ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی صحت کیلئے اجتماعی دعا

حیدرآباد دکن ۲۹ نومبر حسب سابق اس ہفتہ بھی مورخہ ۲۸ نومبر یعنی ہفتہ اور اتوار کی درمیانی شب خدام کے پروگرام کے مطابق احمدیہ جوبلی ہال میں اجتماعی دعائیں کی گئیں اس موقعہ پر ۲۵ خدام حاضر تھے نماز عشاء سے لیکر نماز فجر تک اجتماعی رنگ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی کامل شفا یابی کیلئے دردمندانہ دعائیں کی گئیں خدا تعالیٰ حضور کو جلد از جلد شفا عطا فرمائے اور حضور کو کام کرنیوالی لمبی عمر عطا فرمائے۔

ربوہ کے جلسہ سالانہ کی تاریخوں میں تبدیلی

اب جلسہ انشاء اللہ ۲۲،۲۳،۲۴ رجنوری ۱۹۶۰ء کو ہوگا

قادیان ۴؍دسمبر۔ اخبار الفضل ربوہ مجریہ ۹؍دسمبر ۱۹۵۹ء میں جناب ایڈیشنل ناظر صاحب اصلاح و ارشاد کی طرف سے ربوہ کے جلسہ سالانہ کی تاریخوں میں تبدیلی کا جو اعلان شائع ہوا ہے اس کا ضروری حصہ حسب ذیل ہے:-

"جماعت احمدیہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ کی تاریخوں میں تبدیلی منظور فرمائی ہے۔ اب ۲۶-۲۷-۲۸؍دسمبر کی بجائے جلسہ سالانہ انشاء اللہ ۲۲-۲۳-۲۴؍جنوری ۱۹۶۰ء بروز جمعہ۔ ہفتہ اتوار ہوگا۔ حضور نے فرمایا ہے ہمارا جلسہ تو خالصتہً مذہبی جلسہ ہے لیکن چونکہ ان ایام میں بالخصوص ملک بھر میں لوگ بنیادی جمہوریتوں کے انتخابات میں مصروف ہوں گے اس لئے جماعت کے مشورے کے مطابق یہ تبدیلی منظور کی جاتی ہے۔"

. . . .

ان استثنائی حالات میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ کی تاریخوں میں تبدیلی منظور فرمائی ہے اب انشاء اللہ جلسہ سالانہ ۲۲-۲۳-۲۴؍جنوری ۱۹۶۰ء بروز جمعہ ہفتہ اتوار ہوگا احباب مطلع رہیں۔

ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد ربوہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق ڈاکٹری رپورٹوں کا خلاصہ

قادیان ۱۳؍دسمبر۔ دو ہفتہ سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے بارہ میں مکرم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب ربوہ کی طرف سے جو ڈاکٹری رپورٹیں شائع ہو رہی ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ناسازیٔ طبیعت ہیں۔ فالحمد علیٰ ذالک۔

۹؍دسمبر کی اطلاع مظہر ہے کہ

"کل دن بھر حضور کی طبیعت بہتر رہی۔ مگر شام کو اعصابی ضعف کی شکایت ہوگئی۔ شروع رات نیند بھی بے چین آئی۔ اس وقت طبیعت نسبتاً بہتر ہے۔"

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے پیارے امام کی صحت کاملہ و شفا عاجلہ کے لئے بارگاہ رب العزت میں درد دل سے دعاؤں میں لگے رہیں۔

حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی چند عظیم الشان پیشگوئیاں!

(از مکرم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل مبلغ سلسلہ مقیم دہلی)

بعثت انبیاء کی سب سے بڑی غرض یہ ہوتی ہے کہ وہ آنکھیں دیکھنے والوں کو خدا دکھا دیں۔ بہرے اور گونگے خدا کو سنوا اور گویا بنا دیں۔ اس کی قدرتوں اور حکمتوں کے تازہ بتازہ نشانات دکھا کر اسے دانا و بینا ثابت کر دیں اور معمولی کمزوری اور باغی مخلوق کو آستانہ الوہیت پر جھکا دیں۔ القصہ تمام انبیاء علی قدر مراتب خالق یگانہ کی ذات بے ہمتا کے مظاہر ہوا کرتے ہیں۔ جن میں خدائی تجلیاں ہمہ آن بجلیوں کی طرح کوندتی رہتی ہیں۔ اور اگر انبیاء کے وجود کو آفتاب اور ان پر سچا ایمان لانے والوں کو کواکب و نجوم سمجھ لیا جائے جیسا کہ عالم روحانیت کے رموز کا تقاضا ہے کہ یہ ساری تمہید سمٹ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس شعر میں سمائی ہوئی نظر آتی ہے

چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشا ہے تری چمکار کا

عام نقطۂ نگاہ کے لحاظ سے ایک نبی ایسا ہی ہوتا ہے جیسے دیگر بنی نوع انسان اس میں کوئی انوکھا پن یا نرالی بات نہیں ہوتی۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے اپنی چہرہ نمائی فرماتا ہے۔ تو اس وقت ان کا مقام بہت بلند ہو جاتا ہے۔ اور اگرچہ اس چہرہ نمائی کی بے شمار قسمیں ہیں تاہم اظہار علی الغیب کا طریقہ اپنا جواب نہیں رکھتا۔ چنانچہ بحیثیت امروزہ میں یہی مدنظر ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی چند پیشگوئیاں بیان کی جائیں جن کا ظہور مدد ربہ ایمان افروز اور ایقان و عرفان کے سے زندگی کا پیغام ہے۔

(۱)

اس وقت جبکہ چپے چپے پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دشمن درپئے آزار تھے گویا کہ چاروں طرف موت ہی موت بکھری ہوئی تھی۔ اور جس طرح ایک زبان بتیس دانتوں میں گھری ہوتی ہے۔ آپ بھی زندہ اعداء میں گھرے ہوتے تھے اور آپ کی بے بسی و بےکسی بیہ عالم تھا کہ گویا بال کے ٹوٹنے پڑے ہوئے تھے۔ آپ کی زبان فیض ترجمان پر قادر و توانا خدا کا یہ کلام جاری ہوا کہ واللہ یعصمک من الناس۔ کوئی تیرا بال بیکا نہیں کر سکتا۔ حالانکہ دشمن آپ کے خون کے پیاسے ہو رہے تھے۔ اور اس فکر میں ان کا دن کا چین اور رات کی نیندیں حرام ہو رہی تھیں۔

دشمن خونی ارادے لے کر آتا ہے اور آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیتا ہے۔ آپ بڑے اطمینان کے ساتھ اٹھتے ہیں۔ دروازہ کھولتے ہیں۔ اور ننگی چمکتی ہوئی اور سونتی ہوئی تلواروں کے بیچوں بیچ صحیح و سلامت گزر جاتے ہیں۔ اور دشمن کا یہ حال ہے کہ گویا آنکھیں پتھرا گئی ہیں کہ کچھ سجھائی نہیں دیتا۔

آپ اپنے یار غار کے ہمراہ غار ثور میں جا بیٹھتے ہیں جس کے منہ پر ایک مکڑی جالا تن دیتی ہے۔ اسی اثناء میں مکہ معظمہ کے خونخوار بھیڑیے آپ کو تلاش کرتے کرتے غار کے منہ پر پہنچ جاتے ہیں۔ کھوجی اصرار کرتا ہے کہ تمہارا شکار غار کے اندر ہے گھسو اور پکڑ لو۔ مگر وہ رستے تار عنکبوت، خدا چاہے تو سد سکندری بن جائے اور آہنی قلعہ کو مات کر دے۔ مکے والے ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں مگر مکڑی کا جالا نہیں توڑ پاتے۔

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے کفار کی مزعومہ قوت و شوکت کی یوں تحقیر فرمائی ہے کہ ان اوھن البیوت لبیت العنکبوت کہ مکڑی کا جالا کمزور ترین پردہ ہے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے چاہا اسے فولادی حصار بنا دیا جس سے ٹکرا کر کفار کی طاقت پاش پاش ہو گئی۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تریسٹھ سالہ زندگی لگاتار ہنگاموں اور طوفانوں کی زندگی تھی۔ آپ ہمیشہ موت سے کھیلتے رہتے۔ اور مر مر کے جیتے رہے۔ اور دنیا نے ایک بار بلکہ بار بار واللہ یعصمک من الناس، کا نظارہ دیکھتی رہی۔ سچ ہے جسے خدا رکھے اسے کون چکھے

(۲)

جب کفار مکہ کے مظالم حد برداشت سے بڑھ گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہجرت کی اجازت دے دی۔ اس پر آپ عازم مدینہ ہو گئے۔ اس وقت آپ بے سروسامانی اور بےکسی کی جیتی جاگتی تصویر تھے اور یہ وہم و گمان بھی نہ تھا کہ آپ پھر کبھی اپنی زاد بوم کو دیکھ سکیں گے۔ مگر عین اس وقت عالم الغیب اور قادر مطلق خدا نے اعلان عام فرمایا کہ ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد یعنی وہ خدا جس نے تجھ پر یہ قرآن پاک نازل فرمایا جس کے احکام سے پرائے کر بیگانے ہو گئے وہ تجھ سے سچی وعدہ کرتا ہے اور وہ بھی ڈنکے کی چوٹ کہ وہ ضرور بالضرور تجھے مکہ میں واپس لائے گا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں مگر خدا کا یہ وعدہ ضرور پورا ہوگا۔

حالات مخالف ہیں۔ درندہ صفت دشمن تعاقب میں ہیں۔ بینا دوبھر ہے، واپسی تو کجا یہ بھی امید نہیں کہ زندہ منزل مقصود پر پہنچیں گے۔ بایں ہمہ خدا کی بات پوری ہوتی ہے کیونکہ

جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

اگرچہ کفار مکہ نے پے در پے لڑائیاں کیں۔ معرکے کی جنگیں ہوئیں۔ اگرچہ ایڑی چوٹی کا زور لگایا گیا تا اسلام اور بانئے اسلام کو صفحۂ ہستی سے نابود کر دیا جائے۔ مگر جونہی تاریکی کے بادل چھٹے اور پانسہ پلٹا، دنیا نے دیکھا کہ وہ دُرِّ یتیم دس ہزار قدوسیوں کے جھرمٹ میں ایک فتح نصیب جرنیل کی حیثیت سے مکہ معظمہ کی جانب بڑھا چلا آ رہا ہے۔ اور ہر روک خس و خاشاک کی طرح آگے آگے بہی چلی جا رہی ہے۔ غرض یہ پیشگوئی ایسی شان اور صفائی کے ساتھ پوری ہوئی کہ کوئی بڑے سے بڑا دشمن بھی دم نہ مار سکا اور وہ جو کل تک آپ کا تعاقب کر رہے تھے آج پسپا ہو کر بے تحاشہ آگے آگے بھاگ رہے ہیں۔

(۳)

جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے سفر پر تھے۔ اس وقت سراقہ بن جعشم آپ کا پیچھا کر رہا تھا حتیٰ کہ وہ بالکل سر پر آن پہنچا۔ مگر دفعتہً گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور سواری اور سوار دونوں زمین پر لوٹ پوٹ گئے۔ اب تو سراقہ کا ماتھا ٹھنکا اور اس نے نادم ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تحریری امان مانگی جو دے دی گئی۔

حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ سراقہ! تم کس لئے میرا پیچھا کر رہے تھے۔ عرض کی کہ حضور کے دالوں نے آپ کو زندہ یا مردہ گرفتار کرنے والے کو ایک سو راس سرخ اونٹ انعام دینے کا اعلان کر رکھا ہے۔ بس یہی لالچ مجھے لے دوڑا۔ حضور صلعم نے فرمایا۔ میں تو تیری کلائیوں میں قیصر و کسریٰ کے شاہی کنگن دیکھ رہا ہوں۔ سراقہ یہ سنکر حیران رہ گیا۔ بات بھی حیرت کی تھی کہ خود تو خالی ہاتھ کہاں کئے چلے جا رہے ہیں نہ کھانے کا ٹھیک ہے نہ پینے کا اور نہ پہننے کا۔ سر چھپانے کو جگہ نہیں اور حد یہ کہ بچھانے تک کا آسرا نہیں۔ کیونکہ کفار مکہ شکاری کتوں کی طرح کھوج لگاتے پیچھے چلے آ رہے ہیں۔ اور سراقہ کو یہ بشارت دی جا رہی ہے کہ ایک دن آئے گا جبکہ قیصر و کسریٰ کی سلطنتیں پاش پاش ہو جائیں گی۔ اور ان کے طلائی کنگن سراقہ جیسے ایک غریب مسلمان کے ہاتھوں میں پہنائے جائیں گے۔ مانا کہ انسانی تخیل کا دائرہ بے حد وسیع ہوتی ہے۔ مگر آخر کوئی حد ہوتی ہے یہ کیسا تخیل ہے جس کی وسعت کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ یقیناً یہ خدا کا کلام ہے جو ایک عظیم الشان پیشگوئی کے رنگ میں حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پر نازل ہوا۔ اور ایک ہیبت ناک انقلاب کی خبر دے گیا جو اپنے وقت پر لفظ بہ لفظ پوری ہوئی۔

(۴)

ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کی خستہ حالی۔ بے چارگی اور بے بسی کا جو عالم تھا وہ کوئی چھپی ڈھکی بات نہیں۔ اس کے باوجود جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کامرانی کی پر شوکت بشارتیں ملتیں تو مسلمان تو مسلمان خود دشمنان اسلام بھی محو حیرت رہ جاتے۔ تاہم مومن تو غائبانہ ایمان لے آتے۔ مگر ان کے دشمن انہیں طفل تسلیاں خیال کرتے اور جاؤ بیجا مذاق اڑاتے۔ کان دیواروں تک پہنچایا جا رہا ہے۔

چونکہ بظاہر طور پر ان بشارتوں کے متحقق ہونے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی۔ اسلئے بے چارے مسلمان بھی سراپا سوال بن جاتے۔ چنانچہ قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ یسئلونک عن الجبال، قل ینسفھا ربی نسفا کہ اہل اسلام سوال کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ یہ صنادید عرب، یہ جبابرہ اور قیاصرہ و اکاسرہ جو پہاڑوں کی طرح ہمارے راستہ میں حائل ہیں اور جن کی وجہ سے ہماری ترقیات کے سب دروازے بند ہیں۔ ان سے کیونکر چھٹکارا ملے گا۔ اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرماتا ہے کہ وہ انہیں روئی کی طرح دھنک کے رکھ دے گا۔ اور جس طرح دھنیے کے سامنے روئی اڑنے لگتی ہے۔ اسی طرح یہ پہاڑ روئی کے گالے بن جائیں گے۔ اور تمہارا

راستہ رکتا تو ورکتار خود ان کا نام ونشان تک مٹ جاتے تھا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ یہ کوہ ہائے گراں یوں فنا ہو گئے جس طرح کوئی سچ مچ کے پہاڑوں کو ڈائنامیٹ سے اڑا دے اور واقعی یہ خدائی تقدیر تھی جو اہل اسلام کے آڑے آ گئی اور ظاہری اعتبار سے تو یہ صنادید مسلمانوں کو کھا جاتے۔ آخر کون سا ظلم تھا جو اُن غریبوں پر روا نہ رکھا گیا۔ اور کونسا ستم تھا جس کا تختۂ مشق ان کو نہ بنایا گیا۔ اسی سلسلہ میں تاریخ کے اوراق ایک کھلی کتاب ہیں جن سے پتہ چل سکتا ہے۔ کہ ابتدائے اسلام میں کفار نے کس طرح مسلمانوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کیا اور گاجر مولی کی طرح کاٹا۔ اور اگر خدا کا غیبی ہاتھ ان کی دستگیری نہ کرتا تو آج تاریخ اسلام دگرگوں ہوتی۔

(۵)

آغاز اسلام میں قیصر و کسریٰ کی زبردست سلطنتیں بالعموم باہم حریف اور رقیب بنی رہتی تھیں۔ ان کی باہمی آویزش اور چپقلش انہیں برسرپیکار رکھتی تھی۔ آخری بڑی طرح ٹھن گئی اور جنگ شروع ہو گئی۔ قیصر عیسائی تھا لہذا قدرتاً مسلمانوں کو اس سے ہمدردی تھی۔ کسریٰ آتش پرست تھا۔ سارے مکہ کے مشرک اس کے لئے خیرسگالی کے جذبات رکھتے تھے۔ خدا کی قدرت قیصر ہار گیا اور کسریٰ غالب آیا۔ اس پر کفار بہت خوش ہوئے اور مسلمانوں پر آوازے کسنے لگے کہ ان کی دعاؤں کا کیا نتیجہ نکلا۔ اور اس طرح اہل اسلام کی سبکی اور توہین کی ایک صورت پیدا ہو گئی۔ تب اللہ تعالیٰ کی غیرت جوش میں آئی اور قرآن کریم میں یہ آیت نازل ہوئی۔ غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون فی بضع سنین۔ کہ اگرچہ آج رومی ہار گئے ہیں۔ مگر دنیا کان کھول کر سن لے کہ وہ نو سال کے اندر اندر اپنی شکست کا بدلہ لے لیں گے۔ اور ایرانیوں کو نیچا دکھا دیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور واقعی رومیوں نے مدت مذکورہ کے انصرام سے پہلے پہلے میدان مار لیا۔ اپنی ہزیمت کو فتح میں بدل ڈالا۔

(۶)

پیشگوئیوں کے سلسلہ میں سورۃ تکویر کی ابتدائی آیتیں خاص شان رکھتی ہیں۔ چنانچہ اذا الشمس کورت والی آیۃ میں اللہ تعالیٰ نے آخری زمانہ کا نقشہ کھینچ کر رکھ دیا ہے۔ اور سورج اور چاند گہن کے علاوہ دوسرے ستاروں کے تاریک ہو جانے کی بھی خبر دی ہے۔ اور فرمایا

بڑے بڑے پہاڑ اپنی جگہ سے ہلا دیئے جائیں گے۔ اگر پہاڑ کا لفظ ظاہری معنوں پر محمول کیا جائے۔ تو بھی یہ پیشگوئی پوری ہو گئی ہے۔ کہ ڈائنامیٹ کے ذریعہ پہاڑوں کو اڑا اڑا کر سڑکیں بنائی گئی ہیں۔ ریل لائن بچھائی گئی ہے۔ وغیرہ وغیرہ اور اگر باطنی معنی مراد لئے جائیں تو یہ بھی بالکل واضح ہے۔ کہ آج بڑے بڑے تاجدار، بادشاہ اور شہنشاہ تاج وتخت چھوڑنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ اور مزدوروں کی حکومتیں قائم ہو رہی ہیں بحیثیت عمرانیہ اونٹ کی بجائے نئی نئی سواریاں عام ہو گئی ہیں۔ جنگل میں رہنے والے لوگ تہذیب و تمدن سے بہرہ ور ہونے آ گئے ہیں۔ دریاؤں کو چیر کر نہریں نکالی گئی ہیں۔ رسل و رسائل کے ذرائع نے تمام دنیا کو ایک خاندان بنا کے رکھ دیا ہے۔ دختر کشی کی رسوم مٹ چکی ہیں اخباروں اور کتابوں کی اشاعت عام ہو گئی ہے۔ بدی، فحاشی اور خبیث و گناہ کے پھاٹک کھل گئے ہیں اور چاروں طرف جہنم موجزن ہے اور ان حالات میں ذرا سی نیکی انسان کو جنت کے دروازے پر لا کھڑا کرتی ہے۔ غرض آج سے چودہ سو سال قبل ہمارے علام الغیوب خدا نے موجودہ زمانہ کا جو نقشہ کھینچا تھا وہ ہو بہو پورا ہو چکا تھا۔

(۷)

اسی سلسلہ میں قرآن کریم نے فرمایا۔ واذا السماء کشطت، کہ آخری زمانہ میں آسمان کی کھال اتار دی جائیگی۔ جیسے ذبیحہ جانور کا چمڑا ادھیڑ دیا جاتا ہے اسی طرح حضرت انسان کے پردہ راز تمام بلندیوں کو ایسا ناپ ڈالیں گے۔ کہ گویا ان کے تمام پردے چاک کر دیں گے۔ یہ کام شروع ہو چکا ہے۔ اور راکٹ چاند تک پہنچ کر اس کے سربستہ رازوں کا انکشاف کر رہے ہیں اور وہ دن دور نہیں جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والا کلام الٰہی زیادہ سے زیادہ شاندار طور پر پورا ہو کر خدائے قدوس کی رحمت و تقدیس پر گواہ ٹھیرے گا۔ انشاء اللہ۔ اور فی الواقع ایک دن آ جائے گا۔ کہ انسان ان دور افتادہ ستاروں اور سیاروں کے حالات اس بے تکلفی سے بیان کرے گا۔ کہ گویا وہ اپنی زمین کے دفینوں پر تبصرہ کر رہا ہے۔

فریادِ مہجور

از محترم جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ

صبح ہونے میں نہیں آتی ہے۔ کیا بات ہوئی
جب بھی دیکھا یہی دیکھا کہ ابھی رات ہوئی

آپ غیر جو چاہیں کریں ہم کبھی شکوہ نہ کریں
یہ بھی کیا عدل ہوا کیسی مساوات ہوئی

یہ فسادات یہ ہنگامے۔ تلاطم یہ فتن!
یہ زلازل یہ جراثیم کی بہتات ہوئی

کونسا ملک ہے جس میں نہیں سیلاب آیا
اور نہ بربادیٔ امصار یہ دیہات ہوئی

خشکی آتی نہیں آتی ہے تو دلدل موجود
(ہوتی) (ہوتی)
زندگی تنگ اَلمناک یہ ظلمات ہوئی

کوئی موسیٰ ہوا ظاہر ہے قیامت بھی قریب
جس کی ہر رنگ میں تنویر علامات ہوئی

حضرت شیخ کو دیکھا کہ ہیں چپ چاپ ملول
دیرِ مے خانہ پہ کل ان سے ملاقات ہوئی

مُعصوم ہے جلسہ سالانہ کی تقریبیں ہیں۔ مگر
(قادیان)
میری قسمت میں نہ تسہیل مرادات ہوئی!

یا الٰہی تیرے فضلوں کا نہیں کوئی شمار
ہم کو ربوہ میں عطا دولت برکات ہوئی

شکر ہے صحتِ خاتونِ مبارک کے لئے
(بار بار)
جن کے بارہ میں ہے تکلیف مکررات ہوئی

دخل حق میں ہے کہ یوں کہہ نہ سکیگا کوئی
ایسی آئی کہ مصیبت جسے مرآت ہوئی

ٹھیک ہے آئینہ صیقل سے چلا پاتا ہے
یعنی تنکیت سے تشکیل نشانات ہوئی

داغِ ہجرت کو الٰہی مہِ تاباں کر دے
یہ کہا جائے کہ لو صبح رخا رات ہوئی

(دعوات)
اَدعیہ اکمل مہجور کی یارب منظور
سب پکار اٹھیں کہ تبدیلیٔ حالات ہوئی

درخواست دعا۔ عرصہ سے میری صحت خراب رہتی ہے کئی دنوں سے پسلی میں بھی درد رہتا ہے میرے دو لڑکے بے روزگار رہے۔ ان کو کوئی بابرکت روزگار ملنے کے لئے اور تیسرا لڑکا جو عرصہ سے ڈرائیوری سے ہسپتال میں زیر علاج رہا ہے اب خدا کے فضل سے صحت یاب ہو کر کام پر چلا گیا ہے۔ کمزوری بہت ہے تمام احباب جماعت و درویشان سے دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرے اور ہماری تمام مشکلات کو دور کرے آمین

خاکسار راجہ غلام محمد احمدی سابق جماعت احمدیہ یک امرپور کشمیر

کلکتہ میں پیشوایان مذاہب کی سیرت و حالات پر عظیم الشان جلسہ

مختلف مذاہب کے نمائندگان کی شرکت

زیر صدارت ڈاکٹر کالی داس ناگ ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ ڈی۔ ڈی لٹ صدر راؤنڈ ٹیبل کانفرنس

از مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن کلکتہ

مورخہ ۲۸ر نومبر بروز ہفتہ شام کو ۵½ بجے سے ۸½ بجے شب تک جماعت احمدیہ کلکتہ کے زیر اہتمام پیشوایان مذاہب کی سیرت کا جلسہ سابقہ روایات کے مطابق شاندار طور پر منایا گیا۔ جلسے کی تشہیر اردو، انگریزی اور بنگالی زبانوں میں شائع کردہ ہینڈ بلز کے ذریعہ بھی طور پر کی گئی۔ اردو زبان میں ایک پوسٹر بھی شائع کیا گیا اور جلسے کے انعقاد سے ایک روز قبل شہر کے اہم حصوں میں چسپاں کیا گیا۔ نیز انگریزی و بنگالی اخبارات کے ایڈیٹر صاحبان و دیگر معززین سے مل کر اخبارات میں بھی تشہیر کروائی گئی۔ مخصوص احباب کو دعوتی کارڈ بھی ارسال کئے گئے۔

جلسے کا انعقاد مسلم انسٹی ٹیوٹ ہال ویلسلی اسکوائر کلکتہ میں ہوا۔ ہال کو پیشوایان مذاہب کی تعظیم و تکریم سے متعلق قطعات، قرآن مجید کی آیات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث طیبہ سے مزین کیا گیا۔ ٹھیک ۵½ بجے صاحب صدر ڈاکٹر کالی داس ناگ کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے اور جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوئی۔ جو مکرم جناب منشی محمد شمس الدین صاحب نے کی۔ تلاوت قرآن پاک کے بعد مکرم نور عالم صاحب ایم اے سیکرٹری مجلس عاملہ کلکتہ نے بزبان انگریزی استقبالیہ ایڈریس پڑھا۔ ازاں بعد خاکسار نے اس جلسہ کی کامیابی کے لئے آمدہ پیغامات سنائے۔ ان پیغامات میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے مدظلہ العالی، مسز اندرا گاندھی صدر نیشنل کانگرس ہند، جناب ایس رادھا کرشنن وائس پریذیڈنٹ گورنمنٹ ہند، جناب صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان، جناب شیخ عبد الحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال قادیان کے ارسال کردہ پیغامات بالخصوص قابل ذکر ہیں۔

پیغامات کے بعد پیشوایان مذاہب کی سیرت پر تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔ مختلف مذاہب کے آٹھ نمائندوں نے تقاریر کیں۔ سب سے پہلے ریورنڈ فادر وی کورٹینس (Rev. Father V. Courtious) نے (St. Xavier's College) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی و حالات پر بزبان انگریزی عالمانہ تقریر کی۔ آپ کے بعد زرتشت مذہب جناب ڈی شیر دین شاہ بی اے ایم آئی نے ایک پر جوش اور برجستہ تقریر انگریزی زبان میں کی۔ جس میں آپ نے سامعین کو کئی ہزار سال پہلے سرزمین ایران میں آنے والے حضرت زرتشت علیہ السلام کے حالات و واقعات سے آگاہ کیا۔

آپ کے بعد سوامی نارہ ماینند (Sawami Naramaya Nand) نے رام کرشنا مشن کی نمائندگی کرتے ہوئے بنگالی زبان میں نہایت ہی فاضلانہ تقریر کی۔ جس میں اس مشن کے حالات کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ یہ جماعت احمدیہ کلکتہ کی مساعی کی جو وہ پیشوایان مذاہب کے ذریعہ اتحاد کے لئے کر رہی ہے تہ دل سے ممنون ہیں۔ کیونکہ مذہبی نقطۂ نگاہ سے اس کی بہت ضرورت ہے۔ حاضرین آپ کے بیان کردہ حالات سے محظوظ ہوئے۔

اس تقریر کے بعد مہا بودھی سوسائٹی کے نمائندہ وزیبل دھرماد مرجا تادر (Venerable Dharma dhar Mahasatria) نے مہاتما بدھ کی سوانح حیات پر تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ ان کا رستہ امن اور صلح کا رستہ تھا۔ جس پر گامزن ہونے سے دنیا کو آرام و سکون مل سکتا ہے۔ مہاتما بدھ نے خود بھی نروان حاصل کیا اور دنیا کو بھی نروان کا رستہ بتایا۔

اس تقریر کے بعد عزیز ناصر احمد صاحب بانی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مشہور نظم "وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا" خوش الحانی سے سنائی۔

اس نظم کے بعد ڈاکٹر ہیرالال صاحب چوپڑہ ایم۔ اے۔ پی ایچ ڈی نے حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح حیات پر مفصل تقریر کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں بتایا کہ رحمۃ للعالمین کی پیدائش تاریک گھڑیوں میں ہوئی۔ اور آپ کی آمد سے یہ تاریک راتیں نور سے بدل گئیں۔ آپ نے حضور کے رحمۃ للعالمین ہونے کے ثبوت میں حضور کی سوانح حیات کے متعدد واقعات پیش کئے۔ آپ کی تقریر مسلمانوں کے لئے حیران کن تھی۔ کیونکہ وہ ایک غیر مسلم کی زبان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو سن رہے تھے۔

چوپڑہ صاحب کی تقریر کے بعد جناب قیس مینائی صاحب کی مشہور نظم "محمد کا واسطہ" مکرم نہایت کرم محمد عارف خان صاحب نے خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ جس کے بعد خاکسار کی تقریر حضرت کرشن جی کی زندگی پر ہوئی۔ خاکسار نے اپنی تقریر میں قرآن مجید کی آیات اور حضرت رسول پاک کی مشہور حدیث "کان فی الہند نبیا" کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ ہندوستان کی سرزمین بھی خدا کے برگزیدوں سے خالی نہ تھی اور انہی برگزیدوں میں سے ایک حضرت کرشن تھے۔ اور بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی خبر کے ماتحت فرمایا کہ کرشن ایک کامل اور باصفا انسان تھے۔ بہت عرصہ سے قبل ہی اسلام کے کئی بزرگوں نے

> ہم جماعت احمدیہ کی ان مساعی کی جو وہ پیشوایان مذاہب کے ذریعہ اتحاد کے لئے کر رہی ہے تہ دل سے ممنون ہیں۔ کیونکہ مذہبی نقطۂ نگاہ سے اس کی بہت ضرورت ہے۔"
>
> (ماینند)

پیشوایان مذاہب پر سلام

از محترم جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ

پیشوایانِ مذاہب پہ سلام	چاہیئے ان کا نہایت احترام
رام جی۔ کرشنا محمد مصطفیٰ	عیسیٰ و موسیٰ رسولانِ عظام
اس زمانے میں گرو نانک ولی	النبی مرزا غلام احمد امام
اپنی اپنی قوم کے ہیں رہنما	ان پہ صد ہا رحمتیں للکھو سلام
آؤ ان کی مل کے سب ثنا کریں	ایک ہو کر نیک بن جائیں تمام
اور وہ مسلک کریں ہم اختیار	جس میں ہو توحید و شفقت بالعوام
ہر صداقت پائی جائے بادلیل	دے حیاتِ نو کا ہر عالم میں کام
اپنے مولیٰ سے ہو مستحکم نیاز	ہو سکیں اسکے ذریعے ہمکلام
اپنی اپنی روشنی لائیں سبھی	ہو ستاروں میں نمایاں بدر تام

امن و صلح و آشتی پھیلائیں ہم
ایک ہی جھنڈے تلے آ جائیں ہم

ان کی بزرگی کا اقرار کیا ہے۔ اور عبدالرزاق صاحب بانسوی نے لکھا ہے کہ وہ حج کو جاتے ہوئے جب متھرا کے مقامات سے گذرے تو انہوں نے عالم کشف میں حضرت کرشن جی سے ملاقات کی۔ آپ کی پیدائش کے واقع کی تفصیل بتاتے ہوئے خاکسار نے بتایا کہ آپ کا پیدائش کے بعد زندہ بچ جانا اور نندگوالے کے ہاں پرورش پانا ہی اسباب کی زبردست دلیل تھی کہ خدا کا ہاتھ آپ کے سر پر تھا۔ گیتا کے اشلوکوں سے خاکسار نے آپ کی تعلیم پر بھی روشنی ڈالی اور بتایا کہ انبیاء کرام کی طرح آپ نے بھی خالق و مخلوق کے رشتہ کو مضبوط کرنے کی کوشش کی اور مخلوق میں باہم محبت اور بھائی چارہ کا رشتہ بتایا۔

میری تقریر کے بعد صاحب صدر نے مجھے فرمایا کہ جنوری کے شروع میں جو ورلڈ فیتھ کانفرنس ہو رہی ہے اس میں آپ شرکت کریں اور اس مضمون پر آپ تقریر کریں کیونکہ یہ تقریر ہمارے لئے بہت دلچسپی کا باعث ہوئی ہے۔

(جناب کالی داس ناگ صاحب کلکتہ میں منعقد ہونے والی ورلڈ فیتھس کانفرنس کے صدر ہیں جو کہ جین دھرم کے انتظام کے ماتحت مورخہ ۹ و ۱۰ و ۱۱ جنوری ۱۹۶۰ء کو ہو رہی ہے)

خاکسار کی تقریر کے بعد جناب کیپٹن لبھا سنگھ صاحب نے حضرت بابا نانک کی سیرت کے بعض اہم واقعات بیان کئے اور بتایا کہ کس طرح انہوں نے اپنی زندگی میں ہندو مسلم ایکتا کا عملی درس دیا۔ آپ کی تقریر گو مختصر تھی مگر ٹھوس معلومات پر مشتمل تھی۔

کیپٹن صاحب کی تقریر کے بعد برہمچاری منی سین نمائندہ برہمو سماج نے اپنے مشن کے حالات پر تقریر کی۔ اور لوگوں کو بتایا کہ درحقیقت سناتن کا رستہ وہی ہے جو رشیوں اور منیوں نے بتایا ہے۔

آخر میں مکرم عبیدالرحمن صاحب فانی مبلغ جماعت احمدیہ نے بنگالی زبان میں حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت پر تقریر فرمائی۔ اور آپ نے حضور کے تعلق باللہ اور سلسلہ میں بعض اہم واقعات اور پیشگوئیاں بیان کر کے بتایا کہ آج بھی ایسے وجود موجود ہیں جو خدا کے ساتھ اپنا تعلق قائم کئے ہوئے ہیں اور اس زندہ خدا کے ساتھ ہمارا تعلق قائم کر سکتے ہیں۔

تقاریر کے خاتمہ پر صاحب صدر نے اپنی صدارتی تقریر میں جماعت احمدیہ کی ان مساعی کو جو اتحاد مذاہب کی صورت میں کی جا رہی ہیں بہت ہی سراہا اور بتایا کہ جماعت احمدیہ نے قائم کردہ اس اسٹیج سے جو قیمتی خیالات سنے ہیں ان پر عمل کرنے کی بھی کوشش کریں تا عملی رنگ میں مذاہب متحد ہو کر امن اور شانتی کا مارگ لوگوں کو بتا سکیں۔

آپ نے یہ بھی بتایا کہ عنقریب ہی ورلڈ فیتھس کانفرنس بھی کلکتہ میں منعقد ہو رہی ہے۔ دوست اس میں شامل ہوں اور باہر سے آنے والے نمائندگان کے خیالات کو سنیں۔ صاحب صدر نے قیس صاحب کی نظم "گوکل والے شیام کنہیا" بھی اپنے پاس رکھ لی اور فرمایا یہ نظم بہت ہی پیاری ہے میں اسے بھی ورلڈ فیتھس کانفرنس میں پڑھوا دوں گا۔

صدارتی تقریر کے بعد خاکسار نے صاحب صدر۔ معززین کرام اور جملہ حاضرین کا شکریہ ادا کیا گیا اور جلسہ برخواست کیا گیا۔

الحمدللہ کہ جلسہ میں سامعین کی تعداد ہماری امیدوں سے کہیں بڑھ کر تھی۔ ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اور بہت سے سامعین کو کھڑے ہو کر جلسہ کی کارروائی سننی پڑی۔ صاحب صدر نے خود فرمایا کہ جلسہ بہت کامیاب رہا کیونکہ gathering بہت زیادہ ہے۔

جلسہ میں تشریف لانے والے گورنمنٹ بنگال کے متعدد افسران بھی تھے۔ دراصل اس جلسے کی کامیابی کا سہرا جماعت احمدیہ کلکتہ کے ان افراد کے سر پر ہے جنہوں نے رات دن کوشش کر کے اس کے جملہ انتظامات کئے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کلکتہ کے قریباً سب احباب نے اس جلسے کو کامیاب کرنے میں بہت کوشش اور ہمت کی۔ اور تن من اور دھن سے مدد کی۔ میں جملہ احباب جماعت کا ممنون اور شکر گذار ہوں کہ انہوں نے میرے ساتھ پورا پورا تعاون کیا۔ اور دوستوں کے سپرد جو ڈیوٹی لگائی گئی اس کو انہوں نے حتی الوسع کما حقہٗ سرانجام دیا۔ اور باوجود قلیل وقت کے جلسے کے انتظامات مکمل کئے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کی مساعی کو قبول فرماوے۔ اور اجر جزیل عطا فرماوے۔

اس جلسے کی رپورٹ اخبار اسٹیٹسمین انگریزی انند بازار پتریکا بنگالی اور اخبار پیغام نے شائع کی۔ انند بازار پتریکا جو کلکتہ کا مشہور بنگالی اخبار ہے اور جس کی اشاعت بہت زیادہ ہے اس نے اس جلسے کا فوٹو بھی شائع کیا۔

کلکتہ کے معزز لوگوں میں سے حسب ذیل احباب بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔

جناب اے رحمان صاحب اسسٹنٹ کمشنر پبلک سروس کمیشن
جناب ایس کے گدوش صاحب چیف انسپکٹر فیکٹریز ویسٹ بنگال
جناب ایس بینر جی انسپکٹر انفورسمنٹ برانچ۔
جناب ایچ مترا صاحب ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو ہر طرح موجب خیر و برکت بنائے۔ آمین۔

جلسہ یوم پیشوایان مذاہب کلکتہ پر

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کا پیغام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ و علیٰ عبدہ المسیح الموعود

مکرمی محترمی مولوی بشیر احمد صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ کلکتہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آپ کی تار دربارہ پیغام یوم پیشوایان مذاہب موصول ہوئی۔ اس دن کے منانے کی تحریک ہماری جماعت کے موجودہ امام حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی نے فرمائی تھی۔ اور الحمدللہ کہ یہ یوم آج تک بڑی کامیابی اور غیر معمولی برکات کے ساتھ منایا جا رہا ہے۔

ہماری جماعت کا یہ بنیادی عقیدہ ہے جو قرآنی احکام پر مبنی ہے کہ خدا صرف کسی مخصوص قوم کا خدا نہیں ہے بلکہ ساری دنیا بلکہ سارے نظام عالم کا خدا ہے اسلئے اس نے ہر ملک اور ہر قوم میں اپنے رسول اور اوتار اور مصلح بھیجے ہیں۔ جو اپنے اپنے وقت پر اصلاح کا کام کرتے رہے ہیں اور قرآن ہمیں حکم دیتا ہے کہ ہم ان سب پاکباز روحانی لوگوں کو عزت کی نظر سے دیکھیں۔ چنانچہ جس طرح ہم اسلام کے بانی حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور احمدیت کے بانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا کا پیارا اور مقرب خیال کرتے ہیں اسی طرح ہندوؤں کے اوتار حضرت کرشن جی اور حضرت رام چندر جی اور بدھ مذہب کے بانی حضرت گوتم بدھ اور سکھ قوم کے بانی حضرت بابا نانک کو بھی خدا کا پیارا خیال کرتے ہیں اور ہمارے دلوں میں انکی بڑی عزت ہے اسی طرح ہم یہودیوں کے حضرت موسیٰ اور عیسائیوں کے حضرت عیسیٰؑ کو بھی اسی احترام اور عقیدت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور ان پر ایمان لاتے ہیں۔

یہی وہ عقیدہ ہے جو دنیا میں حقیقی اتحاد اور اخوت کی بنیاد بن سکتا ہے۔ اور باوجود بعض خیالات میں اختلاف کے اس بنیادی عقیدہ کی وجہ سے ہم اپنا فرض خیال کرتے ہیں کہ ساری مخلوق کو اپنا بھائی اور اپنے خدا کے بنائے ہوئے انسان سمجھ کر ان کے ساتھ محبت اور ہمدردی کا سلوک کریں۔ اسی خیال کی بناء پر جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی وفات سے قبل ۱۹۰۸ء میں ایک خاص پیغام کے ذریعہ دوسرے مذاہب کے لوگوں کو صلح کا پیغام دیا تھا۔ یہ پیغام جو پیغام صلح کے نام سے چھپ چکا ہے ایسی نوعیت کا ہے کہ جب بھی مختلف مذاہب کے متبعین پر اس پیغام کی صداقت اور اہمیت واضح ہوئی تو اس وقت انشاءاللہ تعالیٰ ایک عالمگیر صلح کی بنیاد قائم ہو جائے گی اور خیالات کے باہمی اختلافات بڑی آسانی اور بڑی خوش اسلوبی سے اور بڑی اچھی فضا میں طے پا سکیں گے۔

خدا کرے کہ وہ دن جلد آئے اور دنیا ایک عالمگیر امن اور عالمگیر صلح کا نظارہ دیکھے۔ آمین۔

والسلام خاکسار:

مرزا بشیر احمد۔ ربوہ ۱۹۵۹/۱۱/۱

اسلام صلح اور آشتی کا مذہب ہے

سب اسلامی نظریات و عقائد رواداری کے حامل ہیں

از محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل جالندھری - ربوہ

اسلام خدائے واحد کی اطاعت و فرمانبرداری کے ساتھ انسانوں میں اخوت و مساوات کا بھی علمبردار ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق بدی اور گناہ قابل نفرت اور گھناؤنی چیز ہے۔ اس سے اجتناب ضروری ہے لیکن بدی کا مرتکب ایک بیمار ہے۔ جس سے بیماروں والا معاملہ ہونا چاہیئے اور مصلح کا فرض ہے کہ اس بیماری کا علاج بھی طبیب کی سی ہمدردی اور شفقت کے ساتھ کرے اور اگر کبھی بیماری کے خطرناک ہونے کے پیش نظر نشتر کا استعمال ضروری ہو تو یہ استعمال بھی ہمدردانہ رنگ پر مشتمل ہونا چاہیئے۔

اسلام کے اسی نظریہ کا اثر ہے کہ وہ عقائد کے بارے میں کسی قسم کے جبر و اکراہ کو روا نہیں رکھتا اور کسی انسان کو خواہ وہ سب نبیوں کا سردار ہی کیوں نہ ہو یہ اجازت نہیں دیتا کہ دوسروں پر مذہبی عقائد ٹھونسے اور ان سے ذاتی اطمینان کے بغیر انہیں کسی عقیدہ کے ماننے پر مجبور کرے فرمایا ولو شاء ربک لآمن من فی الارض کلھم جمیعاً افانت تکرہ الناس حتیٰ یکونوا مومنین کہ اگر خدا تعالیٰ جبراً منوانا چاہتا تو یقیناً سب لوگ مومن ہو جاتے مگر اس نے ایسا نہیں چاہا اے رسول! کیا تو لوگوں کو مجبور کرے گا کہ وہ مومن بن جائیں؟ یعنی پیغمبر کو ایسا کرنے کا مجاز نہیں ہے۔

اسلام کی عدم اکراہ کی یہ تعلیم ایک منطقی تعلیم ہے۔ کیونکہ جبر سے انسان کے دل پر اثر پیدا نہیں کیا جا سکتا۔ جبر سے انسان کو ایک ایسی بات کے اقرار پر مجبور کیا جاتا ہے جسے اس کا دل نہیں مانتا اس لئے اس کا یہ اقرار منافقانہ اقرار ہو سکتا ہے۔ اور اسلامی تعلیم کے مطابق منافق بدترین مخلوق ہے اور وہ جہنم کے سب سے نچلے حصہ میں ڈالے جائیں گے ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار۔ پس جبر و اکراہ سے صرف منافق بن سکتے ہیں مومن نہیں بن سکتے۔

اور اسلام منافقین کی انتہائی مذمت کرتا ہے تو یہ خیال اسلام کی طرف منسوب کرنا کہ وہ مذہب کی اشاعت کے لئے جبر و تشدد کا حامی ہے کتنی زیادتی اور کتنا ظلم ہے۔ وہ دین جو قلبی اطمینان کا نام ہی ایمان رکھتا ہو اور جو دلائل و بینات اور آسمانی معجزات کے ذریعہ اس اطمینان کو پیدا کرتا ہو۔ خود ہی براہین پیش کرتا ہو اور اپنے مخالفین سے بھی ھاتوا برھانکم کہہ کر براھین کا مطالبہ کرتا ہو اس کے بارے میں یہ تصور ہی کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ مذہبی عقائد کے منوانے کے لئے جبر کی تلقین کرتا ہے۔

اسلام انسانی اخوت و مساوات کا علمبردار ہے۔ کیونکہ وہ ایک خدا کا قائل ہے اور سب انسانوں کو اسکے بندے قرار دیتا ہے اور جہاں تک خدا اور بندہ کا تعلق ہے وہ اس میں انسان کو پوری طرح آزاد اور براہ راست تعلق رکھنے والا مانتا ہے البتہ بعوث نے بھیجے انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے وہ انبیاء اور رشیوں کے بھیجے جانے کا قائل ہے۔ مگر اس بارے میں بھی اسلامی نظریہ کتنا معقول اور منطقی ہے اسلام کے نزدیک ایسے مقدس رشی تمام زمانوں میں تمام ملکوں میں اور ساری قوموں میں مبعوث ہوتے رہے ہیں گویا اس پہلو سے بھی اسلام مساوات کا حامی ہے۔ اور جملہ اقوام عالم کے رشیوں اور نبیوں کی صداقت کا اعلان کرتا ہے۔ پھر جس مساوات انسانی کو اسلام نے قائم کیا ہے اس کے رو سے اسلام کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ ہر بچہ پیدائشی طور پر پاک پیدا ہوتا ہے بے گناہ ہوتا ہے وہ بچہ کسی مومن کے گھر پیدا ہو یا کسی کافر کے ہاں جنم لے بہر حال وہ پاک اور معصوم ہوتا ہے اس اسلامی عقیدہ کا لازمی نتیجہ ہے کہ مسلمان کو کسی انسان سے بنیادی نفرت نہیں ہو سکتی اور نہ وہ عقلاً کبھی ہندو ازم کے

دھرم سسٹم کے مطابق چھوت چھات کا قائل نہیں ہو سکتا اور وہ انسانوں کی انسانیت کے لحاظ سے ان میں کسی تفرقہ اور اونچ نیچ کا عقیدہ نہیں رکھ سکتا۔

اسلامی عقیدہ کے مطابق گناہ کی حالت دائمی ہے ابدی نہیں۔ اور گنہگار کے لئے ہر مرحلہ اور ہر منزل پر توبہ کے ذریعہ اس حالت کا ازالہ ممکن ہے۔ اس لئے اسلام نے سزا کو دائمی اور غیر منقطع قرار نہیں دیا اور نہ کسی قوم کی ایسی انتقامی سزا کا نظریہ درست قرار دیا ہے جس سے انسان کی انسانیت کو مسخ کر کے اسے حیوانی قالبوں میں ڈال دیا جائے کہ اس طرح پھر اس کے لئے اصلاح کا موقعہ ہی باقی نہ رہے اسلام کے نزدیک انسان ایک مثبت مقصد کے لئے پیدا ہوا ہے اور وہ اس کا تعلق باللہ ہے اس لئے اس مقصد کے راستہ کی تمام رکاوٹوں کو اسلام نے دور ہونے کے قابل قرار دیا ہے۔ اور انسان کو سچی توبہ کا طریق بتا کر عملاً ان روکوں کو ہٹا دیا ہے۔ پس اسلامی عقائد میں رابطہ اور جوڑ ہے اور وہ عملی زندگی میں انسانی مساوات کے تمام پہلوؤں کا علمبردار ہے۔

اسلام کی ان تعلیمات کی روشنی میں اگر غیر مسلم معاشرہ کے بارے میں اسلامی رویہ پر غور کیا جائے تو صاف اقرار کرنا پڑے گا کہ وہ رویہ بہر حال رواداری اور برداشت کا رویہ ہو سکتا ہے۔ اسلام سابقہ ادیان کا تکملہ ہے۔ اور تمام آسمانی کتابوں کا قائل ہے اور سب رشیوں اور نبیوں کی صداقت کا اقراری ہے۔ اسی لئے ان مذاہب کے ماننے والوں کے لئے خواہ وہ غلط کار بھی ہوں اسلام اور مسلمان بہترین ہمسایہ ثابت ہوں گے اور ان کے لئے انتہائی رواداری کے حامل ہوں گے۔

اسلام نے قیامت پر ایمان کو بنیادی عقیدہ قرار دیا ہے۔ قیامت کا دن وہ ہے جب سب انسانوں کے جملہ اختلافات کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے قطعی فیصلہ ہو جائے گا۔ تب یہ ایسی کی صورت میں کسی مومن کے لئے کسی قسم کی گھبراہٹ کا موقع پیدا نہیں ہوتا اور اسے قطعاً ضرورت نہیں کہ کسی پر مذہب کے بارے میں جبر کرے یا عدم رواداری سے پیش آئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے سب بندوں کا ذمہ دار ہے اور وہ خود ان کے باہمی نزاعات کا فیصلہ فرمائیگا پس مسلمان دوسرے اہل مذاہب سے فطرتاً اور عملاً رواداری اختیار کرنے پر مامور ہے اور ہمیشہ سے اولین مسلمانوں کا یہی رویہ رہا ہے۔ قرآن مجید نے یہاں تک حکم دیا ہے کہ کسی مسلمان کے لئے روا نہیں کہ وہ مشرکوں کے بتوں کی نسبت بھی سخت اور ناگوار رویہ اختیار کرے۔ فرمایا ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدواً بغیر علم۔ کہ تم لوگ بتوں کو برا بھلا مت کہو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس کا ایک خراب نتیجہ یہ پیدا ہو جائے کہ وہ اپنی جہالت کے باعث ظالمانہ طور پر اللہ تعالیٰ کو گالیاں دینے لگ جائیں۔

تمدنی تعلقات میں بھی اسلام نے ممکن حد تک رواداری کا ارشاد فرمایا ہے کھانے پینے میں حلال و حرام کا لحاظ تو ہر مسلمان کے لئے فرض ہے لیکن حلال اور طیب چیز دوسری شریعتوں کے ماننے والے غیر مسلموں کے ہاں سے بھی کھائی جا سکتی ہے اسلام اس بارے میں کسی چھوت چھات کا قائل نہیں۔ شادی بیاہ کے بارے میں بھی اسلام نے یہاں تک رواداری رکھی ہے کہ غیر مسلم کتابیہ سے شادی کی اجازت دی ہے۔ غرض جہاں تک اصلاح احوال کی صورت ممکن ہے۔ اسلام نے تمام اہل مذاہب سے ... کی ہے۔ اگرچہ اسلامی نظریہ کے رو سے وہ لوگ اپنی اصلی الہامی کتابوں کے مطابق عقائد نہ رکھتے تھے۔ تاہم ان کے ... کے باعث بھی اسلام نے ان کا بہت لحاظ کیا ہے۔ اور یوں تو ہر شخص کی عزت و آبرو، جان اور مال کی حفاظت کو اس کا حق قرار دیا ہے۔ اور ہر شخص کو پوری آزادی ضمیر اور حریت فکر حاصل ہے۔

پس اسلام رواداری اور صلح و آشتی کا مذہب ہے اور یہی اس کے نام "اسلام" کے معنے ہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

پیغامات

جلسہ پیشوایانِ مذاہب کلکتہ کیلئے
جناب ناظر صاحب دعوت و تبلیغ قادیان کا پیغام

مجھے اس بات سے خوشی ہوئی ہے کہ ممبرانِ جماعت احمدیہ کلکتہ احمدیہ جماعت کی صلح بخش اور امن پسند روایات کو قائم رکھتے ہوئے کلکتہ میں پیشوایانِ مذاہب کا جلسہ منعقد کر رہے ہیں۔ در اصل محبت اور پریم بڑھانے والے ایسے جلسوں کی آزاد ہندوستان میں بہت ضرورت ہے۔ کیونکہ ہمارا گذشتہ ایک سو سال کا عرصہ جو انگریزوں کی ماتحتی اور غلامی میں گذرا ہے۔ انگریزوں نے اپنی مشہور پالیسی "Divide & Rule" پر عمل کرتے ہوئے ہندوستانیوں کے دلوں اور دماغوں کو اختلاف اور تفرقہ کے زہر سے آلودہ کر دیا ہے۔ لیکن آزادی ملنے کے بعد سیاسی، تمدنی اور اقتصادی اعتبار سے ہم بہت حد تک اپنی پالیسی کے خود مالک و مختار بن چکے ہیں۔ اور اگر ہم کوشش اور ہمت سے کام لیں تو رنگ و نسل، مذہب و قوم، بڑے اور چھوٹے کے اختلافات کو ہم کم سے کم کر سکتے ہیں۔ یہ خوشی کا مقام ہے کہ دستورِ ہند جو سیکولر بنیادوں پر تیار کیا گیا ہے میں سیاسی، اقتصادی اور تمدنی اختلافات کو دور کرنے کے اچھے اصول وضع کئے گئے ہیں۔ اور ان اصولوں پر چلتے ہوئے باہمی اتفاق و اتحاد کو قائم کرنے میں کافی مدد ملتی ہے۔ لیکن ہمارے اہلِ ملک زمانہ قدیم سے مذہبی رجحانات رکھتے ہیں۔ لہٰذا جب تک مذہبی بنیادوں پر آپس کے اختلافات کو دور کرنے کی سعی اور پوری کوشش نہ کی جائے گی ہمارا اتحاد و اتفاق مکمل نہیں ہو سکتا۔ پس ضرورت ہے اس بات کی مذہبی اعتبار سے تمام اہلِ ملک کو ایک دوسرے سے قریب کیا جائے اور جو غلط فہمیاں ایک دوسرے کے مذاہب کے اصولوں کے نہ جاننے کی وجہ سے پائی جاتی ہیں۔ ان کو دور کیا جائے۔ اس روشنی کے زمانہ میں جبکہ پریس، ریڈیو، ٹیلیفون، ٹیلی ویژن اور ذرائع آمد و رفت بہت ترقی کر چکے ہیں۔ جملہ مذاہب کی تعلیمات اور تاریخ کا مطالعہ بہت آسان ہو چکا ہے۔ اور قرآن کریم نے جو مستقل اور امن بخش سچائی اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ اور وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (یعنی دنیا میں کوئی قوم نہیں پائی جاتی جس میں کوئی ہادی یا مذہبی رہنما نہیں بھیجا گیا) کے الفاظ میں آج سے چودہ سو سال پہلے دنیا میں پیش کی تھی۔ اس کو قبول کرنا بہت آسان ہو گیا ہے اور یہ شکر کا مقام ہے کہ اس زمانہ کے مصلح اور امن اور اتحاد کے علمبردار یعنی حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ہمارے ملک میں ہی جنم لیا اور اس بات کا اعلان کیا:-

> "وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور کیا ہے۔ یہ ہے کہ خدا اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو گئی اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں۔"

چنانچہ آپ نے اپنے اس مقصد کے پیشِ نظر اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مندرجہ ذیل اصول دنیا کے سامنے پیش کیا۔

> "یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلح کی بنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے۔ کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں اور خدا نے کروڑہا دلوں میں ان کی عظمت و عزت بٹھا دی اور ان کے مذہب کی جڑ قائم کر دی۔ . . . .
> یہی اصول ہے جو قرآن نے ہمیں سکھایا اس اصول کے لحاظ سے ہم ہر ایک مذہب کے پیشوا کو جن کی سوانح اس تاریخ کے نیچے آ گئی ہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔" (تحفہ قیصریہ)

احمدی جماعت کی طرف سے اس اصول کو عمل میں لانے کے لئے آج سے بہت مدت پہلے پیشوایانِ مذاہب کے جلسوں کے انعقاد کا انتظام کیا گیا ہے۔ یہ جلسے سالہا سال سے دنیا کے مختلف ملکوں میں جہاں احمدیہ جماعت کی شاخیں پائی جاتی ہیں کئے جا رہے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ طریق جملہ مذاہب کے ماننے والوں کو ایک دوسرے کے قریب لانے اور ایک دوسرے کے مذہبی اصولوں اور تعلیمات کو سننے اور امن و محبت کی فضا میں ان پر غور کرنے کا موقعہ بہم پہنچاتا ہے۔ پس ایسے امن بخش اور متحد کرنے والے جلسے جس قدر زیادہ وسعت اختیار کریں اور بار بار ہوں اسی قدر ملک میں بسنے والی مختلف قوموں کو ایک دوسرے کے نزدیک آنے اور اتحاد قائم کرنے کا موجب ہوں گے۔

میں اس مبارک جلسے کے منتظمین اور سامعین کو مبارکباد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں خدا تعالیٰ ان کے دلوں کو حقیقی طور پر رنگ و نسل اور قوم و مذہب کی تنگ نظریوں اور فرقہ بندیوں کے تصور سے بالا کر کے انسانیت کا سچا ہمدرد اور خیر خواہ بنائے اور ان کا محبت خلوص اور رواداری کا جذبہ روز بروز ترقی کرتا چلا جائے۔ تاکہ وہ تعصب اور دشمنی جو ہمارے ملک اور قوم کی گراوٹ غلامی اور نقصان کا باعث ہوئی تھی اور اس زمانہ میں بھی اس کی وجہ سے بہت نقصان پہنچا ہے۔ ہمیشہ کے لئے ہمارے ملک سے دور ہو۔

آخر میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ صرف اس جلسہ میں پیشوایانِ مذاہب کی عزت اور ان کی پاکیزہ تعلیمات کو زبان سے بیان کر دینا کافی نہیں۔ حقیقی امن و صلح کے لئے اپنے اخلاق اور کردار کو محبت اور اتحاد کے سانچے میں ڈھالنا اور اپنے دلوں اور دماغوں کو کامل طور پر اختلاف اور دشمنی سے پاک و صاف کرنا ضروری ہے۔ خدا کرے کہ ہم سب اپنے دل کی گہرائیوں سے جملہ پیشوایانِ مذاہب کی عزت و عظمت کر سکیں۔ اور ایک دوسرے سے محبت اتحاد اور رواداری کا کامل سلوک کر سکیں۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔

خاکسار مرزا وسیم احمد از قادیان ۲۴/۱۱/۵۹

جلسہ پیشوایانِ مذاہب کلکتہ کے لئے
جناب ناظر صاحب بیت المال قادیان کی طرف سے پیغام

اسلام مذہبی رواداری اور عالمگیر اخوت کا علمبردار ہے اور اس کا بنیادی اصول یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے دنیا کی ظاہری اور جسمانی ضروریات کو پورا کرنے کے سامان پیدا فرمائے ہیں۔ اسی طرح دنیا کی ہر ایک قوم اور ہر ملک کی اخلاقی اور روحانی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے وہ ہر زمانے کی ضروریات کے مطابق اپنے نبی رسول رشی منی اور اوتار مبعوث فرماتا رہا۔ اور دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنا پیغامبر مبعوث نہ فرمایا ہو۔

اسلام کی اس زریں تعلیم کو جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب پیغام صلح میں مندرجہ ذیل الفاظ میں رقم فرماتے ہیں۔

> "ہم لوگ دوسری قوموں کے نبیوں کی نسبت ہرگز بدزبانی نہیں کرتے۔ بلکہ ہم یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ جس قدر دنیا میں مختلف قوموں کے لئے نبی آئے ہیں۔ اور کروڑہا لوگوں نے ان کو مان لیا ہے اور دنیا کے کسی حصہ میں ان کی محبت اور عظمت جاگزیں ہو گئی ہے اور ایک زمانہ دراز اس محبت اور اعتقاد پر گذر گیا ہے۔ تو بس یہی ایک دلیل ان کی سچائی کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ اگر وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتے تو یہ قبولیت کروڑہا لوگوں کے دلوں میں نہ پھیلتی۔ خدا اپنے مقبول بندوں کی عزت دوسروں کو ہرگز نہیں دیتا۔ اور اگر کوئی کاذب ان کی کرسی پر بیٹھنا چاہے تو جلد تباہ ہوتا اور ہلاک کیا جاتا ہے۔"

اسی اصول کے مدنظر جماعت احمدیہ کی طرف سے ہر سال دنیا کے تمام ممالک میں جملہ پیشوایانِ مذاہب کی عزت و احترام کے جلسے منعقد کئے جاتے ہیں جہاں ایک ہی پلیٹ فارم سے تمام نبیوں رسولوں رشیوں اور مذہبی رہنماؤں کی ستائش کی جاتی ہے اور یہ امر خوشکن ہے کہ دیگر مذاہب کا تعلیم یافتہ اور سنجیدہ طبقہ بھی عموماً ہمارے اس نظریہ کی تائید میں ایسے اجلاس کو کامیاب بنانے میں تعاون پیش کرتا ہے۔ لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ جملہ پیشوایانِ مذاہب کی عزت و احترام کی رو کو وسیع پیمانے پر چلایا جائے۔ تاکہ مذہبی منافرت اور تعصب کے جو آثار آئے دن فتنہ و فساد کا موجب بنتے رہتے ہیں۔ وہ دور ہو سکیں۔ اور ان کی جگہ تمام مذاہب کے عوام الناس ایک دوسرے سے زیادہ قریب ہو کر باہمی محبت اور صلح و احترام کی فضا پیدا کر سکیں۔ کیونکہ ہم سب ایک ہی خدا کی مخلوق ہیں۔ اور خدا کے نزدیک وہی انسان سب سے زیادہ مقبول ہے۔ جس کے افعال و کردار اچھے ہیں۔ اور جو خلوص دل کے ساتھ اپنے دل میں بنی نوع انسان کی حقیقی ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبات رکھتا ہے۔

مجھے خوشی ہے کہ جماعت احمدیہ کلکتہ بھی اپنی گذشتہ روایات کے مطابق اسی مقصد کے پیشِ نظر آج پیشوایانِ مذاہب کا جلسہ منا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کی کوشش کو کامیابی سے نوازے اور اس کے نیک نتائج پیدا فرمائے۔ آمین۔

فقط والسلام

خاکسار عبد الحمید عاجز ناظر بیت المال قادیان ۲۳/۱۱/۵۹

اسلام کی نشأۃ ثانیہ

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب ۔ انچارج احمدیہ مسلم مشن ۔ بمبئی

تاریخ مذاہب مذاہب کو ہم چار دوروں میں تقسیم کر سکتے ہیں ۔

دورِ کثرت پرستی

دورِ تثلیث

دورِ ثنویت

دورِ توحید

وید کی کثرت پرستی، عیسائیت کی تثلیث ایران کی ثنویت اور اسلام اور اسلام کی توحید، یہ تاریخِ مذاہب کے چند اشارے ہیں جو مسئلہ انفس و آفاق کی طرف اشارہ کرتے ہیں ۔ مردِ کامل کا ظہور دورِ توحید میں ہوتا ہے ۔ پھر جوں جوں اس کمال میں نقص آتا جاتا ہے ۔ مذہبی اموال میں ثنویت تثلیث اور کثرت پرستی دخل انداز ہوتی جاتی ہے ۔ مردِ کامل جن کے عزم و توکل میں شان موحدانہ ہوتی ہے ۔ جب ان کے عقیدت مندوں کی انفعالی صلاحیت کمزور ہونے لگتی ہے تو وہ سفرِ زندگی میں اس کا محتاج ہوتا ہے کہ کوئی اور قوت اسکو سہارا دے ۔ اور وہ دونوں کی رضا جوئی میں کوشاں رہے ۔ یہیں سے دور ثنویت شروع ہوتا ہے ۔ اور انسانی افکار یزدان کے ساتھ اہرمن ۔ نور کے ساتھ ظلمت اور نیکی کے ساتھ بدی کا الجھاؤ پڑنے لگتا ہے ۔ انسان دنیا کی تعمیر و تخریب میں خدا یا یزداں کے ساتھ دوسری طاقت کی شرکت کا بھی تصور کرنے لگتا ہے اسی کو فلسفہ ثنویت کہتے ہیں ۔

ہم اس وقت "دورِ کثرت پرستی" سے گذر رہے ہیں ۔ ہر مذہب کے ماننے والوں نے بہت سے صنم گھڑ لئے ہیں جو وحدانیت جس کا ہندوؤں کو وید اور گیتا میں تعلیم دی گئی ہے ۔ اور جس مکتب خیال کا "سیر یا تُجلی" ہے ۔ آج برہمو سماج اس وحدانیت کو چھوڑ کر ان گنت خداؤں کی خوشنودی حاصل کرنے میں سرگرداں ہے ۔

عیسائیت عیسائیت جس نے اپنے دورِ اولین میں توحید کا سیدھا سادہ دعویٰ کیا تھا ۔ جو کا حوالہ جناب عیسیٰ علیہ السلام بھی خدا ۔ نے ذوالجلال کے سامنے اپنی ضعیفی پیش کرتے ہوئے دیتے ہیں (دیکھئے سورہ مائدہ آخری رکوع) اس کی جگہ تثلیث نے لے لی ۔ اس کے بعد بت سے دیوتا بن گئے ۔

اسلام اسلام جس کی تعلیمات شرک کی تمام آلائشوں سے بالکل پاک و صاف ہیں ۔ جس کے ظہور کا مقصد ہی توحید کا قیام ہے ۔ جس کی کتاب شریعت ہر صفحہ پر نہایت دلدوز انگیز الفاظ میں توحید الٰہی کا دعویٰ کرتی ہے اور نہایت موثر انداز میں شرک سے اجتناب کی تاکید کرتی ہے ۔ آج اس کے ماننے والے بھی اولیاء امت کو "خصوصیات الوہیت" میں شریک و سہیم قرار دے رہے ہیں شرک جلی و خفی ان کا شعار بن گیا ہے ۔ اور یہ اُمت بھی ثنویت و تثلیث کی سرحد طے کر کے حدود کثرت پرستی میں داخل ہو چکی ہے ، پیر اور اولیاء اللہ ہیں جنہیں "صفات الوہیت" سے نواز جا چکا ہے ۔

توحید یہ ظاہر ہے کہ شرک توحید کے منافی ہے ۔ اس سے اخلاقی قوت زائل ہوتی ہے اور روحانی اقدار فنا ہوتی ہیں ۔ اس لئے انسان کبھی "تعلیم وحدانیت" سے بے نیاز نہیں ہو سکتا انسان کو عقیدۂ توحید کے بغیر اپنا مقصد تخلیق بھی معلوم نہیں ہو سکتا ۔ یہ تو نیا تخیلہ جو آج انسان کو الحاد و دہریت کے ساتھ انفرادیت ۔ اشتراکیت اور سرمایہ داری کی بھول بھلیاں میں بھٹکا رہی ہے ۔ اسے ایک مرکز پر قرار پانے کی ضرورت ہے ، "وحدت افکار" کا سرچشمہ عقیدۂ توحید ہے ۔ اس لئے دنیا کو پھر اس عقیدے کی طرف لوٹنا ہے ۔ جس دن بنی نوع انسان کے اعمال و کردار سے اس عقیدے کی آبیاری ہوگی ۔ وہی اسلام کی "نشأۃ ثانیہ" کا دن ہوگا ۔ اسلئے کہ اسلام اور توحید دونوں لازم و ملزوم ہیں ۔

صبح سعادت اگرچہ یہ دور ظلمت پرستی ہے مگر ہم دیکھ رہے ہیں کہ صبح آہستہ آہستہ سانس لے رہی ہے ۔ پو پھٹ رہی ہے ۔ اور صبح صادق کے انوار ظاہر ہو رہے ہیں ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور جماعت احمدیہ کا قیام ہی "صبح صادق" کے انوار ہیں ۔ آپ کی بعثت کے بعد ایک ایسی قوم پیدا ہو گئی جس کے خیال میں مرکزیت دار دات میں یکسانیت اور احساسات میں ہم آہنگی پائی جاتی ہے ۔

روحانی انقلاب کی ضرورت وہ غیر اسلامی کردار جو اس وقت دنیا پر مسلط ہو گئے ہیں انہیں بدلنے کی ضرورت ہے ۔ غور و فکر کا وہ انداز جس نے لامذہبی رجحان کو پہنچنے میں مدد دی ہے ۔ اس کی تبدیلی کی حاجت ہے ۔ معاشرے کی وہ بے راہ روی جس سے جوہر انسانیت کی بے قدری ہو رہی ہے ۔ ایک انقلاب کی دعوت دے رہی ہے ۔

کیا مسیح پاک کی بعثت سے زمانے کے یہ اقتضاء پورے ہو گئے ؟ اور کیا مستقبل اسباب کی ضمانت دیتا ہے کہ دنیا کی "تعمیر نو" آپ کے ہی کے اصول پر ہونے والی ہے ؟ دنیا میں آج تک استدلال کے جتنے طریق دریافت ہوئے ہیں ۔ ہم انہیں پیش نظر رکھ کر کہہ سکتے ہیں کہ آپ کی بعثت سے دنیا نے جو توقع باندھی ہے صحیح ہے ۔

کیفیت و کمیت ہر تعمیری تحریک کو ناپنے کے دو پیمانے ہوتے ہیں کیفیت اور کمیت ۔ کیفیت اگر عمق کا پتہ دیتی ہے تو کمیت طول کا ۔ کیفیت میں گہرائی ہوتی ہے تو کمیت میں پھیلاؤ ہوتا ہے ۔ جب ہم تحریک احمدیت کو ان دونوں پیمانوں سے ناپتے ہیں تو یہ تول میں پوری اترتی ہے ۔

کیفیت کیفیت جس کو کمیت پر تقدم اور ترجیح حاصل ہے ۔ عقائد و تعلیمات کو کہتے ہیں ۔ اور یہ کہنا برحق ہے کہ جماعت احمدیہ جو معاشی ۔ اخلاقی اور روحانی اقدار لے کر کھڑی ہوئی ہے وہ "اصلها ثابت" کی مصداق ہیں ۔ زندگی کے دونوں اہم شعبے جنکو "انفرادیت" اور "اجتماعیت" کہتے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ان کے خلفاء کے "بینی نسخوں" میں ان کے متعلق شافی لغذب العیون موجود ہے ۔ اور ہم اس کو "ہدف نظر" بنا کر قیامت تک ترقی کی طرف قدم بڑھا سکتے ہیں ۔

کمیت دوسرا پیمانہ کمیت ہے ۔ اس سے جماعت کے افراد اور وسعت کو تولتے ہیں ۔ قرآن پاک نے اس کی تعریف میں "وفرعها في السماء" فرمایا ہے ۔ وہ افراد جو گلہائے سرسبد ہیں ۔ جنہیں قرآنی اصطلاح میں "سابقون الاولون" کہا گیا ہے ۔ وہ اس درخت کی پہلی شاخیں اور ڈالیاں ہیں ۔ اب جماعت تابعین کے دور سے گذر رہی ہے اور وسائل حکمرانی کے بغیر اتنی وسعت اختیار کر چکی ہے کہ سورج اس پر غروب نہیں ہوتا ۔ یہ بات نہایت وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ اگر مارکسزم کو روس کی حکومت ہاتھ نہ آتی تو وہ بھی اس قلیل عرصہ میں ایسی حیرت انگیز ترقی نہ کر سکتا ۔ جتنی جماعت احمدیہ نے کی ہے ۔ وہ ممالک جہاں آج بھی مارکسزم کے نام پر حکومت قائم نہیں ہے وہاں کسی لحاظ سے کمیونسٹ پارٹی کا حال جماعت احمدیہ سے اچھا نہیں ہے باوجودیکہ احمدیت لوگوں کو اخلاقی اور روحانی اقدار کی طرف بلاتی ہے ۔ اور کمیونسٹ پارٹی اللہ انس بولس اور پیٹ کی طرف بادی النظر میں تمام لوگوں کو کمیونسٹ پارٹی کی دعوت قبول کر لینی چاہیئے ۔ مگر آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان محض حیوانی محرکات سے مطمئن نہیں وہ اپنے معاشرے میں اخلاق و روحانیت کو بھی جگہ دینی چاہتے ہیں ۔ اور یہی اس بات کی غمازی کر رہے ہیں کہ ایک دن دنیا کی بڑی آبادی آغوش احمدیت میں سکون پائے گی ۔

جنگ ایک زمانہ تھا کہ "جنگی دیوتا" کی پوجا بڑے زور سے ہوتی تھی ۔ مگر اب اس کے آستانے پر پجاریوں کی وہ بھیڑ بھاڑ نہیں رہی ۔ اب دنیا کو امن کے دیوتا کی تلاش ہے ۔ نہیں معلوم کہ پرانی دیومالا میں ایسا کوئی دیوتا ہے یا نہیں ۔ مگر اب زمانہ اس دیوتا کے نام پر بھی ایک مندر کی تعمیر کرنا چاہتا ہے ۔ انسانی مجلس اب میدانِ جنگ کی گرمی سے اس قدر گھبرا گئی ہے کہ جس کے پاس ایٹمی توانائی ہے وہ بھی سرد جنگ چاہتا ہے ۔ معاشی فلسفہ ہو یا اخلاقی ، اشتراکیت ہو یا سرمایہ داری ۔ ملکی معاملہ ہو یا ملی ۔ اب کسی مسئلہ کو حل کرنے کے لئے دنیا گرم جنگ کی بھٹی میں کودنا نہیں چاہتی ۔ اسکی وجہ کچھ بھی ہو اخلاقی بلندی ہو یا تباہی کا خوف ۔ بہرصورت مجلس اقوام کے منشور میں جنگ غیر ضروری اور خلاف قانون قرار دے دی گئی ہے ۔ وہ لوگ جو قرونِ وسطیٰ کی مغربی تاریخ کو ہی ساری دنیا کے ماضی و مستقبل کی تاریخ سمجھتے ہیں ۔ وہ زمانہ کے ساتھ قدم سے قدم ملا کے چلنا نہیں جانتے ۔ اسلام جس کی تخلیق ہی امن کے آب و گل سے ہوئی ہے ۔ جس کا معاشرتی و اجتماعی نشان ہی "السلام علیکم" ہے وہ اس کا طغریٰ امتیاز مقاتلہ حسی و جہاد سیفی قرار دیتے ہیں ۔ انہیں قرآن مجید کی معنوی آواز میں تیغ و تلوار کی جھنکار کے سوا کچھ سنائی نہیں دیتا ۔ وہ کہتے ہیں کہ "ابدی صداقت" "امن نہیں" "جنگ" ہے ۔ انہیں بدر و حنین کی صف آرائی تو نظر آتی ہے ۔ مگر غار حرا کی ریاضت اور مکی زندگی کا عزم نظر نہیں آتا ۔ وہ کفر و اسلام کے نام پر گرمیِ جنگ کی بھٹی گرمانا چاہتے ہیں ۔ ضرورت تھی اس مذہبی جنون کو ایک حد اعتدال پر لانے کی ۔ اور "واقتلوهم حيث ثقفتموهم" کے ساتھ "حتى تضع الحرب اوزارها" کی تفسیر سمجھانے کی ۔ احمدیت نے زمانہ میں یہی کردار ادا کرنے کیلئے نمودار ہوئی ۔ مسیح پاک علیہ السلام کا یہ فرمان کہ

اب گیا وقت کہ مہدی خونی بھی آئے گا

اور کافروں کے قتل سے دین کو بڑھائے گا

ایسا گمان خطا ہے کہ وہ ذات پاک ہے

ایسے گماں کی نوبت آخر ہلاک ہے

اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے

دیں کیلئے جہاد و قتال اب حرام ہے

کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر

کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر

زمانۂ امن کا رہبر ہے ۔

پیغامِ امن انقلاب آپ نے اپنی تعلیم اور عملی تلقین سے اس ضرورتِ دینی کی تکمیل کی اسلام کا وہ حسین و پُر امن چہرہ جو ہر اہلِ نظر کو دعوت نظارہ دیتا ہے بے نقاب کیا ۔ تبلیغ اسلام کے لئے تلوار و نیزہ کی بجائے قلم کی طاقت فراہم کی ۔

اشاعتِ دین کے لئے فوجی بھرتی کی بجائے مبلغوں اور مربیوں کی تربیت کی۔ اور طبلِ جنگ پر چوٹ دینے کی بجائے انسان کے دل میں صور پھونکنا شروع کیا۔ ہزاروں مردے جو قبر کی تاریکی میں پڑے تھے۔ میدان میں نکل آئے۔ اور ہاتھوں میں نشانِ امن و صلح لئے ہوئے اطراف میں پھیل گئے۔ دار التبلیغ کا قیام، مساجد کی تعمیر اور تبلیغی کتب کی اشاعت اس دھوم دھام سے کی کہ "نعرۂ احمدیت" تمام براعظموں میں گونجنے لگی۔ لائف انٹرنیشنل نیویارک کا مدیر اگست ۱۹۵۵ء کے شمارے میں "دنیائے اسلام" کا تذکرہ کرتا ہوا لکھتا ہے:۔

"اسلامی تبلیغ نے عیسائی تبلیغ کی اصطلاح میں دلچسپی لینی شروع کر دی ہے۔ قاہرہ کی قدیم یونیورسٹی "جامعۃ الازہر" جو اسلامی فراست کا ایک مرکز ہے۔ اور جس نے مغربی اثرات کی کافی مخالفت کی تھی۔ اب اس تبلیغ کے میدان میں طلبہ کو تربیت دے رہی ہے۔ اور بہت سے مذہبی ادارے اور ان کی مثالیں مذہبی نوادرات اور مآثر کی نشاندہی کر رہی ہیں۔ تمام میں سب سے زور دار اور اہم فرقہ احمدیہ ہے۔ جس کے مرکزی مقامات پاکستان میں ہیں۔ اور جس کے مبلغین یورپ، افریقہ، امریکہ اور مشرق بعید میں پھیلے ہوئے ہیں۔"

صرف یہی ایک شہادت نہیں بلکہ اسی طرح کی اور سینکڑوں شہادتیں جو منصف مزاج عوام، غیر از جماعت علماء اور آزاد اداروں نے دیں۔ اور یہ ایک حقیقت ہے جس کے [illegible] بعض کوتاہ نظر اشخاص کو پریشانی لاحق ہو جاتی ہے کہ اگر تقدیر الٰہی میں اسلام کی حیاتِ ثانیہ ہے۔ تو یہ مبارک دور جماعت احمدیہ کی کوششوں کے ساتھ مقدر ہے۔

اصولِ لقاء باہم | متمدن دنیا کا دوسرا سب سے اہم اصولِ حیات "لقاء باہم" کا اصول ہے۔ یعنی خود بھی جیو اور دوسروں کو بھی جینے دو۔ یہی ہمارے "پنچ شیلا" کا بھی ایک نشان ہے۔ اس عہد میں مذہبی سٹیج پر سے کسی نے اس اصول کی پر زور دعوت دی تو وہ صرف مسیح پاک اور ان کی جماعت "جماعت احمدیہ" ہے۔ برادرانِ وطن کے جذبات کا احترام، مذہبی پیشواؤں کی تعظیم اور قومی و ملی اقدار کی تکریم الغرض وہ تمام باتیں جو اصول "شہریت" کے اقتضاء ہیں اس جماعت نے اپنے، اپنے مذہبی اسٹیج سے ان کی تائید و اشاعت کی۔

گاؤکشی | ہندوستان کا سب سے نازک اور اشتعال انگیز "مسئلہ" "گاؤکشی" کا مسئلہ ہے۔ اس مسئلہ نے بارہا دونوں قوموں کے جذبات کو زبردست ٹھیس لگائی ہے دونوں قومیں اپنے اپنے حقوق کے لئے آمادۂ پیکار رہیں۔ استدلال اور مناظرے کے سارے طریقے استعمال کئے گئے۔ دونوں نے قدیم روایات اور قدیم تحقیقات کا سہارا لیا۔ کسی نے کہا کہ عہد مہابھارت تک خود ہندوؤں میں گاؤخوری کا رواج تھا۔ جیسا پنڈت جواہر لال نہرو نے "تلاش ہند" میں لکھا ہے۔ کسی نے کہا کہ یہ ہوگا مگر اب ہماری قومی اسمبلی اس کو تقدس کا درجہ دے چکی ہے۔ اس لئے "گئو رکھشا" ہمارا قومی فریضہ ہے۔ غرض اسی طرح مناظرہ و مباحثہ کا سلسلہ جاری رہا۔ کوئی فریق اپنے حق سے دستبردار ہونے پر تیار نہیں ہوا۔ "اصول لقاء باہم" دونوں میں سے کسی نے نہیں سمجھا۔ اس تعصب اور تنگ نظری کے دور میں مسیح پاک نے "اصول لقاء باہم" اور پُر امن زندگی کے دوسرے طریق "ترکِ حقوق باہمی" کی اہمیت سمجھائی۔ دونوں کے نام ایک "پیغام" نشر کیا۔ جس کا نام "پیغامِ صلح" ہے۔ آپ نے اپنے اس پیغام کی بنیاد انہی دونوں اصول پر رکھی۔ مسلمانوں کو نصیحت کی کہ وہ "اصولِ لقاء باہم" کے لئے اپنے برادرانِ وطن کے جذبات کا احترام کریں اور ایک ایسا مسئلہ جس کو اس کی قومی مجلس منظور کر چکی ہے۔ اس کے اس دعویٰ کو تسلیم کریں اور پھر "ترکِ حقوق باہمی" کے اصول پر عمل کریں اور ذبیحۂ گاؤ کے حق سے دستبردار ہو جائیں۔

اس کے مقابلہ میں آپ نے برادرانِ وطن کو بھی یہی نصیحت کی اور فرمایا کہ وہ بھی زندگی کے ان دونوں اصولوں پر عمل کریں اور پہلا قدم یہ اٹھائیں کہ مسلمانوں کے امام و پیشوا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو راستباز، نیک کردار اور رسولِ خدا تسلیم کریں۔ برادرانِ وطن کے لئے اس اصول پر عمل کرنا بہت آسان ہے اس میں ترکِ حقوق کا سوال نہیں آتا۔ یہ ایک مثبت دعوت ہے۔ پھر ویدانت کا فلسفہ جس پر اکثریت کے اعتقاد و عمل کی بنیاد ہے۔ اس پیغام کے قبول کرنے کی تحریک کرتا ہے۔

نشانِ راہ | غرض آپ نے اپنی مبارک زندگی کے آخری دنوں میں ہندوستان کی ان دونوں عظیم قوموں کے لئے امن و صلح کے سنہرے اصول رکھے۔ ہمارا ایمان ہے کہ آپ کی اس تحریک سے ہندوستان میں امن کا بول بالا ہوگا۔ آپ کی یہ تجویز نشانِ راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ایک نہ ایک دن یہ دونوں قومیں [illegible] گران اصول پر عمل کرنے کا عہد باندھیں گی۔

تعظیم پیشوایان | آپ کی دوسری تلقین جس پر عمل کر کے ہم پُر امن شہری کی سی زندگی گذار سکتے ہیں۔ وہ "پیشوایان مذاہب کی تعظیم" کی تلقین ہے آپ کی یہ تعلیم آپ ہی کے الفاظ میں سنیئے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"اور یہ خدا کا شکر ہے کہ ہم لوگ جو مسلمان ہیں۔ ہمارے اصول میں یہ داخل ہے کہ گذشتہ نبیوں سے جن کے فرقے اور امتیں بکثرت دنیا میں پھیل گئی ہیں۔ کسی نبی کی تکذیب نہ کریں۔ کیونکہ ہمارے اسلامی اصول کے موافق خدا تعالیٰ مفتری کو ہرگز یہ عزت نہیں بخشتا کہ وہ ایک سچے نبی کی طرح مقبولِ خلائق ہو کہ ہزارہا فرقے اور قبائل اس کو مان لیں۔ اور اس کا دین زمین پر جم جائے۔ اور عمر پائے۔ ہمارا یہ فرض ہونا چاہیئے۔ کہ ہم تمام قوموں کے نبیوں کو جنہوں نے خدا کے الہام کا دعوے کیا۔ اور مقبولِ خلائق ہو گئے۔ اور ان کا دین زمین پر جم گیا۔ خواہ وہ ہندی تھے۔ یا فارسی۔ چینی تھے یا عبرانی خواہ کسی اور قوم میں سے تھے درحقیقت سچے رسول مان لیں۔ اور اگر ان کی امتوں میں کوئی خلافِ حق باتیں پھیل گئی ہوں تو ان کو ایسی تحریف قرار دیں جو بعد میں داخل ہو گئیں۔ یہ اصول ایسا دلکش اور پیارا ہے۔ جس کی برکت سے انسان ہر ایک قسم کی بدزبانی اور بدتہذیبی سے بچ جاتا ہے اور درحقیقت واقعی امر یہی ہے کہ جھوٹے نبی کو خدا تعالیٰ اپنے کروڑہا بندوں میں ہرگز قبولیت نہیں بخشتا۔ اور اس کو وہ عزت نہیں دی جاتی جو سچوں کو دی جاتی ہے۔ اور صدیوں اور زمانوں میں اس کی قبولیت ہرگز قائم نہیں رہ سکتی۔ بلکہ بہت جلد اس کی جماعت متفرق ہو جاتی ہے۔ اور اس کا سلسلہ درہم برہم ہو جاتا ہے۔

سو اے دوستو! اس اصول کو محکم پکڑو۔ ہر ایک قوم کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ۔ نرمی سے عقل بڑھتی ہے اور بردباری سے گہرے خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ اور جو شخص یہ طریق اختیار نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔"

(کتاب البریہ)

آپ کی ان تعلیمات نے زمانے کے ذہن پر گہرا نقش چھوڑا ہے آج زمانہ کا ہر مفکر اس طریق سے "عالمی مسائل" پر غور کرتا ہے۔ ہم نے "دورِ نفرت" سے اپنا سفر شروع کیا تھا۔ "دورِ کثرت" میں ہر طرف انتشار روحانی پھیل گئی تھی۔ مسیح پاک کی بعثت کی ایک برکت جو ہمارے مشاہدہ میں آرہی ہے وہ یہ کہ پھر زمانہ میں "دورِ وحدت" کے خوشگوار حالات پیدا ہو رہے ہیں۔ ہر طرف اخلاقی اور روحانی انقلاب کی تیاریاں نظر آرہی ہیں۔

بیسویں صدی کے آغاز میں فرستادۂ خدا نے ایک روحانی انقلاب کا صور پھونکا تھا۔ آج اس کی صدائے بازگشت ہر متمدن پلیٹ فارم سے سنی جا رہی ہے۔

اعلانِ دعا

عاجز کی ہمشیرہ صاحبہ عرصہ دو ماہ سے اختلاجِ قلب اور دیگر عوارضات میں مبتلا رہیں۔ مرض دن بدن بڑھ رہا ہے۔ جس سے بہت کمزور ہو گئی ہیں۔ جملہ احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ مہربانی فرما کر عاجز کی ہمشیرہ کے حق میں دعا فرمائیں کہ خداوند کریم اپنے فضلِ خاص سے انہیں جلد صحت عطا فرمائے۔ اور انہیں درازیٔ عمر سے نوازے۔ آمین۔

خاکسار
خلیل الدین احمد خان
ٹیچر نیالی ہائی سکول ضلع کٹک اڑیسہ

موجودہ زمانہ میں اخلاقی اور روحانی اقدار کی ضرورت

از جناب شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال قادیان

اسلامی نقطۂ نظر سے پیدائش انسانی محض ایک حادثہ نہیں ہے جو اتفاقی طور پر بلا کسی مقصد کے معرض وجود میں آیا ہو۔ نہ ہی خدا کا تصور ایک روایتی واہمہ ہے۔ بلکہ اسلام نے ایک قادر و توانا زندہ خدا کے وجود کو دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ جس کا تصرف ہر چیز پر جاری و ساری ہے۔ اور جس کے احاطۂ قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں۔

جس طرح کہ پیدائش عالم کی ہر چیز ایک پر حکمت نظام کے ماتحت کوئی نہ کوئی مقصد پورا کر رہی ہے اسی طرح انسان جو کہ اشرف المخلوقات ہے اور جسے بہترین دل و دماغ اور قویٰ بخشے گئے ہیں۔ وہ بھی کسی اعلےٰ غرض کو پورا کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ یہ زندگی ... بے مقصد نہیں ہے۔ انسان کو جو طبعی طاقتیں ودیعت کی گئی ہیں۔ ان کو ایک ضابطۂ حیات کے ماتحت لا کر اور اپنے اخلاق و کردار میں بلندی پیدا کر کے ہمیں اپنی روحانیت کو فروغ دینا ہے تاکہ اس عارضی زندگی کے

انسانی پیدائش کی غرض اور روحانی ریفارمر

بعد نئی روحانی زندگی میں جب ہم خدا تعالیٰ کے حضور پیش ہوں۔ تو اس کے فضل و رحم کو جذب کر سکیں۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے دنیا کی جسمانی اور مادی ضروریات کے لئے ہر طرح کے سامان پیدا فرمائے ہیں۔ اسی طرح دنیا کی اخلاقی اور روحانی راہنمائی کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ میں ہر ملک اور ہر قوم میں وقت اور حالات کے تقاضوں کے مطابق اپنے نبی اور رسول مبعوث فرماتا رہا ہے۔ کچھ وقفہ کے بعد جب بھی دنیا والوں نے گذشتہ انبیاء کی لائی ہوئی تعلیم کو فراموش کر دیا۔ یا تبدیلی حالات کے ماتحت ضرورت پیش آئی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے گم گشتہ راہ بندوں کی راہنمائی اور دستگیری کے لئے دوبارہ اپنے فضل کی بارش برسائی اور کسی روحانی مصلح اور ریفارمر کو اصلاح خلق کے لئے کھڑا کر دیا۔ تاکہ وہ پھر سے نسل انسانی میں اخلاقی قدروں کو اجاگر کر کے ان کی روحانیت کو صحیح مقام پر پہنچا سکے۔

اخلاق کا تعلق انسان کے انفرادی افعال و کردار کے ساتھ بھی ہے اور اجتماعیت کے نقطۂ نظر سے ایک پُرامن اور خوشحال ماحول کو پیدا کرنے کے ساتھ بھی۔ اگر ہم اپنے تصور کو ماضی کے غیر آئینی ادوار کی طرف لے جائیں جبکہ نسل انسانی الگ تھلگ مختلف قبیلوں اور گروہوں میں منقسم

مختلف ارتقائی دور

تھی۔ ذرائع رسل و رسائل مفقود تھے۔ اور انسان کے ذہنی ارتقاء کی منزل ابتدائی حالت میں تھی۔ تو اس وقت کی تاریخ بھی ہماری راہنمائی کرتی ہے۔ کہ ایک محدود دائرہ میں ان لوگوں میں باہمی تعلقات کو برقرار رکھنے کے لئے حقوق و فرائض کے بعض رسمی اور غیر رسمی قواعد موجود تھے خانگی اور خاندانی تعلقات۔ ضروریات زندگی۔ اور لین دین کے معاملات۔ تجارتی قافلوں کی حفاظت کی سفر، تعداد معاہدات اور تقسیم کار کے مسائل اُبھرے۔ ایک مرحلہ پر ہر قبیلہ کا سردار الگ تھا۔ دوسرے وقت میں ایک ملک اور شہر کی آبادی ایک ہی حاکم کے ماتحت بسنے لگی۔ تقسیم کار جو پہلے ذاتی لیاقت اور قابلیت پر مبنی تھا۔ خاندانی پیشہ تصور کیا جانے لگا۔ مختلف پیشوں کی وجہ سے ذات۔ پات۔ اونچ نیچ۔ اور اعلیٰ و ادنیٰ کے خیالات نے جنم لیا۔ خاندانی برتری اور دوسروں سے حقارت کے تصورات پنپنے شروع ہوئے۔ اور رنگ و نسل کا امتیاز کئی بار فتنہ و فساد کا موجب ہوا۔ کہیں غلامی کا رواج تھا۔ کہیں عورت کی پیدائش کو منحوس اور ننگ خاندان سمجھ کر زندہ درگور کرنے کی رسم عام تھی۔ کہیں ستی کا رواج تھا مظاہر پرستی کا سلسلہ عام تھا۔ سورج چاند۔ دریا۔ پہاڑ۔ درخت۔ آگ۔ پانی۔ مثلاً۔ اور سانپ غرضیکہ ہر وہ چیز جو نفع یا نقصان دے سکتی تھی۔ یا جسے انسان کا محدود علم سمجھنے سے عاری تھا۔ ان کو خدا کی صفات دے کر انکی پرستش کی گئی۔ یہاں تک کہ ہر دن کے لئے ایک نیا دیوتا مانا گیا۔ اور ایسے دیوتاؤں کو خوش کرنے کیلئے قومی قربانیوں کا رواج ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے کسی زمانہ میں بھی نسل انسانی کو اپنے نور سے محروم نہیں فرمایا بلکہ ہر زمانہ اور قوم کی اخلاقی و روحانی ضرورت کے لئے اپنے پیغمبر بھیج کر ان میں الہام و ہدایت کا سلسلہ جاری فرمایا۔ تا سب لوگ اپنی طبعی حیوانیت کی حالت میں ترقی کر کے انسانیت کی طرف جائیں۔ شر کو چھوڑ کر خیر کی طرف اور منکر کو چھوڑ کر معروف کی طرف اور کفر و ظلمت کو چھوڑ کر ایمان و روشنی کی طرف بڑھیں اور توہمات کے جہنم سے نکل کر علم و عقل کی جنت میں داخل ہو جائیں۔ لیکن افسوس کہ کچھ کچھ عرصہ بعد غافل انسان اپنی زندگی کے اصل مقصد اور اسکی حقیقی قدر و قیمت کو نظر انداز کرتا رہا۔ نہ صرف عوام اس عارضی زندگی کو محض کھیل اور تماشاگاہ خیال کر کے انسانیت کے اعلےٰ مقام سے گرتے رہے۔ بلکہ خود مذہبی لیڈروں کے ایک حصہ میں بھی دنیاداری پیدا ہوتی رہی۔ اور وہ اپنی ذاتی اغراض کے لئے مذہب کے عمدہ اصولوں میں تحریف کر کے اس کی صورت کو مسخ کرتے رہے۔ اور بجائے ایک خدا کی پرستش کے اُنہوں نے خیر و شر کے بے شمار خدا بنا لئے۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت ابراہیم علیہ السلام تک اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر حضرت موسےٰ اور حضرت عیسیٰ تک جس قدر انبیاء اور مصلح مبعوث ہوئے ان سب نے خدا تعالےٰ کی توحید کو دنیا میں قائم کرتے ہوئے اپنے اپنے وقت کی خرابیوں کی اصلاح کی طرف توجہ دی۔ انہوں نے اس حقیقت کو واضح کیا ہے۔ کہ ہر شخص اپنے اچھے یا بُرے اعمال کے لئے خدا تعالےٰ کے سامنے جوابدہ ہے اور کوئی شخص جو بد عمل کرے گا دوسروں کی قربانی سے بچ نہیں سکے گا اسے اس دنیا میں موت کے بعد کی زندگی میں سزا ملے گی۔

ظہور اسلام کی روحانی ترقیات

گو گذشتہ تمام انبیاء کی بنیادی تعلیم میں کوئی فرق نہیں ہے۔ لیکن ذہن انسانی کے ارتقاء اور بتقاضائے حالات مختلف وقتوں اور قوموں کی تعلیمات کی تفصیل میں قدرے ترمیمات کی ضرورت پیش آتی رہی۔ یہاں تک کہ ظہور اسلام کے ساتھ دین کی تکمیل کا وقت آ پہنچا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ قرآن مجید کی کامل شریعت کی صورت میں ایک ایسا لائحہ عمل تمام دنیا کو ملا۔ جس میں گذشتہ زمانوں کے تمام مذاہب کی خوبیوں کو جمع کیا گیا۔ اور مستقبل کی تمام اخلاقی اور روحانی ضروریات کا لحاظ رکھا گیا۔ تا دنیا اس پر عمل پیرا ہو کر اپنے مقصد حیات کو پا سکے اور حقیقی سربلندی حاصل کر سکے۔ خود بانیٔ اسلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو تخلق قرآنیہ کا مجسم نمونہ بنا کر آپ کے اخلاق کاملہ میں وہ قوت قدسیہ رکھی گئی جس سے متاثر ہو کر کفار مکہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ اور اُنہوں نے اپنی عملی زندگی میں ایسی پاکیزگی پیدا کی کہ ان کی کایا پلٹ گئی۔ عرب کے حیوان نما انسانوں نے اخلاق محمدیہ کو اپنا کر بااخلاق اور باخدا انسان بن گئے۔ اور اُنہوں نے اس قدر تیزی سے اپنی اخلاقی اور روحانی ارتقاء کی منزلیں طے کیں کہ جس کی مثال تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ وہی بادیہ نشین جن کو ذلت و حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا ایک عالم کے لئے معلم اخلاق بنے۔ اور دین و دنیا کی عظمتیں اور برکتیں خدا کے فضل سے انہیں حاصل ہوئیں۔

اسلامی فلسفہ اخلاق اپنی ذات میں ایک علیحدہ وسیع مضمون ہے جس کی تفصیل میں جانا میرے موجودہ مضمون کا حصہ نہیں نہ ہی اس پر پوری بحث کرنا یہاں میرے لئے ممکن ہے۔ تاہم اس قدر اشارہ کرنا ناگزیر ہے۔ کہ اسلام ایک خدا کے وجود اور خالص توحید کی بنیادوں پر تمام بنی نوع انسان کی باہمی اخوت اور مساوات کا علمبردار ہے اور تمام افراد کو ایک رشتہ وحدت میں منسلک کر کے نسلی۔ طبقاتی اور ملکی دوری برتری کے امتیاز کو مٹانا چاہتا ہے۔ آزادیٔ ضمیر اور رواداری کا قائل ہے۔ انفرادی اور اجتماعی امور میں امانت و دیانت وعدہ ایفائی۔ معاہدات کی پابندی۔ جملہ معاملات میں عدل و انصاف اور سب مخلوق کی سچی ہمدردی اسلامی مذہب اور اسکی اخلاقی تعلیم کے لازمی اجزاء ہیں اور فکر کی تنگ چاردیواری سے نکل کر بین الاقوامی تعلیمات کی وسعت تک معاشرہ کی خرابیوں کا مستقل علاج حکمت منزلانہ بنیادوں پر اسکی تعلیم میں موجود ہے۔ اور ہماری ماضی عبرت و بصیرت کا درس دیتا ہے کہ اس کامل تعلیم پر چل کر ہماری ہر تدبیر میں "کن" کا سا اسرار مخفی کر کے ارتقاء پر ایک نئی زندگی کی تخلیق کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ ہم انفرادی اور نجی تجربوں کو اجتماعی اور مجلسی تجربوں میں ڈھالنے کی کاوش کریں۔ کیونکہ یہ تصور وہ آسرا ہے جس کے سہارے زندگی کا تہ پیرا اور اہم پیتہ

نیز عسر و یُسر کے لمحات بشارات قلبی سے گوارا کر لئے جاتے ہیں۔ اور جس کے بل پر مسافر ایسی وادیوں کو بھی طے کر لیتا ہے جہاں انسانیت خم کھاتی ہے اور جہاں خضر کا عصا بھی بیکار ہوتا ہے لیکن صبر و استقلال کے ساتھ وقتی تکلیف برداشت کرنے کے بعد کامیاب بن کر اُٹھتا ہے۔ اور اپنی زخموں کے لبادے پہن کر نئے گلستانوں کے خیر مقدم کے لئے آگے بڑھتا ہے۔ اور اپنے خدا سے رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کا خطاب پاکر اس کی ابدی معرفت اور وصال کی جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

اسلام کی روحانی اور اخلاقی تعلیم کا خلاصہ نہایت جامع اور بہترین الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی اس آیت میں بیان فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یَامُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ۔ اس میں تین باتوں کے اثبات اور تین امور کی نفی کا حکم ہے۔ اور آخر میں لعلکم تذکرون کے الفاظ میں بتایا گیا ہے۔ کہ ہمیں حقوق اللہ اور حقوق العباد کو یاد رکھنا چاہیے۔ تا ہماری پیدائش کا اصل مقصد پورا ہو سکے۔ اثبات احکام عدل۔ احسان اور ایتائی ذالقربیٰ میں جملہ قسم کی نیکیاں آ جاتی ہیں۔ اور فحشاء۔ منکر اور بغی کے الفاظ میں جن کاموں سے روکا گیا ہے ان میں تمام قسم کی بدیاں شامل ہیں۔ جو ان تین جامع الفاظ کی اقسام میں آ جاتی ہیں۔ جب تک مسلمانوں نے قرآنی تعلیم پر عمل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا کی ظاہری کامیابی سے بھی نوازا لیکن جب وہ ملوکیت اور دنیاوی عیش و آرام میں منہمک ہو کر اپنے جادۂ مستقیم سے بھٹک گئے۔ اور اپنی زندگی کے مقصد اور فرائض سے بیگانہ ہو گئے۔ تو خدا تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل کی راہیں بھی ان پر مسدود ہو گئیں۔ اور آنے والا دن اُن کے لئے پستی اور ادبار و نحوست کا پیغام لایا۔

اخلاقی انحطاط کا دور

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جہاں اس دور انحطاط کی خبر دی تھی وہاں آپ نے یہ خوشخبری بھی بیان فرمائی تھی کہ جب دنیا اپنی بدکرداری کے باعث ہلاکت کی طرف قدم مار رہی ہوگی۔ اور مسلمان نام کے مسلمان رہ جائیں گے۔ اور یاجوج و ماجوج کی افواج تسخیر عالم کی کشمکش میں مصروف کار ہوں گی۔ تو اس وقت پھر زندہ خدا کے وجود کو ظاہر کرنے احیائے دین اسلام اور دنیا کی روحانی و اخلاقی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ امتِ محمدیہ میں سے کسی کو مبعوث فرمائے گا۔ تا اپنی منزل سے بھٹکا ہوا انسان ایک بار پھر اپنے خدا سے صلح کر کے اپنے زندگی کے مقصد کو حاصل کر سکے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ تہذیب و تمدن کی ترقی اور سائنس کی ایجادات کے موجودہ دور میں دنیا کی روحانی آنکھیں بند ہیں۔ اور اہل مغرب اپنے ظاہری ساز و سامان اور مادی ذرائع پر انحصار کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کے وجود سے بھی انکار کر رہے ہیں۔ یاجوج و ماجوج (یعنی روس و امریکہ کی اقوام) فضائے آسمانی پر کنٹرول کرنے کی تگ و دو میں مصروف ہیں۔ اور دنیاوی علوم و فنون جس برق رفتاری سے ترقی پذیر ہیں۔ اس کی مثال پہلے کسی زمانہ میں نہیں ملتی۔ لیکن تمام ترقیات کے باوجود اخلاقی و روحانی اقدار کو کھو کر دنیا کی تمام اقوام ایک ذہنی انتشار اور بے چینی میں مبتلا ہیں۔ اس بے چینی کے حل کے لئے دنیا کے بڑے بڑے مدبروں سیاستدانوں اور فلسفیوں نے کئی ایک اصلاحی تحریکیں بھی شروع کیں اور دنیا کو فتنہ و فساد کی آگ سے بچانے کے لئے بین الاقوامی سطح پر متعدد لیگیں اور قوانین بھی مرتب کئے گئے لیکن چونکہ ایسی تحریکات انسانی دل و دماغ کی پیداوار تھیں۔ جہاں خود غرضی ملکی اور قومی مفادات سے بالا ابتساب کے اصول وضع نہیں کئے جاتے رہے۔ اسلئے حالات اور واقعات نے یہ ثابت کر دیا کہ لیگ آف نیشنز اور U.N.O یو این او کے ذریعہ سے امن عالم کے دعوے محض ریکارڈ و واعظوں کی دلائی ہوئی امیدیں تھیں۔ جو ہنوز شرمندہ تعبیر ہیں۔

آنحضرت کی بشارت اور احیائے دین کا زمانہ

اس مقصد عظیم کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق قادیان کی گمنام بستی میں اپنے پیارے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ تا اخلاق محمدی ایک بار پھر جلوہ گر ہو کر ہوا و ہوس میں الجھی ہوئی سرکش و سرتاب دنیا کو اس کے آستانہ پر لاکر خدا کے غضب اور اس کی قہری تجلیات سے بچا کر اس کے فضل و رحمت کے قریب کر سکے۔

مادیت اور کفر و ظلمت کا موجودہ دور نئی مشعلوں کا طلبگار تھا۔ ایسی مشعلوں کا جو خود اپنے جگر کی گلکاری سے روشنی کی باتی ہیں۔ اور جن میں صرف حقیقتوں کا عرفان ہی نہیں ہوتا بلکہ ایثار و صداقت کا افسون بھی شامل ہوتا ہے۔ اور ان حوالوں کی مشعلوں کو جلا کر نئی نسل کے حوالے کر دینا ایک عاشق صادق کے لئے حقیقت بھی ہے۔ اور ذریعہ نجات بھی اگر غور کیا جائے۔ تو آفتاب رسالت سے روشنی حاصل کرنے والے اُن گنت ستاروں کا سلسلہ ہمارے سامنے آتا ہے۔ اور پھر ایسے بر تریں ماہتاب نے نور کی کرنیں پھیلائی ہیں اور جس کے ذریعہ سے ہزار ہا چراغ روشن ہو سکتے ہیں۔ اس نور کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلانے کا کام ہمارے سپرد ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کے روشن چہرے سے رسم و رواج کے گرد و غبار کو صاف فرمایا۔ اور شرک و بدعت کی زنگ آلودگیوں کو دور فرما کر ایک نئے روحانی انقلاب کی بنیاد ڈالی اور اپنی قوت قدسیہ سے زندہ خدا پر کامل ایمان والیقان کی راہیں کشادہ کیں۔ حضور اپنی تصنیف فرمودہ کتاب کشتی نوح میں ارشاد فرماتے ہیں:-

حقیقی ایمان اور یقین
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں

"تم یقیناً سمجھو کہ خدا کی کشش اس وقت تم میں پیدا ہوگی اور اسی وقت تم گناہ کے مکروہ داغ سے پاک کئے جاؤ گے جبکہ تمہارے دل یقین سے بھر جائیں گے۔ شاید تم کہو گے کہ ہمیں یقین حاصل ہے۔ سو یاد رہے کہ یہ تمہیں دھوکا لگا ہوا ہے یقین تمہیں ہرگز حاصل نہیں .... جس کو یقین ہے کہ فلاں سوراخ میں سانپ ہے وہ اُس سوراخ میں کب ہاتھ ڈالتا ہے۔ اور جس کو یقین ہے کہ اس کے کھانے میں زہر ہے وہ اس کھانے کو کب کھاتا ہے اور جو یقینی طور پر دیکھ رہا ہے کہ اس فلاں بن میں ایک خونخوار شیر ہے اس کا قدم کیونکر بے احتیاطی اور غفلت سے اس بن کی طرف اُٹھ سکتا ہے۔ سو تمہارے ہاتھ اور تمہارے پاؤں اور تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں کیونکر گناہ پر دلیری کر سکتی ہیں۔ اگر تمہیں خدا اور جزا سزا پر یقین ہے۔ گناہ یقین پر غالب نہیں ہو سکتا۔ اور جبکہ تم ایک بھسم کرنے اور کھا جانے والی آگ کو دیکھ رہے ہو تو کیونکر اس آگ میں اپنے تئیں ڈال سکتے ہو۔ اور یقین کی دیواریں آسمان تک ہیں۔ شیطان ان پر چڑھ نہیں سکتا۔ ہر ایک جو پاک ہوا وہ یقین سے پاک ہوا۔ یقین دکھ اُٹھانے کی قوت دیتا ہے یہاں تک کہ ایک بادشاہ کو تخت سے اتار دیتا ہے۔ اور فقیری جامہ پہناتا ہے یقین ہر ایک دکھ کو سہل کر دیتا ہے یقین خدا کو دکھاتا ہے۔ ہر ایک کفارہ جھوٹا ہے اور ہر ایک فدیہ باطل ہے۔ اور ہر ایک پاکیزگی یقین کی راہ سے آتی ہے وہ چیز جو گناہ سے چھڑاتی اور خدا تک پہنچاتی اور فرشتوں سے بھی صدق اور ثبات میں آگے بڑھا دیتی ہے وہ یقین ہے ..... خدا جیسے پہلے تھا وہ اب بھی ہے اور اس کی قدرتیں جیسے پہلے تھیں وہ اب بھی ہیں۔ اور اس کا نشان دکھلانے پر جیسے کہ پہلے اقتدار تھا وہ اب بھی ہے۔ پھر تم کیوں صرف قصوں پر راضی ہوتے ہو۔ وہ مذہب ہلاک شدہ ہے جس کے معجزات صرف قصے ہیں۔ جس کی پیشگوئیاں صرف قصے ہیں۔ اور وہ جماعت ہلاک شدہ ہے جس پر خدا نازل نہیں ہوا۔ اور جو یقین کے ذریعہ سے خدا کے ہاتھ سے پاک نہیں ہوئی۔ جس طرح انسان نفسانی لذات کا سامان دیکھ کر اس کی طرف کھینچا جاتا ہے۔ اسی طرح انسان جب روحانی لذات یقین کے ذریعہ سے حاصل کرتا ہے۔ تو وہ خدا کی طرف کھینچا جاتا ہے۔ اور اس کا حسن اس کو مست کر دیتا ہے۔ کہ دوسری تمام چیزیں اس کو سراسر ردی دکھائی دیتی ہیں۔ اور انسان اسی وقت گناہ سے خلاصی پاتا ہے۔ ہر ایک بے باکی کی جڑ بے خبری ہے۔ جو شخص خدا کی یقینی معرفت سے کوئی حصہ لیتا ہے۔ وہ بے باک نہیں رہ سکتا۔ اگر گھر کا مالک جانتا ہے کہ ایک پر زور سیلاب نے اس کے گھر اردگرد آگ لگ چکی ہے اور صرف ایک ذرا سی جگہ باقی ہے تو وہ اس گھر میں نہیں ٹھہر سکتا۔ تو پھر تم خدا کی جزا سزا کے یقین کا دعویٰ کر کے کیونکر اپنی خطرناک حالتوں میں ٹھہر رہے ہو۔ سو تم آنکھیں کھولو۔ اور خدا کے اُس قانون کو دیکھو جو تمام دنیا میں پایا جاتا ہے ...... تم توبہ (باقی ص[illegible] پر)

تصویر کے دو رُخ

عالمِ تخیّل — اور — دنیائے عمل

یارانِ تیز گام نے محمل کو جالیا
ہم محوِ نالۂ جرسِ کارواں رہے

—: (از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ) :—

اسلام عالمگیر اور تبلیغی مذہب ہے

اسلام ایک عالمگیر اور تبلیغی مذہب ہے۔ وہ اپنی تعلیمات کے اعتبار سے انسان کے لئے ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ ربانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے دعوےٰ نبوت کے بعد اسلام ہر رنگ و نسل کے لوگوں میں پھیلنا شروع ہوا۔ اور ربع صدی میں اسلام کا پرچم ملک عرب کے کونے کونے پر لہرانے لگا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جب مبلغین و مبشرین اسلام خود اسلامی تعلیمات کے رنگ میں رنگین ہو کر پیغام اسلام کو دوسری اقوام تک پہنچانے کے لئے اپنے ملک سے باہر نکلے۔ تو تھوڑے ہی عرصہ میں اُنہوں نے اپنے نیک عملی نمونہ اور اسلام کی دلکش تعلیمات کے ذریعہ سے دوسرے لوگوں کو اپنا ہمنوا بنا لیا۔ اور وہ نور جو سرزمین عرب میں ظاہر ہوا اُس کی روشنی نے قیصر و کسریٰ کی وسیع و عریض سلطنتوں کو بھی منور کر دیا۔ جس کے نتیجہ میں شرک و کفر اور فتنہ و فساد کی تاریکیاں چھٹ گئیں۔ اور توحید الٰہی ان علاقوں میں جگمگانے لگی۔

مسلمانوں کا ادبار

جب مسلمان اپنے عمل و کردار میں سست ہو گئے اور اپنے تبلیغی فرائض اور ذمہ داریوں کو فراموش کر بیٹھے دنیوی عیش و آرام اُن کا محبوب مشغلہ بن گیا۔ تو تنزل و ادبار کی گھنگھور گھٹائیں بھی عالم اسلام پر چھانے لگیں۔ اگر ابتدائے اسلام کا مسلمان عالم باعمل اور غازی کردار تھا۔ تو آج کا مسلمان بے عمل اور اپنی خستہ حالی پہ مرثیہ خوان نظر آتا ہے۔ وہ آج مرثیہ خوانی یا تخیلاتی اسکیموں کو پیش کرنے میں ہی اپنی فلاح و نجات سمجھتا ہے۔ جذبۂ عمل اور عزم و ہمت سے کنارہ کش نظر آتا ہے۔ اس کس مپرسی۔ اور دون ہمتی کے خطرناک نتائج بھی اُس کی آنکھوں کے سامنے ہیں۔ دل میں تڑپ اور سوز و دردی موجود ہے مگر اس کے خیال میں اب ایسا کوئی روحانی نظام موجود نہیں۔ جو ان دردوں کا مداویٰ کر سکے۔

تصویر کا ایک رُخ — عالمِ تخیلات

آجکل مسلمانوں کے بڑے بڑے مذہبی ادارے یا اُن کے مذہبی رہنما اسلامی پیغام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے بے قرار نظر آتے ہیں۔ مختلف منصوبے اور تبلیغی لائحہ عمل پیش کئے جا رہے ہیں کہیں "عالمگیر تبلیغی نظام" کے قیام کا نعرہ بلند ہو رہا ہے تو کہیں دنیا میں فوراً اسلامی مبلغین کے بھجوائے جانے کے ریزولیوشن پاس ہو رہے ہیں۔ کبھی قرآن مجید کا مختلف زبانوں میں ترجمہ شائع کرنے کا پروگرام پیش کیا جا رہا ہے۔ تو کبھی مختلف زبانوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت و سوانح کی طبع و اشاعت کا تخیل پیش ہو رہا ہے۔ لیجئے آپ بھی ان "تبلیغی خیالات" میں سے بعض تخیل ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ جمعیتہ العلماء سندھ نے اپنے اجلاس سورت منعقدہ ۱۹۵۸ء میں مندرجہ ذیل تجویز منظور کی۔

"جمعیتہ علماء ہند کا یہ اجلاس اس بات کی شدید ضرورت محسوس کرتا ہے کہ قرآن مجید کی تعلیمات اور حضور پیغمبر اسلام (صلے اللہ علیہ وسلم) کی سوانح حیات مختلف زبانوں میں اس طرح شائع کی جائیں کہ ساری دنیا کو دین اسلام اور پیغمبر اسلام کے متعلق صحیح تصور قائم کرنے میں مدد مل سکے۔ اس مقصد کی خاطر ایک ایسے عالمگیر ادارہ کا قیام عمل میں لایا جائے۔ جو اس کام کی ذمہ داری اُٹھا سکے۔"

۲۔ علامہ راغب احسن سیاح ممالک ترکستان و سوویٹ روس کی طرف سے ایک اپیل بعنوان "عالمگیر اسلامی مشن کی ضرورت" کانپور سے شائع ہونے والے ہفتہ وار اخبار "ہماری آواز" میں شائع ہوئی ہے۔ جس کا ایک اقتباس حسب ذیل ہے۔

"مشرقی و مغربی مدبروں اور دانشوروں کے ایک اچھے خاصے طبقے کا خیال ہے۔ کہ مذہبی سیاسی۔ معاشی جغرافیائی اور تاریخی لحاظ سے اسلام اور صرف اسلام مارکس کمیونزم کا بہترین توڑ ہے۔ یہی وقت ہے کہ اس عالمگیر جابرانہ دہریت کے مقابلہ میں ایک عالمگیر اسلامی مشن قائم کیا جائے۔ اور ہر قسم کی فرقہ بندیوں اور سیاسی گروہ بندیوں سے بالاتر ہو کر اسلام کے پیغام توحید و اخوت کو ایشیاء افریقہ کی قوموں کے سامنے پیش کیا جائے۔ عالمگیر اسلامی مشن کی شاخیں دہلی۔ بمبئی۔ کانپور۔ کلکتہ۔ مدراس۔ کالیکٹ۔ کولمبو۔ لاہور۔ کراچی۔ ڈھاکہ رنگون۔ سنگاپور۔ کوالالمپور جاکرتا۔ زنجبار۔ خرطوم۔ قاہرہ۔ دمشق۔ رباط۔ وغیرہ جیسے شہروں میں قائم کرنی چاہئے۔ اس مشن کا پہلا کام یہ ہونا چاہئے کہ وہ ہر زبان میں اور ہر قوم تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات و سیرت طیبہ مختصر رسائل کی صورت میں لاکھوں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں پہنچانے کا انتظام کرے دوسرا کام یہ ہو کہ قرآن مجید کے ضروری حصوں کا ترجمہ مع تفسیر ان تک پہنچائے۔ تیسرا کام یہ ہو کہ ہر قوم و قبیلہ کی طرف سے مبلغین دین بھیجے۔

عالمگیر اسلامی مشن کے کام میں نہ صرف ہر طبقہ کے مسلمانوں کو بلکہ ہر مخلص اور سچے ہندو کو جو دھرم کا حامی ہے اشتراک عمل کرنا چاہیئے۔ مشن کا پہلا فرض ہو گا کہ وہ ہندی زبانوں میں قرآن و سیرت و تاریخ ابتدائے اسلام اور اولیاء عظام کے حالات کو شائع کرے اور ہندی۔ بنگلہ۔ مراٹھی۔ تامل تلنگی زبانوں کے جاننے والے مبلغوں کو تیار کرے اور لائق ہندو۔ پارسی سکھ اور عیسائی۔ آدی باسی فاضلوں کو سیرت کے جلسوں میں تقریر کے لئے مدعو کرے۔

(ہماری آواز کانپور مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۵۹ء صفحہ ۶)

۳۔ پچھلے دنوں مولوی نذیر احمد صاحب کاشمیری حال مقیم دہلی کی طرف سے مختلف اخبارات میں مثلاً صدق جدید لکھنؤ، دعوت دہلی میں ایسے مضامین شائع ہوئے تھے۔ کہ آج ضرورت ہے کہ تمام دنیا میں تبلیغ اسلام کرنے کے لئے ایک باقاعدہ نظام قائم کیا جائے وغیرہ وغیرہ۔

۴۔ اسی طرح پروفیسر یوسف سلیم چشتی صاحب نے پاکستان کے "علماء کرام کی خدمت میں" کے عنوان سے ایسے مضامین شائع ہوئے جن میں مسلمانوں سے اپیل کی گئی کہ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا ایک نظام فوراً قائم کیا جانا چاہیئے۔ اور ان مضامین کو پاکستان کے اکثر اسلامی اخبارات و رسائل نے نقل کر کے اس اہم ضرورت کی تائید کی

تصویر کا دوسرا رُخ — دنیائے عمل

آج مسلمانوں کے قومی ادارے یا رہنما جس تبلیغی نظام کے قیام کی اہمیت کو محسوس کر رہے ہیں۔ اور جس کے لئے جو منصوبے اور تخیلات پیش کر رہے ہیں وہ عمل کی صورت کیوں اختیار نہیں کرتے اور "محض تخیلات" ہی بن کر کیوں رہ جاتے ہیں۔ کاش مسلمان رہنما اور عوام اس امر پہ بھی سنجیدگی سے غور فرمائیں۔

جسم ایمان سعی و کوشش سے پاتا نمود
آرزوئے بے عمل کچھ بھی نہیں اک خواب ہے
(المصلح الموعود)

مگر آئیے ہم آپ کو اس تصویر کا دوسرا رُخ یعنی دنیائے عمل کی ایک جھلک دکھانا چاہتے ہیں۔ جماعت احمدیہ اس امر پر ایمان و اعتقاد رکھتی ہے کہ جس ضرورت کو آج یہ رہنما محسوس کرتے ہیں اللہ تعالےٰ نے اُس کو قریباً پون صدی پہلے محسوس کرتے ہوئے اپنے بندے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو مہدی و مسیح موعود بنا کر مبعوث فرمایا تا آپ کے ذریعہ پھر دین اسلام زندہ ہو اور دنیا میں اس عالمگیر دین کی اشاعت ہو۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے تبلیغ اور اشاعت اسلام کا پاکیزہ کام شروع کیا اور اسلام کو ایک زندہ مذہب کی حیثیت سے پیش فرمایا اور مخالفین اسلام کے جارحانہ حملوں کی مدافعت فرمائی۔ اور اسلامی تعلیمات کی برتری کے بارہ میں ایک عمدہ لٹریچر پیدا فرمایا۔ اور وہ لوگ جو آپ کے دعوے ماموریت پہ ایمان لائے ان میں اسلام کی تعلیم کی تبلیغ و اشاعت کی ایک ایسی روح پھونک دی۔ جس کے نتیجہ میں آپ کے وصال کے بعد بھی یہ جماعت آج دنیا میں تبلیغ و اشاعت اسلام کا اہم فریضہ ایک نظام کے ماتحت ادا کر رہی ہے۔ قرآن مجید کا قریباً ۱۷ زبانوں میں ترجمہ کر چکی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ طیبہ اور اسلامی تعلیمات کو مختلف زبانوں میں ترجمہ کر کے شائع کر چکی ہے۔ کفرستانوں میں خدا کے گھر یعنی مساجد

تعمیر کرو اینگی ہے۔ اور نہ صرف ہندو پاکستان کے بڑے بڑے شہروں میں اس جماعت کے تبلیغی مراکز قائم ہیں۔ بلکہ دنیا کے ہر مہذب و متمدن ملک میں اس جماعت کے زیر اہتمام اسلامی مشن قائم ہیں جن میں مبلغین اسلام اشاعت اسلام کا کام جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں ہزاروں غیر مسلم کلمہ طیبہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہونے کا شرف حاصل کر چکے ہیں۔ اور آج وہ آنحضرت صلعم پر درود و سلام بھیج رہے ہیں۔

چنانچہ جماعت احمدیہ کے ان تبلیغی کارناموں کا اعتراف بھی انہیں سنجیدہ ناظرین کی زبانی ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی ایڈیٹر صدق جدید لکھنؤ رقمطراز ہیں کہ:-

"احمدیہ جماعت قادیان اپنے رنگ میں جو خدمت تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں کر رہی ہے۔ یہ رسالہ (تبلیغ اسلام دنیا کے کناروں تک ناقل) اُس کا پورا مرقع ہے۔ جماعت کے مشن یورپ امریکہ مغربی افریقہ۔ مشرقی افریقہ۔ ماریشس۔ انڈونیشیا۔ نائیجیریا اور ہندوستان و پاکستان کے خدا معلوم کتنے مختلف مقامات میں قائم ہیں۔ ان سب کی فہرست اور سب کی کارگزاریاں، اُن سے تبلیغی لٹریچر کی اشاعت انگریزی فرینچ۔ جرمن۔ ڈچ۔ اسپینی۔ فارسی۔ برمی۔ ملایا۔ تامل۔ ملیالم مرہٹی۔ گجراتی۔ ہندی اور اردو زبان میں۔ اُن کی مسجدوں اور اُن کے اخبارات و رسائل کی فہرست اور اس قسم کی دوسری سرگرمیوں کا ذکر ان صفحات میں نظر آئے گا۔"

(صدق جدید ۷ جون ۱۹۵۶ء)

۲۔ جماعت اسلامی کے اخبار "المنیر" لائلپور کے مدیر محترم رقمطراز ہیں:-

"قادیانیت میں نفع رسانی کے جو جوہر موجود ہیں ان میں اولین اہمیت اُس جد و جہد کو حاصل ہے جو اسلام کے نام پر وہ غیر مسلم ممالک میں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ قرآن مجید کو غیر ملکی زبانوں میں پیش کرتے ہیں تثلیث کو باطل ثابت کرتے ہیں سید المرسلین کی سیرت طیبہ کو پیش کرتے ہیں۔ اُن ممالک میں مساجد بنواتے ہیں۔ اور جہاں کہیں ممکن ہو اسلام کو امن، سلامتی کے مذہب کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں۔"

(المنیر ۲۳ رمارچ ۱۹۵۶ء)

"قادیانی تنظیم کا تیسرا پہلو وہ تبلیغی نظام ہے جس نے اس جماعت کو بین الاقوامی جماعت بنا دیا ہے۔ اس سلسلہ میں یہ حقیقت اچھی طرح سمجھ لینے کی ہے کہ بھارت کشمیر۔ انڈونیشیا۔ اسرائیل جرمن۔ ہالینڈ۔ امریکہ۔ برطانیہ نائیجیریا۔ افریقی علاقے اور پاکستان کے تمام قادیانی جماعتیں مرزا محمود احمد صاحب کو اپنا امیر اور خلیفہ تسلیم کرتی ہیں۔ اور اُن کے بعض دوسرے ممالک کی جماعتوں اور افراد نے کروڑوں روپیوں کی جائیدادیں صدر انجمن احمدیہ ربوہ اور صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام وقف کر رکھی ہیں۔"

(المنیر ۲ رمارچ ۱۹۵۶ء)

۳۔ علامہ نیاز فتحپوری مدیر رسالہ نگار تحریر فرماتے ہیں:-

"مرزا صاحب معمولی انسان نہیں تھے۔ وہ واقعی اپنے آپ کو مہدی موعود سمجھتے تھے اور یقیناً انہوں نے دعویٰ ایسے زمانہ میں کیا۔ جب قوم کی اصلاح و تنظیم کے لئے ایک ہادی و مرشد کی سخت ضرورت تھی۔ علاوہ اس کے دوسرا معیار جس سے ہم کسی کی صداقت کو جان سکتے ہیں نتیجۂ عمل ہے۔ سو اس باب میں احمدی جماعت کی کامیابی اس درجہ واضح و روشن ہے کہ اس سے اُن کے مخالفین بھی انکار کی جرأت نہیں کر سکتے۔ اس دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں اُن کی تبلیغی جماعتیں اپنے کام میں مصروف نہ ہوں اور انہوں نے خاص عزت و وقار نہ حاصل کر لیا ہو۔"

(نگار بابت ماہ اگست ۱۹۵۹ء)

نیز فرماتے ہیں:-

"دنیا میں انقلابات کتابوں سے نہیں بلکہ ہمیشہ شخصیتوں سے ہوئے ہیں۔ یعنی جب تک کوئی ابھارنے والی شخصیت موجود رہی تو قوم بھی ترقی کرتی رہی اور جب وہ شخصیت ختم ہو گئی۔ تو قومی ترقی رک گئی۔ اور رفتہ رفتہ پھر لوٹ کر اس نقطہ تک پہنچ گئی جب اس سے وہ آگے بڑھی تھی۔ اس لئے اگر مسلمان اس وقت تباہ و برباد ہیں۔ تو اس کا سبب صرف یہ ہے کہ ان میں اب کوئی شخصیت ایسی موجود نہیں جو عملاً ان کو تعلیمات قرآنی کی طرف لے جا سکے۔ حالانکہ ہمارے علماء و اکابر دین میں سے کسی ایسی شخصیت کو ابھرنا چاہئے تھا۔ لیکن نہیں ابھری ..... لیکن جب میں نے اس کے (جماعت احمدیہ کے ناقل) موسس و بانی کی زندگی اس کی تعلیمات اور تنظیم پر غور کیا تو ماننا پڑا کہ اس وقت صرف یہی ایک جماعت ایسی ہے۔ جس نے اس نکتہ کو سمجھا اور اس کا ایمان محض اقرار باللسان نہیں بلکہ اقرار بالعمل ہے۔ اور اپنی مضبوط تنظیم و استقامت کردار سے زندگی کی راہیں بدل دیں اور ذہنی اقدار بدلا دیئے۔ زاویہ فکر و نظر بدل دیا۔ اور مسلمانوں کو پھر اس راہ پر لگا دیا جو بانی اسلام نے متعین کی تھی"

(نگار لکھنؤ بابت ماہ نومبر ۱۹۵۹ء)

۴۔ پروفیسر یوسف سلیم چشتی صاحب بعنوان "علمائے کرام کی خدمت میں" رقمطراز ہیں کہ:-

"انگلینڈ اور امریکہ میں آئے دن مذہبی مجلسیں منعقد ہوتی رہتی ہیں۔ مگر ان جلسوں میں اسلام کی نمائندگی احمدی حضرات کرتے ہیں۔ تو کیا آپکی رائے میں احمدی حضرات اسلام کی نمائندگی کر سکتے ہیں؟ اگر اس کا جواب نفی میں ہے تو پھر آپ ان ملکوں میں اسلام کی نمائندگی کیوں نہیں کرتے؟ میں آپکے جواب کا منتظر ہوں۔ تبلیغ و اشاعت اسلام سے آپ کی بے پرواہی/ عدم دلچسپی کا ایک نتیجہ یہ بھی ہے کہ آج بلاد مغرب ہی میں نہیں بلکہ ساری دنیا میں تبلیغ کے میدان پر احمدی حضرات قابض ہیں۔ یورپ و امریکہ کے علاوہ اُن کے مبلغین اُن علاقوں اور اُن جزیروں میں اپنے مذہب کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ جن کا نام بھی ہمارے عربی مدارس کے اکثر طلباء نے نہیں سنا ہوگا مثلاً فجی۔ ماریشس۔ ٹرینیڈاڈ۔ سیرالیون۔ نائیجیریا وغیرہ۔"

(المنبر لائلپور ۲۹ جولائی ۱۹۵۹ء)

مندرجہ بالا اعتراف حقائق بھی اس امر پر شاہد ناطق ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ ایک مامور من اللہ کی جماعت ہے۔ جو اپنے نیک مقاصد کی طرف کامیابی کے ساتھ قدم بڑھاتی چلی جا رہی ہے۔ اور حاسدین و مخالفین ابھی "عالم تخیلات" میں پرواز کر رہے ہیں۔ ایک شاعر نے ایسی ہی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کیا ہی خوب فرمایا ہے ؎

یارانِ تیز گام نے محمل کو جا لیا
ہم محوِ نالۂ جرسِ کارواں رہے

تلاش

میرا لڑکا مسمی عبد القیوم گنائی ساکن رشی نگر تحصیل کولگام ڈاکخانہ شوپیاں بعمر ۱۶ سال۔ قد لمبا۔ منہ لمبا ہوشیار اور ذہین پانچ ماہ سے لاپتہ ہے۔ اگر کسی صاحب کو ملے۔ تو اطلاع دے کر ممنون فرمائیں۔

خاکسار غلام قادر گنائی ساکن رشی نگر (کشمیر) حال وارد قادیان

درخواست ہائے دعا

۱۔ میرے ایک غیر احمدی دوست ان دنوں کچھ کاروباری پریشانیوں میں ہیں۔ احباب جماعت سے باادب درخواست ہے کہ ان پریشانیوں کے ازالہ اور کاروبار کی ترقی کے لئے خصوصیت سے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے۔ آمین۔ خاکسار مرزا عبد العزیز بیگ۔ از مدراس۔

۲۔ احباب جماعت سے عاجزانہ درخواست ہے کہ از راہ کرم خاکسار کے لئے میدانِ وکالت میں ترقی ملنے اور معاشی مشکلات کے ازالہ کے لئے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے آمین۔

خاکسار محمد مبارک احمد احمدی وکیل شورا پور

مسلمانانِ ہند مایوس کیوں ہیں

اس وقت بھارت میں ساڑھے تین کروڑ کے قریب مسلمان آباد ہیں۔ اور مذہبی لحاظ سے ملک میں مسلمان سب سے بڑی اقلیت ہیں۔ ظاہر ہے کہ ملک کی ترقی اور سربلندی کے لئے اتنی بڑی تعداد کا قومی اور ملکی مسائل میں دلی تعاون اور جدوجہد نہایت ضروری ہے۔ لیکن تقسیم ملک کے وقت اور اس سے پہلے اور بعد میں جو تلخ واقعات منصۂ شہود پر آئے اور فرقہ وارانہ تعصب اور تنگ نظری نے جو گل کھلائے ان کی وجہ سے باوجود ہماری آزاد اور نا مذہبی جمہوری حکومت کے قیام کے اور جناب پنڈت جواہر لال نہرو جیسے بے تعصب بیدار مغز اور انصاف پسند سربراہ کے مسلمانانِ ہند میں مایوسی، عدم اعتمادی اور احساس کمتری میں کوئی خاطر خواہ کمی نہیں ہوئی بلکہ بعض جہات سے ان نقائص میں روز بروز زیادتی ہو رہی ہے۔ اور اگر مسلمانوں نے اپنے اندر بیداری تنظیم و اتحاد اور صحیح قومی شعور پیدا نہ کیا۔ تو اندیشہ ہے کہ نہ صرف یہ کہ ہندوستان میں ان کا مستقبل روز بروز تاریک ہو جائے گا۔ بلکہ آزاد ہندوستان میں وہ بجائے ایک مفید اور کار آمد وجود بننے کے ملک کی ترقی کی راہ میں سنگ گراں ثابت ہوں گے۔

اصل مقام کی شناخت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: وہ شخص کبھی ہلاک نہیں ہوتا جو اپنی قدر کو پہچان لے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کے مسلمان اپنے حالات اور ماحول کا صحیح اندازہ نہیں کر سکے۔ شاید ان پر ہندوستان کی زمانۂ وسطیٰ کی اسلامی تاریخ کے واقعات کا پرتو بڑا اثر ہوا ہے۔ اور اس کے پیش نظر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمان صرف حاکمانہ اقتدار کے حصول میں ہی کامیاب زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ حالانکہ اسلام ہی وہ کامل مذہب ہے۔ جو قومی اور انفرادی اعتبار سے ہر قسم کے حالات میں اپنے ماننے والوں کی بہترین راہنمائی کرتا ہے۔ اگر صحیح اسلامی اصولوں پر چل کر مسلمان بہترین رنگ میں تاج و تخت کو زینت بخش سکتے ہیں تو غیر اسلامی حکومت میں بھی پابند قانون اور اطاعت گزار شہری کی حیثیت سے اپنے اعلیٰ اخلاق اور ملکی خدمات کے ذریعہ کامیاب زندگی گزار سکتے ہیں۔ خود حضرت بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس سوانح حیات میں دونوں قسم کے حالات ہیں آپ کی پاکیزہ سیرت ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ بعثت کے بعد تیرہ سال تک آپ نے مکہ مکرمہ میں غیروں کے اقتدار کے ماتحت خوش اسلوبی سے وقت گزارا اور دس سال تک مدینہ منورہ میں اپنے حاکمانہ اقتدار کا نہایت عمدہ نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔

حقیقی مسلمانوں کا نمونہ

آپ کے زمانۂ حیات کے بعد بھی امت مسلمہ بلندی و پستی کے مختلف دوروں سے گزری۔ اور ہر دور میں سچے مسلمانوں نے دنیا کے سامنے قابلِ تقلید نمونہ پیش کیا۔ تاریخ عالم مسلمانوں کے عظیم الشان اور بہتر بالشان کارناموں سے بھری پڑی ہے۔ لیکن اس مختصر مضمون میں رسول ہاشمی کی امت کے متعلق صرف ایک اہم پہلو جو ایک غیر مسلم مفکر اور عالم نے بیان کیا ہے پیش کیا جاتا ہے۔ اسلام کی روحانی تاثیرات اور تبلیغی صلاحیتوں کا جو اندازہ سر آرنلڈ نے اپنی مشہور کتاب "پریچنگ آف اسلام" میں تاریخی حقائق کی روشنی میں لگایا ہے۔ اس کے اقتباسات درج ذیل ہیں:-

سر آرنلڈ کا اعترافِ حقیقت

سر موصوف تحریر فرماتے ہیں:-

"پھر بلاشبہ یہ بات نظر آتی ہے کہ اسلام نے اپنی عظیم الشان اور مستقل تبلیغی فتوحات ان مقامات اور اوقات میں حاصل کیں۔ جن میں اس کی سیاسی قوت کمزور ترین تھی جیسا کہ جنوبی ہندوستان اور مشرقی بنگال کے حالات کے مطالعہ سے نظر آتا ہے۔"

(پریچنگ آف اسلام صفحہ ۲۳)

اسلام کی روحانی قوت کا اظہار آپ ان الفاظ میں فرماتے ہیں:-

"اگرچہ بعد کے زمانہ میں اسلام کی عظیم الشان حکومت ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی اور اس کی سیاسی طاقت مائل بہ زوال ہوگئی۔ لیکن اس کی روحانی فتوحات لگاتار جاری رہیں۔ جب منگولوں کی افواج نے ۱۲۵۸ء میں بغداد کو برباد کیا اور جب عباسی خلافت کی کمزور شان و شوکت خون و خاک میں روندی جارہی تھی۔ اسی طرح جب مسلمان عیسائی بادشاہ فرڈیننڈ کے ذریعے سے قرطبہ (سپین) سے نکالے جارہے تھے (۱۲۳۶ء) اور سپین میں اسلام کا آخری قلعہ یعنی غرناطہ عیسائی بادشاہ کو خراج ادا کر رہا تھا۔ عین اسی وقت سماٹرا کے جزیرہ میں اسلام کے قدم جم رہے تھے۔ اور ملایا میں اسلام کو غلبہ اور ترقی حاصل ہو رہی تھی۔ اسلام نے اپنی سیاسی گراوٹ کے زمانہ میں ہی شاندار روحانی فتوحات حاصل کی ہیں تاریخی اعتبار سے دو اہم مواقع پر غیر مسلموں نے نبی عربی صلعم کے ماننے والوں کو نیچا دکھایا یعنی سلجوقی ترکوں نے گیارھویں صدی میں اور مغلوں نے تیرھویں صدی میں۔ لیکن دونوں دفعہ ہی فاتحین نے مفتوح مسلمانوں کا مذہب اختیار کر لیا۔ اسی طرح بغیر شاہانہ اقتدار کی امداد حاصل کرنے کے مسلمان مبلغین نے وسطی افریقہ۔ چین جزائر شرق الہند وغیرہ میں اپنا مذہب پھیلایا۔"

(پریچنگ آف اسلام صفحہ ۲)

اسلام کی روحانی تاثیرات

اسلام کی جس خوبی کو سر آرنلڈ نے تاریخی واقعات کی روشنی میں اجاگر کیا ہے اس کے پیش نظر مسلمانانِ ہند کے لئے اپنے پیارے وطن میں مایوسی اور احساس کمتری کی کوئی وجہ نہیں۔ بالخصوص جبکہ سرزمین ہند کا چپہ چپہ انہیں ان کے شاندار ماضی اور عظمتِ رفتہ کی یاد دلا رہا ہے۔ اور گذشتہ اولیاء و صلحاء کے کارنامے جنہوں نے صرف روحانی طاقت سے ملک کی کایا پلٹ دی ان کے سامنے ہیں۔ کیا مالابار کے علاقہ میں جو پہلی صدی ہجری میں اسلام کی ترویج ہوئی وہ کسی شاہی طاقت کی رہین منت تھی یا حضرت داتا گنج بخش صاحب۔ حضرت معین الدین چشتی اجمیری رح حضرت قطب الدین بختیار کاکی رح۔ حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج رح۔ حضرت نظام الدین اولیاء۔ حضرت شیخ بہاء الدین ذکریا رح۔ حضرت خواجہ باقی باللہ وغیرہم اولیاء و اقطاب نے جو روحانی انقلاب بھارت ورش کی سرزمین میں برپا کیا اس کے لئے حکومت کی امداد کی ضرورت پڑی۔ پس اگر یہ روحانی بیج ایک غیر مانوس زمین میں کامیابی سے بویا جا چکا ہے اور اس کے شاندار پھل اور پھول پیدا ہو چکے ہیں۔ تو اب جبکہ تقریباً ایک ہزار سال تک اسلام کے قریبی تعلق کی وجہ سے سرزمین ہند میں بہت سی تمدنی سیاسی اخلاقی اور روحانی تبدیلیاں ہو چکی ہیں۔ اسلام کی روحانی قوت بے اثر رہے گی؟ اس زمانہ میں نہ صرف یہ کہ ہماری حکومت سیکولر یعنی نا مذہبی ہے۔ اور اس میں ہر مذہب کے پیروؤں کو اپنے طریق پر چلنے اور مذہبی تبلیغ کرنے کی آزادی کا اعلان کیا گیا ہے۔ بلکہ بین الاقوامی سیاسیات میں ہمارے ملک کے بہت سے اسلامی ممالک سے گہرے تعلقات ہیں۔ ان تعلقات کی وجہ سے بھی حکومت کو اپنے مسلمان باشندوں کی دیکھ بھال کرنی ضروری ہوتی ہے۔ پھر مرکزی و صوبائی حکومتوں میں نیز پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں میں مسلمانوں کی تعداد تھوڑی ہی سہی لیکن پھر بھی موجود ہے۔ اس سے مسلمانوں کے حق میں بہتری کی صورت نکل سکتی ہے۔

ایک خدشہ کا ازالہ

بعض لوگ اس خدشہ کا اظہار کرتے ہیں کہ بے شک کانگرس اور اس کی حکومت کی پالیسی سیکولر ہے لیکن اگر کوئی فرقہ وارانہ پارٹی برسر اقتدار آگئی تو مسلمانوں کی حالت بہت خراب ہو جائے گی اول تو بین الاقوامی سیاسیات اور ملکی حالات پر نظر کرنے سے مستقبل قریب میں کسی متعصب فرقہ وارانہ پارٹی کا برسر اقتدار آنا ممکن نہیں۔ لیکن اگر ایسا ہو بھی جائے تو ایسی تنگ نظر پارٹی زیادہ عرصہ برسر اقتدار نہیں رہ سکتی اور ظلم زیادہ عرصہ نہیں چل سکتا۔ علاوہ بریں ظلم کے نتیجہ میں مظلوموں کے اندر باہمی اتحاد و اتفاق اور محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ان کی تنظیم میں مضبوطی پیدا ہو جاتی ہے اور اگر خدا کی طرف جھکیں تو ان کو ظلم کے مقابلے کی ہمت اور طاقت بھی ملتی ہے۔ پس ایسے خدشات کی وجہ سے مسلمانوں کا مایوس ہونا درست نہیں۔

حقیقی مسلمانوں کی اولوالعزمی

اسلامی تاریخ میں یہ واقعہ بھی محفوظ ہے کہ ایک دفعہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے شہر مدینہ کے مسلمانوں کی مردم شماری کا ارشاد فرمایا۔ مسلمانوں کی تعداد ڈیڑھ ہزار ہوئی۔ ایک مسلمانوں میں اس وقت اس قدر ایمانی حرارت

تھی کہ وہ مدینہ میں فخر سے پھرتے تھے۔ کہ اب ہم ساڑھے تین سو کی تعداد میں ہو گئے ہیں۔ اب دنیا میں ہمیں کوئی نیچا نہیں دکھا سکتا۔ اس کے مقابل پر افسوس ہے کہ مسلمانانِ ہند باوجود ساڑھے تین کروڑ ہونے کے مایوس اور بددل نظر آتے ہیں۔ اور ان میں سے بہت سے اپنی تباہی اور بربادی کی گھنٹی بجنے کا انتظار کر رہے ہیں۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے اسلام میں ایسی روحانی تاثیرات اور تبلیغی قوتیں رکھی ہیں کہ سیاسی اعتبار سے گراوٹ کے زمانہ میں بھی مسلمانوں کی ترقی رُک نہیں سکتی۔

تبلیغی مشنوں کا قیام

یہ ایک ذہنی اور خیالی بات نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ آج احمدیہ جماعت کے ذریعہ سے یورپ اور امریکہ کے ان علاقوں میں جہاں اسلامی آبادی کا نشان تک نہ تھا اور جہاں کے باشندے اسلامی اصولوں اور تعلیمات سے بالکل بیگانہ و ناآشنا تھے۔ اسلام کی روحانی تاثیرات کی برکت سے کامیاب تبلیغی مشن قائم ہو چکے ہیں۔ مساجد تعمیر ہو رہی ہیں۔ قرآن کریم اور دیگر اسلامی کتب کے تراجم شائع کئے جا چکے ہیں اور لوگ جوق در جوق اسلام سے مشرف ہو رہے ہیں۔ پس جب اسلام سے بیگانہ اور ناآشنا علاقوں میں کامیابی سے تبلیغ اور اسلام کی ترقی ہو سکتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ ہندوستان میں جو اسلامی تعلیمات سے ایک ہزار سال سے مانوس ہے اور بہت سے اسلامی اخلاق کو خوشی سے اپنا چکا ہے اسلام کی روحانی تاثیرات اور تبلیغی کوششیں ناکام ہوں۔

اسلامی اخلاق

ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ مسلمان اپنے اندر صحیح اسلامی اخلاق پیدا کریں۔ ان میں اتحاد ہو۔ تنظیم ہو، باہمی ہمدردی اور مواسات ہو۔ دیانت و امانت۔ تعلیم۔ ذمہ داری کا احساس اور محنت کی عادت ہو وہ پورے تعاون اور خلوص سے کام کریں اور اپنے حقوق کو قانون اور دستور کے اندر رہ کر حاصل کرنے کا طریق سیکھیں۔ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ بعض غیر معمولی حالات کی وجہ سے ان کے لئے بعض سرکاری ملازمتیں حاصل کرنے میں مشکلات ہیں تو ان کو تجارت اور انڈسٹری کی طرف زیادہ توجہ کرنی چاہیئے۔ تاکہ ان کی اقتصادی حالت درست ہو سکے اور مسلمانوں کے اجتماعی مفاد کے لئے باہمی اندرونی اختلافات کو نظر انداز کر کے آپس میں اتحاد و اتفاق اور تعاون سے رہتے ہوئے ترقی کرنی ضروری ہے۔ اس غرض کے حصول کے لئے جملہ وہ افراد اور اسلامی فرقہ جات جو اپنے آپ کو اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں اور غیر مسلم بھی ان کو مسلمان یقین کرتے ہوئے ان سے معاملہ کرتے ہیں مسلمان قرار دیئے جانے چاہئیں۔ خواہ خالص اسلامی اور دینی اصولوں کے پیش نظر ان میں کسی قسم کا نقص یا کمی پائی جائے۔ اگر مسلمان اپنے اندر اخلاق حسنہ پیدا کر لیں تو ایک طرف ان کے غیر مسلم اہلِ وطن کا سلوک ان سے بہتر ہوتا جائے گا اور دوسری طرف سرکاری افسران ان پر اعتماد کریں گے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ بات فوری طور پر حاصل ہونی مشکل ہو۔ اور اس کے لئے کافی عرصہ صبر اور استقلال سے کام لینا پڑے۔ لیکن اگر مسلمان مجموعی حیثیت سے اپنے اندر انقلاب پیدا کریں اور اپنی روحانی اور اخلاقی حالتوں کو درست کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے اسی ملک میں ترقی اور سربلندی کے رستے کھول دے۔

مسلمانوں کو یہ بات بھولنی نہیں چاہیئے کہ اسلام کے اندر اس قدر تبلیغی اور روحانی صلاحیتیں ہیں کہ اس کا دوسرے مذاہب مقابلہ نہیں کر سکتے۔

اسلام اور دیگر مذاہب

اسلام ہی وہ مذہب ہے جو گزشتہ قائم شدہ مذاہب اور آسمانی صحیفوں کی تصدیق کرتا ہے اس کو اپنی سچائی ثابت کرنے کے لئے دوسرے مذاہب کا ابطال کرنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ سابقہ مذاہب میں جو قائم رہنے والی صداقتیں پائی جاتی ہیں۔ اسلام نے ان کو بہتر اور انسب طریق پر اپنے اندر سمویا اور شامل کیا ہے۔ اور موجودہ زمانہ کی نئی نئی مذہبی ضروریات کو بھی احسن طور پر پورا کیا ہے۔

اسلام ہندوستان کے سابقہ مذاہب کے خلاف بلاوجہ جارحانہ اقدام اور مخالفت کو درست نہیں سمجھتا اور نہ ہی اس ذہن میں شامل ہونے سے گزشتہ مذہبی پیشواؤں کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ اگر ہندوستان کے مسلمان خلوص، ہمت اور دانشمندی سے کام لیں اور اسلام کی روحانی اور تبلیغی قوتوں کو بروئے کار لائیں تو اس ملک میں ان کی ترقی پہلے سے بھی بلند کر سکتی ہے۔ کیا مغلیہ حکومت کے زوال کے بعد جب انگریزوں نے ہر طرف سے مسلمانانِ ہند کو ذلیل اور بے دست و پا کرنے کی تدابیر اختیار کیں تو ان مخالفانہ حالات میں مسلمانوں کی تعداد بڑھنے سے رُک گئی؟ نہیں بلکہ وہ ہر آن ترقی کرتے ہی چلے گئے اور آئندہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ ہندوستان میں ان کا مستقبل نہایت شاندار اور درخشندہ ہوگا۔ یہ ایک ذہنی یا قیاسی بات نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے اپنی ازلی تقدیر کے ماتحت حضرت نائب الرسول امام مہدی علیہ السلام کو اس ملک میں اسی لئے پیدا کیا ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کو اس میں بڑھا دے۔ اور ترقی دے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ سے یقینی خبر پا کر حضرت امام وقت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ علیہ السلام نے یہ اعلان فرمایا کہ:۔

"مجھے یہ صاف لفظوں میں فرمایا گیا ہے کہ پھر ایک دفعہ ہندو مذہب کا اسلام کی طرف زور کے ساتھ رجوع ہوگا"

(اشتہار ۱۲ر مارچ ۱۸۹۷ء)

حرفِ آخر

کیا آزاد ہندوستان میں جو قوانین مساواتِ انسانی، چھوت چھات کی مخالفت، ورثہ کی تقسیم، نکاح بیوگان اور طلاق وغیرہ امور کے متعلق وضع کئے گئے ہیں اس بات کی دلیل نہیں۔ کہ اسلامی اصول اپنی افادیت اور صلاحیت کی وجہ سے ہمارے ملک میں رائج ہو رہے ہیں۔ اور یہ بات یقینی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق ایسے سازگار حالات پیدا فرمائے گا کہ اسلام کی تبلیغی کشش اور روحانی طاقتیں ہندو اقوام کے دلوں پر جو اس وقت تعداد کے اعتبار سے اکثریت میں ہیں اثر انداز ہوں گی اور ہمارا ملک جس طرح قدیم زمانے میں خدا تعالیٰ کے نوروں سے منور تھا اب حقیقی اسلام سے معمور اور مشرف ہوگا اور اس کی ظاہری اور سیاسی طاقت کے ساتھ ساتھ اس کے روحانی فیوض و برکات بھی اکناف عالم میں پھیلیں گے۔ اللہ تعالیٰ وہ دن جلد لائے۔ آمین۔

وآخر دعوانا الحمد للّٰہ ربّ العالمین ۔

خاکسار

برکات احمد راجیکی بی۔ اے

واقف زندگی۔

جماعت او۔ ایم۔ پی کی طرف سے جلسہ پیشوایانِ مذاہب

مورخہ ۵ر نومبر جماعت احمدیہ او ایم پی کی طرف سے جلسہ یوم پیشوایانِ مذاہب زیر صدارت شری رام چندر پردھان منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم خوانی کے بعد اکبر خان صاحب نے ہندی کا مضمون آکاش بانی پر طبع کر سنایا۔ شری کپیل چرن صاحب نے نبیوں کی تعریف میں مختصر سی تقریر کی بعد ازاں مولوی غلام ہادی صاحب جوان دنوں چھٹی پر آئے ہوئے تھے اڑیہ زبان میں نبیوں کی سیرت پر ایک جامع اور مؤثر تقریر کی۔ اور ضمناً آپ نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمام سابقہ نبیوں کے موعود ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بروز کامل ہیں۔ موصوف نے گیتا اور وید کے حوالے بھی پیش کئے۔ جو لوگوں کی دلچسپی کا باعث بنے۔ دو گھنٹہ تک جلسہ کی کارروائی جاری رہی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

خاکسار ناظر فاروق احمدی عفی عنہ

اعلانِ دُعا

:۔(از حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندرآباد دکن):۔

میرا پوتا حافظ صالح محمد الہ دین ابن علی محمد الہ دین اعلیٰ تعلیم کی غرض سے حکومتِ ہند کے سکالرشپ پر ۱۷ر اکتوبر کو عازم امریکہ ہوئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے خیریت کے ساتھ ۲۰ر اکتوبر کو Chicago پہونچ گئے ہیں۔ بزرگانِ سلسلہ سے خصوصاً اور جماعت سے عموماً یہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ سب انکی اعلیٰ کامیابی اور کامل صحت کے لئے دعا فرمادیں۔ نیز دعا فرمادیں کہ خدا تعالیٰ ان کے وجود کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے مفید اور بابرکت بنائے۔ آمین۔

جماعت احمدیہ کی خصوصیات

از مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن کلکتہ

انیسویں [19] صدی نہ صرف عالم اسلام کے لئے بلکہ مذہبی لحاظ سے تمام دنیا کے لئے ایک انتہائی مصیبت کی صدی تھی اور مذاہب کے ماننے والوں پر ایک مایوسی طاری تھی۔ لوگ غیر معقول مذہبی اعتقادات کو ماننے کے لئے ہرگز تیار نہ تھے کیونکہ یہ ایسا زمانہ تھا جب دانشمندوں نے ہر چیز کو عقل کی کسوٹی پر پرکھا اور انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ مذہب عقل کا دشمن ہے۔ کیونکہ جملہ مذاہب کورانہ تقلید اور خلاف عقل امور کو ماننا پختہ دانائی قرار دے رہے تھے چنانچہ کرینٹ ٹالسٹائی نے اس پہلو سے عیسائیت پر اعتراض کیا اور کہا کہ سچا مذہب سچائی کے اور عقل کے خلاف نہیں ہوسکتا۔ اسلام بھی اس وقت مشکلات سے دوچار تھا اور خود مسلمانوں میں بھی بہت سے غیر معقول اعتقادات آچکے تھے۔ اور مسلمان اپنے خیال میں اسلام کو مردہ سمجھ چکے تھے۔ بلکہ علامہ حالی نے تو اسلام کے باغ کو اجڑا اجڑا اور ویران باغ سمجھ کر اس کا مرثیہ بھی کہہ دیا۔

مذہب کے مخالفین پورے زوروں پر تھے اور انہیں یقین ہوچکا تھا کہ عنقریب مذہب کے نام لیوا اس سے بیزار ہوکر خود ہی اس سے قطع تعلق کرلیں گے۔ لیکن وہ خدا جس نے سچے مذاہب کے قیام کے لئے مختلف ملکوں اور دیشوں میں اپنے سچے بھگتوں، رشیوں منیوں، نبیوں اور رسولوں کو لاکھوں کی تعداد میں بھیجا تھا۔ اس حالت کو دیکھ کر خاموش نہ رہ سکا اور اس نے اپنے وعدوں کے موافق عین اس مایوسی کے وقت روحانی برکت و نور کا ایک عظیم الشان سرچشمہ پنجاب کی سرزمین قادیان میں ظاہر کر دیا۔ آخری زمانہ کے اس مصلح اور تمام اقوام کے موعود کا نام نامی حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام ہے۔

اس مقدس و مطہر وجود نے اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق مذہب کی تائید میں کام شروع کیا۔ ۱۸۸۹ء میں اپنے گرد چند لوگوں کو جمع کیا۔ ان کی روحانی تربیت کی۔ اور ان چند جمع ہونے والے لوگوں پر یہ آشکار کیا کہ خدا تعالیٰ ان کے ذریعہ اس کے قائم کردہ مذہب کے لئے انہیں ہر قسم کی قربانی دینی ہوگی۔ اور مذہب کی ڈوبتی ناؤ کو سنبھالنا ہوگا۔ ان جمع ہونے والے افراد کو ایک جماعت میں منسلک کیا۔ جس کا نام جماعت احمدیہ رکھا۔ اور اس جماعت کا مقصد وحید مذہب کی اشاعت اور ترویج قرار دیا۔ بانی جماعت حضرت مسیح موعودؑ نے عقلی اور نقلی دلائل سے ثابت کیا کہ انسان کو نہ صرف مذہب کی ضرورت ہے بلکہ اس کے بغیر اپنی روحانی تشنگی کو دور نہیں کرسکتا۔ چنانچہ حضور نے ہندو مذہب اور دیگر مذاہب سے عظیم الشان کام یہ کیا کہ دہریت و الحاد کے متلاطم سمندر کہ جس کی زد میں ہر کہ ومہ خواہ وہ ہندو ہو یا عیسائی یہودی ہو یا مسلمان بہا جارہا تھا ایک زبردست بند کے ساتھ روک دیا۔ اور آپؑ نے زندہ خدا کے زندہ معجزات و نشانات دکھا کر اس کی ہستی پر ایمان پیدا کر دیا۔ دنیا معجزہ کو قصہ پارینہ اور پرانے وقتوں کی جاہلانہ زود اعتقادی کی یاد سمجھتی تھی لیکن آپ نے اسے ایک حقیقت ثابت کرنے کے لئے ہر منکر صداقت کو نشان نمائی کے میدان میں دعوت مقابلہ دی۔ جس کے لئے کسی کو طبع آزمائی کی جرأت نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ آپ نے بہت واضح اور زوردار الفاظ میں فرمایا:-

"اس تاریکی کے زمانہ کا نور میں ہی ہوں۔ جو شخص میری پیروی کرتا ہے وہ ان گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائے گا جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں۔ مجھے اس نے بھیجا ہے تا میں امن اور حلم کے ساتھ دنیا کو سچے خدا کی طرف رہبری کروں۔ . . . مجھے اس نے حق کے طالبوں کی تسلی کے لئے آسمانی نشان بھی عطا فرمائے ہیں اور میری تائید میں اپنے عجیب کام دکھلائے ہیں اور غیب کی باتیں اور آئندہ کے بھید . . . میرے پر کھولے ہیں اور پاک معارف و علوم مجھے عطا فرمائے ہیں۔"

(مسیح ہندوستان میں)

پس جماعت احمدیہ کی سب سے بڑی خصوصیت جو دیگر جماعتوں سے اسے ممتاز کرتی ہے یہ ہے کہ جماعت احمدیہ پرانے قصوں کو پیش نہیں کرتی بلکہ علم و معرفت کی روشنی میں ایک زندہ خدا کو پیش کرتی ہے۔

بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے علم و معرفت کے ذرائع پر بھی بحث فرمائی اور علمیات کے ایسے رموز بتائے جن سے عقل اور مذہب کا رشتہ معلوم ہوتا ہے۔ آپ نے قرآن مجید کی رو سے علم کے تین ذرائع بیان فرمائے علم الیقین۔ عین الیقین۔ حق الیقین اور آپ نے بتایا کہ ایک فلاسفر کو علم الیقین تو حاصل ہوسکتا ہے لیکن اسے حق الیقین حاصل نہیں ہوسکتا۔

فلسفہ میں علمیات کی بحث کانٹ کے زمانہ سے شروع ہوتی ہے۔ چنانچہ کانٹ نے Critique of Pure Reason) میں لکھا ہے کہ ہم اشیاء کے خواص کو جان سکتے ہیں مگر اس کی کنہ تک نہیں پہنچ سکتے ہمارا علم محسوسات۔ ادراک اور فہم۔ مخصوص طریقہ ہائے امتزاج کا نام ہے لیکن چیز بذات خود کیا ہے وہ ہمارے ادراک سے باہر ہے۔ فلسفہ حیرت و استعجاب سے شروع ہوتا ہے اور اس عالم کی کنہ معلوم کرنا چاہتا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ وہ اس ظاہری مادہ سے ماوراء ہستی کو معلوم نہیں کرسکتے۔

تاہم سائنس کو بعض دفعہ ایسے وجودوں پر ایمان لانا پڑتا ہے جو محسوسات کی حد سے باہر ہیں۔ مثلاً ایتھر یعنی مادہ کے انتہائی تجزیہ کے بعد برقی پاروں کا وجود۔ مادہ کے انتہائی تجزیہ کے بعد سائنس نے یہ ثابت کیا کہ یہ متحرک اور رقصاں برقی پارے ہوتے ہیں۔ لیکن قرآن مجید نے آج سے ۱۴۰۰ سال پہلے اس حقیقت سے الفاظ کے ذریعہ پردہ اٹھایا ہے اللہ نور السمٰوٰت والارض

پس فلسفہ اور سائنس علم الیقین سے آگے نہیں بڑھتے لیکن احمدیت ایک امید افزاء اور تسلی بخش پیغام دیتی ہے۔ وہ پیغام محسوسات سے شروع ہوتا ہے عقل کی بلندپروازیوں کا ساتھ دیتا ہے۔ فطرت کی پکار سنتا ہے۔ اور انا الموجود کا نعرہ بلند کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:-

"کیا یہ سچ نہیں کہ اس زندہ خدا کا انا الموجود کہنا وہ معرفت وہ مرتبہ عطا کرتا ہے کہ اگر تمام دنیا کے فلاسفروں کی تراشیدہ کتابیں ایک طرف رکھیں اور ایک طرف انا الموجود خدا کا۔ کتنا نواس کے مقابلے میں وہ تمام دفتر ہیچ ہیں جو فلاسفر کہلا کر اندھے رہتے۔ وہ جنہیں گیتا بشارت دی گئی ہے۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی)

پس یہ ایک عظیم الشان خصوصیت ہے جو صرف اور صرف جماعت احمدیہ میں پائی جاتی ہے کہ وہ انسان کو علم الیقین کے مرتبے پر پہنچا کر خدا سے ملا دیتی ہے۔

جماعت احمدیہ کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اس جماعت میں شامل ہونے والے مذہب کو صرف عقیدے اور خیال تک محدود نہیں رکھتے بلکہ مذہبی احکام پر کما حقہ عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ماہ نومبر میں کلکتہ کے سکھوں نے باباجی کا جنم دن بڑی شان سے منایا۔ میں بھی ان کے بعض اجلاسوں اور تقریبات میں شامل ہوا۔ ایک مخصوص اجتماع عزت مآب وزیر مالیات کی صدارت میں ہوا جس میں باباجی کی سوانح حیات پر تقاریر ہوئیں۔ تقاریر کے بعد صدارتی تقریر میں لالہ مہر چند صاحب کھنہ وزیر مالیات نے فرمایا کہ باباجی کے جو حالات بیان کئے گئے ہیں اگر ان پر عمل کیا جائے تو ان جلسوں کا کچھ فائدہ ہوسکتا ہے۔ نیز سچ تو یہ ہے کہ ہم منہ سے بہت کچھ کہتے ہیں لیکن ہمارا کردار اس کے مطابق نہیں ہوتا ہے بے شک تمام مذاہب کے ماننے والے خدا کا ہی نام لیتے ہیں لیکن غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ دعویٰ محض ہماری زبانوں پر ہوتا ہے۔ کیونکہ باوجود ہم خدا کو ماننے کے دن اور رات گناہ کرتے ہیں اور ہمیں کبھی خیال نہیں ہوتا کہ یہ گناہ کرتے ہم خدا کی نافرمانی کر رہے ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ لوگوں کے منہ پر صرف خدا کا نام ہے ورنہ وہ دل سے خدا کو نہیں مانتے۔ اگر وہ دل سے خدا کو مان رہے ہوتے تو ان میں گناہ و پاپ اور خدا کی نافرمانی اس قدر عام نہ ہوتی جس قدر دیکھنے میں آرہی ہے۔

مجھے یہ امر بیان کرتے ہیں خوشی ہوتی ہے کہ جماعت احمدیہ کے دعوے صرف زبان تک محدود نہیں بلکہ اس جماعت کے متبعین واقعی ایک زندہ خدا پر کامل یقین رکھتے ہیں اور اس امر پر بھی یقین رکھتے ہیں کہ ان تمام اعمال کا جو ہم اس دنیا میں کر رہے ہیں ہمیں حساب دینا ہے یہی وجہ ہے کہ جماعت میں سینکڑوں نہیں ہزاروں ایسے افراد ہیں جو نیکی اور تقویٰ کا کامل نمونہ ہیں۔ ہماری جماعت میں سینکڑوں ایسے افراد ہیں جن کی دعاؤں کو خدا تعالیٰ سنتا اور قبول فرماتا ہے۔

ناظرین کرام آج جو دنیا میں ایک عظیم الشان فساد برپا ہے جس سے بحر و بر کا سکون ختم ہو چکا ہے اور سب قومیں بے چینی کی زندگی بسر کر رہی ہیں۔ لیکن اسلام اور صرف اسلام میں اس بدامنی اور بے چینی کا علاج موجود ہے۔ چونکہ خود اسلام سے وابستگی رکھنے مدعی اسلامی تعلیم سے دُور جا چکے ہیں۔ اسلئے خدا تعالے نے ان تعلیمات کو اجاگر کرنے کے لئے ایک عظیم الشان انسان کو بھیجا ہے جس نے دنیا کے سامنے روحانی اور جسمانی بیماریوں کا وہی اکسیر نسخہ پیش کیا ہے جو آج سے تیرہ سو سال پیشتر ان ہی حالات میں سرور کائنات حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم نے پیش فرمایا تھا۔ اور وہ یہی عظیم الشان نسخہ تھا کہ اپنے کردار کو بلند کرو اور خدا اسکے واحد کے آگے جھکو۔ اس نسخہ کے استعمال سے دنیا میں امن و امان کا دور دورہ ہو گیا تھا۔ آج بھی اگر دنیا کے موجودہ ہر قسم کے امراض کا کوئی علاج ہو سکتا ہے تو وہ یہی مذکورہ بالا نسخہ ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیش کیا ہے اور جس پر جماعت احمدیہ عمل کر رہی ہے اسلئے ہر شخص سے یہی کہدوں گا کہ اسے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما اور جماعت احمدیہ میں داخل ہو کر جماعت کی برکتوں سے فائدہ اٹھاؤ اور اپنے کردار کو بلند کرو۔

جماعت احمدیہ کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ جماعت احمدیہ ان مفاسد کو جو مذہب کو بدنام کرنے کی غرض سے مذہب کی طرف منسوب کر دیئے گئے ہیں مذہب سے علیحدہ کر کے مذہب کی صحیح اور نورانی صورت دنیا کے سامنے پیش کرتی ہے۔ جماعت احمدیہ اس امر پر بھی روشنی ڈالتی ہے کہ بنیادی لحاظ سے تمام مذاہب ایک ہیں اور ان سب کی تعلیم بھی ایک ہی ہے۔ اسی طرح جماعت احمدیہ مختلف قوموں اور مختلف مذاہب کے ماننے والوں کو ایک ہی پلیٹ فارم پر لا کر کھڑا کرتی ہے۔ اور مضبوط اور ٹھوس بنیادوں پر امن کو قائم کرتی ہے۔

اگرچہ اتحاد بین الاقوام کی بنیادیں حضرت محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم نے استوار فرمائیں۔ لیکن آج جبکہ ایک قوم دوسری قوم پر نسل، مذہب اور قومیت کی بنا پر برسر پیکار ہے اس امر کی شدید ضرورت تھی کہ حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تعلیمات کو بالخصوص دنیا کے سامنے پیش کیا جاتا۔ جس سے قوموں میں باہمی اتحاد ہوتا کہ دنیا موجودہ کشمکش اور لڑائی جھگڑوں سے نجات پا کر پھر صلح اور امن کا زمانہ دیکھے۔

ہمارے نزدیک ہندوستان کو بلکہ تمام دنیا کے ممالک سے یہ خصوصیت اور امتیاز حاصل ہے کہ اس میں ہر مذہب و ملت اور قومیت کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ اور شاید یہی وجہ ہے کہ قدرت نے چاہا کہ اس زمانہ میں اصلاح کا کام یہیں سے شروع ہو۔ چنانچہ موجودہ زمانہ کے امام و مصلح حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالے نے ہندوستان میں مبعوث فرمایا اور آپ نے محمد عربی کی تعلیم کو اجاگر کرتے ہوئے اس امر پر زور دیا کہ ہر قوم اور ملک میں خدا تعالے کے ہادی و راہنما گذرے ہیں تا مختلف مذاہب کے ماننے والوں میں رواداری کے جذبات پیدا ہوں۔ اور ان کے باہمی تعلقات کی کشیدگی کم ہو۔

جس وقت حضرت مرزا صاحب نے یہ آواز بلند کی اس وقت ہندوستان کی فرقہ وارانہ فضا میں زبردست ہیجان تھا۔ ایک مذہب کے پیرو دوسرے مذہب کے بزرگوں اور ہادیوں پر بے باکانہ حملے کرتے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ تھا کہ مختلف مذاہب اور قوموں میں خطرناک کشمکش جاری تھی۔

آپ نے ایسے خطرناک حالات میں حضرت محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی روشنی میں یہ آواز بلند کی اور خدا تعالے نے آپ کی آواز میں تاثیر پیدا کی۔ اور آج آپ کی اس آواز کا ایک نمایاں اثر ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ مذہبی لحاظ سے جو لوگ باہم دست و گریباں تھے اور ایک دوسرے کے ہادیوں کو بُرا بھلا کہتے تھے ایک پلیٹ فارم پر آکر کھڑے ہو گئے ہیں۔ اور ورلڈ فیتھس کانفرنسیں منعقد کی جا رہی ہیں تاکہ مذہب کی بنا پر لوگوں میں کوئی منافرت نہ رہے۔ یہ جماعت احمدیہ کی خصوصیت ہے کہ اللہ تعالے نے اس چھوٹی سی جماعت کو اتحاد اور امن کی اس تعلیم کو پھیلانے کی توفیق دی اور جماعت احمدیہ کی یہ عظیم الشان کامیابی ہے۔ کیونکہ سب سے پہلے اس آواز کو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ہی نے بلند کیا اور آج بھی جماعت احمدیہ ہر سال پیشوایان مذاہب کے جلسوں کا انعقاد کر کے مختلف مذاہب کے نمائندگان کو ایک ہی سٹیج پر لا کر کھڑا کرتی ہے۔ جس میں مذاہب کے راہنماؤں اور ہادیوں کو خراج عقیدت پیش کیا جاتا ہے۔ اور ہمیں یقین ہے کہ وہ دن دور نہیں جب دنیا حضرت محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس بیان کردہ اصول کی طرف آجائے گی اور حضور کی اس تعلیم کے طفیل دنیا میں امن اور آشتی کا قیام ہوگا۔ انشاء اللہ ؂

وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى

از مکرم مولوی احمد رشید صاحب مالاباری مولوی فاضل کلاس قادیان

خَنَاكَ يَدْعُوْهُ تُفَافِيْ هَاتِفٍ ۔۔۔ وَالنَّجْمُ نَاجٍ نَيْلَهُ وَالْاَقْمَرَا
دار حبیب تجھے اونچی آواز سے فون کر رہا ہے ۔۔۔ اس حال میں کہ ستارے سے چاند اور راکٹ سے محو سرگوشی ہے

جُبْتُ الْبِلَادَ ظُهُوْرَهَا وَبُطُوْنَهَا ۔۔۔ وَرَاَيْتُ بَطْلِيْمُوْسَ وَالْاِسْكَنْدَرَا
میں نے ظاہری اور باطنی طور پر تاریخ کا جائزہ لیا ۔۔۔ اور میں نے مشہور حکیم بطلیموس اور شہنشاہ اسکندر کو بھی دیکھا

وَلَقِيْتُ رِسْطَالِيْسَ يَمْشِيْ طَيْرُهُ ۔۔۔ وَوَجَدْتُ غَزَّالِيَّهُمْ مُتَحَيِّرًا
اور مشہور فلاسفر ارسطو کو بھی دیکھا کہ اس کا کبوتر خاموش ہے ۔۔۔ اس حال میں کہ ہمارے امام غزالی بھی پریشان ہیں

كُلُّ الْمَذَاهِبِ دَارُ حَرْبٍ بَيْنَهُمْ ۔۔۔ لَا سِيَّمَا فِيْ عَصْرِنَا اَشْقَرًا اَحْمَرَا
خلاصہ یہ کہ تمام مذاہب خاص طور پر مغربی زمانہ کے فلسفی بھی دار حرب واقع ہوئے ہیں

وَلَقِيْتُ ... فِيْ سَمَاءِ جَهَالَةٍ ۔۔۔ حَتّٰى وَجَدْتُ مَثِيْلَ عِيْسٰى مُظْهِرًا
میں نے تمام لوگوں کو جہالت میں غرق پایا ۔۔۔ یہاں تک مایوسی کے بعد میں نے مثیل عیسیٰ کو مظہر پایا

وَنَسِيْتُ كُلَّ الْفَلَاسِفِيْنَ وَرَاْيَهُمْ ۔۔۔ حَتّٰى لَقِيْتُ بِهٖ اِلٰهًا اَكْبَرَا
اور میں نے فلسفیوں اور اُن کے آراء کو بھلا دیا ۔۔۔ یہاں تک کہ میں نے احمد کے گھر میں کوثر پالیا

رَبُّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ وَاحِدٌ ۔۔۔ اَحَدٌ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ الْوَرٰى
مشرق و مغرب کا ایک ہی رب ہے وہی ... ۔۔۔ وہ خدا جس نے تمام جہان کو پیدا کیا وہ ...

اَلْاَحْمَدِيَّةُ دِيْنُنَا لَا غَيْرُ اِذْ ۔۔۔ جَاءَ الْمَسِيْحُ مُبَشِّرًا وَمُبَشَّرَا
ہمارا دین صرف احمدیت ہے جبکہ ۔۔۔ مسیح مبشر اور مبشر کی صورت میں تشریف لائے

اَنْصَارُهٗ اَصْحَابُ كَهْفٍ اِنَّهُمْ ۔۔۔ اَخَوَاتُهُ خَيْرًا اَتَيْتُكَ مُوَقَّرَا
حدیث اصحاب الکہف اخوان المہدی کے مطابق ۔۔۔ احمدی ہی اصحاب کہف ہیں

مَهْدِيُّنَا الْمَشْهُوْدُ سِلْمٌ وَاسِعٌ ۔۔۔ سَيْفُ الْاِلٰهِ مُهَنَّدٌ جَبَلُ الْوَرٰى
ہمارا مہدی موعود کافی سلامتی ہے ۔۔۔ لیکن خدا کی تلوار بھی ہے جو مہند اور جبل متین بھی ہے

رَجُلٌ تَفَرَّسَ فَارِسِيٌّ شِقُّهٗ ۔۔۔ هٰذَا قُرَيْشٌ فَارِسِيٌّ يُوْتَرٰى
ہے یہ فارسی لیکن ایک حصہ فاطمی بھی ہے ۔۔۔ تب یہ قریشی بھی ہے اور فارسی بھی اگر آپ اچھی طرح غور کریں

اِنَّ وَحِيْدَ تَاجِ رِشَاقٍ عَسْكَرَانٍ ۔۔۔ اِسْلَامُ نَسْقِيْهِمْ شَرَابًا اَطْهَرَا
یہ ایک صحیح حدیث کے مطابق اسلامی عسکر کا حارث بھی ہے ۔۔۔ جوان کو پاک شراب پلانے والا ہے

يَسْقُوْنَ مَيْسَرَ اِنْ اَشَرَاكِ جُنُوْدِهِمْ ۔۔۔ كَافُوْرَهُمْ وَالزَّنْجَبِيْلَ مُخَمَّرَا
اس پاک بندے کے لشکر محمدی کی لڑائی میں یہ قوم کو ۔۔۔ کافورا و زنجبیل (سونٹھ) کی ملی شراب پلاتے ہیں

يَسْقُوْنَ اَجْنَادَ الْجِهَادِ رَحِيْقَهُمْ ۔۔۔ خَمْرًا وَزَادَ الْمُتَّقِيْنَ مُخَيَّرَا
وہ مجاہدہ کرنے والے فوجیوں کو بہترین روح شراب پلاتے ہیں ۔۔۔ اور متقین کا بہترین کھانا کھلاتے بھی ہیں

دَارٌ سَكَنْتُ بِهَا اَمَانٌ جَنَّةٌ ۔۔۔ رَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ تُبَاهِيْ سَامِرَا
جس بستی میں میں ٹھیرا ہوا ہوں وہ دار الامان بہشت ہے ۔۔۔ جو راحت ہے خوشبو ہے جو شہر سامرا سے مقابلہ کرتی ہے

بِمَنَارَةٍ بَيْضَاءَ ذَاتِ كَوَاكِبٍ ۔۔۔ مِنْ كَهْرَبَاءَ تُضِيْءُ اَنْحَاءَ الْقُرٰى
یعنی منارہ سے جو سفید ہے جس پر قمقمے روشن ہیں ۔۔۔ اور وہ اطراف کو روشن کر رہا ہے

وَبِجَنَّةٍ مَا اُزْلِفَتْ لِلْمُتَّقِيْ ۔۔۔ وَبِمَسْجِدِ اللّٰهِ الْمُبَارَكِ فِي الْوَرٰى
اور بہشتی مقبرہ سے جو "اذا الجنۃ ازلفت" کے مطابق جنت ہے ۔۔۔ اور اللہ کی پاک مسجد سے بھی جو تمام جہان میں مبارک ہے

يَا رَبِّ صَلِّ عَلٰى رَسُوْلِكَ اِنَّهٗ
اے خدا تو اپنے رسول پر درود بھیج کہ وہ

مَوْعُوْدُ كُلِّ النَّاسِ جَاءَ بِلَا مِرَا
موعود اقوام عالم ہے جو بلا شک و شبہ آ گیا ہے

ؔ مراد مسیح موعود۔

علاقہ جموں و پونچھ کا تربیتی دورہ

(۲)

(از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ)

مسجد احمدیہ پونچھ قیام پونچھ کے دوران میں مسجد احمدیہ پونچھ دیکھنے بھی گئے۔ یہ مسجد مکرم بابو عبدالکریم صاحب مرحوم نے اپنی زیر نگرانی بنوائی۔ مسجد دو منزلہ ہے جس میں دارالتبلیغ مہمان خانہ اور لائبریری وغیرہ کی گنجائش رکھی گئی تھی۔ مگر ۱۹۴۷ء کے فسادات اور بابو عبدالکریم صاحب کی شہادت کے بعد یہ مسجد اب "محکمہ اوقاف" کی نگرانی میں ہے، جہاں اب ایک پرائمری سکول جاری کیا گیا ہے۔ اب جماعت احمدیہ کی طرف سے کوشش ہو رہی ہے کہ یہ مسجد احمدیوں کے سپرد کر دی جائے تاکہ وہ اسے بطور مسجد استعمال کریں۔ پونچھ شہر اور اس کے اردگرد احمدیہ جماعتیں ہیں۔ احمدی احباب اکثر پونچھ شہر میں آتے ہیں۔ نوافل کی ادائیگی نماز اور عارضی قیام کے لئے ایک موزوں جگہ کی سہولت مل سکے۔ امید ہے کہ محکمہ اوقاف اور حکومت اس مسجد کو احمدیوں کے سپرد کر دینے کا مناسب انتظام کرے گی۔ قیام پونچھ کے دوران میں مکرم کیپٹن حمزہ علی صاحب سے ملاقات بھی ہوئی۔ جو خان ذوالفقار علی خان صاحب مرحوم کے عزیزوں میں سے ہیں۔ آپ مکرم سعید محمد صاحب تحصیلدار حویلی کے ہمراہ ملاقات کے لئے تشریف لائے۔

روانگی برائے شیندرہ مورخہ ۱۷ نومبر کی صبح کو خاکسار اور مکرم شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ سلسلہ پونچھ سے شیندرہ کے لئے روانہ ہوئے۔ کیونکہ وہاں پر بھی ہماری جماعت موجود ہے۔ راستہ پہاڑی اور دشوار گذار تھا۔ بہر حال قریباً ۱۲ بجے بخیریت شیندرہ پہنچ گئے۔ مقامی جماعت کے چندوں کا بجٹ مرتب کیا اور بعد نماز عصر تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں احباب کو اُن کی تبلیغی اور تربیتی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

ایک بیعت اس موقعہ پر شیندرہ کے ایک دوست بیعت کر کے داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے اور انہوں نے بھی جماعت کے بجٹ میں اپنا چندہ لکھوایا۔ اللہ تعالیٰ اُن کو استقامت عطا فرمائے اور مزید خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

روانگی برائے پٹھانہ تیر مورخہ ۱۸ نومبر کی صبح کو ہم شیندرہ سے پٹھانہ تیر کے لئے روانہ ہوئے۔ جو قریباً دس میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہ راستہ بھی پہاڑی ہے۔ ہمارے ہمراہ جناب عبدالستار صاحب درزی بھی تھے۔ قریباً ۲½ بجے بعد دوپہر پٹھانہ تیر پہنچ گئے۔ مکرم حوالدار محمد ابراہیم صاحب پہلے ہی ہمارے منتظر تھے۔

تصفیہ تنازعہ پٹھانہ تیر میں عبدالستار صاحب اور اُن کے بھتیجے سید محمد صاحب کے درمیان تقسیم اراضی کا تنازعہ تھا۔ جس کا تصفیہ کیا گیا۔ اور اس سمجھوتہ کو تحریر میں لایا گیا۔ الحمد للہ کہ فریقین نے اس سے اتفاق کیا۔ خدا کرے یہ تصفیہ اُن کے اتحاد و اتفاق کا موجب ہو۔ آمین۔

روانگی برائے گورسائی پٹھانہ تیر پہنچ کر ہم نے مکرم مولوی عبدالغفار صاحب سیکرٹری تبلیغ سلواہ کو اطلاع دی۔ کہ اگر سلواہ میں کوئی تبلیغی و تربیتی پروگرام بنایا گیا ہے تو اس سے مطلع کریں۔ تاکہ ہم ۱۹ نومبر کو سلواہ آجائیں۔ مکرم مولوی صاحب کی طرف سے جواب آیا۔ کہ سلواہ میں "ڈیمارکیشن" کے آفیسر آئے ہوئے ہیں اور احباب جماعت اور گاؤں کے دوسرے دوست پیمائش اراضی میں مصروف ہیں۔ اس لئے سلواہ کی بجائے گورسائی میں اجلاس کر لیا جائے تو مناسب ہوگا۔ چنانچہ اس مشورہ کے ماتحت ہم ۱۹ نومبر کو پٹھانہ تیر سے گورسائی کے لئے روانہ ہو گئے جو قریباً سات میل کے فاصلہ پر ہے۔ گورسائی میں جماعت کے پریذیڈنٹ مکرم مولوی احمد دین صاحب رہتے ہیں۔ سلواہ کی جماعت میں پٹھانہ تیر اور گورسائی بھی شامل ہیں۔ اس سفر میں ہمارے ہمراہ مکرم حوالدار محمد ابراہیم صاحب تھے۔ گورسائی پہنچ کر سال حال کے چندوں کا بجٹ مرتب کیا گیا۔ اور بعد نماز عشاء تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں خاکسار، مکرم شیخ حمید اللہ صاحب و مکرم قاضی لیف حسین صاحب گرداور گورسائی نے تقاریر کیں۔ اور احباب جماعت کو مالی قربانیوں اور تبلیغ کرنے اور اچھا عملی نمونہ دکھانے کی طرف توجہ دلائی۔

گورسائی میں ایک اور جلسہ احباب جماعت گورسائی کی خواہش پر بروز جمعہ ایک اور جلسہ کرنے کا انتظام کیا گیا جس میں خاکسار نے قریباً دو گھنٹہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت و سوانح اور فضائل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تقریر کی۔ اس اجلاس میں سلواہ کی جماعت کے احمدی دوست اور گورسائی کے غیر احمدی دوست بھی شریک ہوئے۔ اور نیک اثر لے کر گئے۔

تصفیہ تنازعہ گورسائی میں مکرم مولوی احمد دین صاحب اور اُن کے برادران نسبتی میں ایک خانگی تنازعہ کئی سال سے چلا آتا تھا۔ اس قیام کے دوران میں ان بھائیوں کے درمیان بھی صلح کروائی اور آئندہ کے لئے ایک اقرار نامہ تحریر کیا گیا۔ جس میں ان بھائیوں نے صدق دل سے وعدہ کیا۔ کہ وہ آئندہ باہمی محبت و پیار سے رہیں گے اور ایک دوسرے سے ہمدردی وتعاون کریں گے اور جماعتی کاموں میں شوق و ذوق سے حصہ لیں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اُن بھائیوں کو اس معاہدہ پر قائم رہنے اور عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اُن کو خدمت دین کا بیش از بیش موقعہ ملے۔ آمین۔

روانگی از گورسائی و قیام سموٹ ۲۰ نومبر کو نماز جمعہ گورسائی میں ہی ادا کی گئی۔ خطبہ جمعہ میں خاکسار نے احباب کو دینی و روحانی ترقی کے لئے جدوجہد کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ بعد نماز جمعہ ہم سموٹ کے لئے روانہ ہوئے۔ اس سفر میں گورسائی سے ہمارے ایک مخلص بھائی مولوی عبدالمجید صاحب ہمراہ ہو گئے۔ اور شام کو بخیریت سموٹ پہنچ گئے۔ سموٹ میں مکرم ماسٹر جمیل احمد صاحب کے مکان پر قیام رہا اور انہوں نے حق مہمان نوازی ادا کیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

روانگی برائے چارکوٹ مورخہ ۲۱ نومبر کی صبح کو سموٹ سے بذریعہ بس چارکوٹ کے لئے روانہ ہو گئے۔ مکرم عبدالمجید صاحب وہاں سے واپس گورسائی چلے گئے۔ انہوں نے ہماری خاطر یہ تکلیف اُٹھائی اور خدمت کی۔ اللہ تعالیٰ اسکی جزاء خیر اُن کو عطا فرمائے۔ آمین۔ ابھی ہم نوشہرہ کوٹ کے بس اسٹینڈ پر بس کی انتظار میں تھے کہ مکرم سردار غلام حسین صاحب رئیس سموٹ سے ملاقات ہوئی۔ محترم سردار صاحب بڑی محبت سے ملے۔ اور اصرار کر کے ہم کو چائے پلائی۔ انہوں نے بتلایا کہ میں نے تو ایک تقریر میں احمدیوں کے بارہ میں برملا کہا تھا کہ احمدیوں کے مرد تو کیا اُن کی عورتیں اور بچے بھی نماز پڑھتے اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں اور اسلام کے اصولوں پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ باقی مسلمان ان کو کافر سمجھتے ہیں۔ جو غیر مناسب ہے۔ مختصر سی گفتگو میں انہوں نے جماعت احمدیہ کے بارہ میں اچھے خیالات کا اظہار کیا۔ جس کے لئے ہم اُن کے ممنون ہیں۔

جلسہ چارکوٹ ہم ۲۱ نومبر کو قریباً ۱۱ بجے قبل دوپہر چارکوٹ پہونچ گئے تھے۔ ہنگامی دورہ حسب پروگرام جلسہ کا انتظام نہ ہو سکا۔ ۲۲ نومبر کو مکتب احمدیہ کے صحن میں ۱۱½ بجے جلسہ کا پہلا اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں محترم بشیر احمد صاحب اور شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ سلسلہ کی علی الترتیب وفات مسیح ناصری علیہ السلام اور صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر تقریریں ہوئیں۔ اور پونے ایک بجے یہ اجلاس نماز ظہر وغیرہ کے لئے ملتوی ہوا۔ نماز وغیرہ سے فارغ ہو کر دوسرا اجلاس شروع ہوا۔ جس میں پہلے سید منظور احمد شاہ صاحب معلم نے تقریر کی۔ اور بعد ازاں خاکسار نے قریباً دو گھنٹہ تقریر کی۔ جس میں احباب کو اس تربیتی دورہ کے کوائف سے آگاہ کیا۔ اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تعلق باللہ اور عشق رسول عربی صلعم کو بیان کرتے ہوئے آپ کی صداقت کے دلائل کو بیان کیا۔

اس جلسہ میں چارکوٹ کے اردگرد کے کئی دس کالا بن۔ لدہار کے وغیرہ کے احمدی و غیر احمدی احباب شریک ہوئے اور جناب محمد نذیر صاحب نائب ٹرز ہوا دھر دورہ کے لئے آئے ہوئے تھے۔ وہ بھی شریک جلسہ رہے۔ یہ اجلاس ۳½ بجے اختتام پذیر ہوا۔ اس جلسہ کے انتظامات کے سلسلہ میں احباب جماعت چارکوٹ نے تندہی سے کوشش کی۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ اُن سب کے اخلاص و ایمان میں برکت عطا فرمائے۔ آمین۔

روانگی از چارکوٹ برائے جموں ۲۳ نومبر کی صبح کو چارکوٹ سے جموں کے لئے بذریعہ بس روانہ ہوا۔ احباب جماعت چارکوٹ الوداع کہنے کے لئے تشریف

لائے ہوئے تھے۔ سب نے محبت اور دعاؤں سے خاکسار کو رخصت کیا۔ ان بھائیوں کا محبت بھرا سلوک اور برتاؤ دل پر ایک گہرا اثر رکھتا ہے اللہ تعالیٰ ان سب بھائیوں کا حافظ و ناصر ہو اور ان کی مشکلات کو دور فرمائے اور اُن کے نیک مقاصد میں اُن کو کامیاب فرمائے۔ آمین۔

جس بس میں سوار ہوا۔ اسی بس میں جناب سردار گوردیو سنگھ صاحب تحصیلدار سیٹلمنٹ پونچھ بھی سوار تھے راجوری سے اسی بس میں مکرم جناب اقبال صاحب ایم ایل اے بھی سوار ہو گئے۔ راستہ میں ہر دو معزز بھائیوں سے دینی مسائل پر پُر لطف گفتگو رہی۔ محترم سردار گوردیو سنگھ نے پونچھ میں خاکسار کی تقاریر کو سنا تھا۔ اُنہوں نے جماعت احمدیہ کے لٹریچر کا بھی مطالعہ کیا ہے اُنہوں نے جماعت کی امن پسندانہ مساعی کی تعریف کی۔

اکھنور پہنچ کر مکرم ماسٹر غلام محمد صاحب ایم۔ ایل۔ اے اور مکرم محمد صدیق صاحب ثاقب ناظر ڈی سی پونچھ سے ملاقات ہو گئی۔ جو دوسری بس سے دریں پونچھ سے آرہے تھے۔ مکرم ماسٹر غلام محمد صاحب بھی ایک نیک دل خادم قوم ہیں۔ اور ان کا سلوک ہماری جماعت کے دوستوں سے مشفقانہ ہے یہ ایک سو بیس میل کا سفر ایسے ہی ذی علم دوستوں کی معیت میں گذرا۔ اور قریباً سات بجے شب ہم بخیریت جموں پہنچ گئے۔ اور مکرم ثاقب صاحب بھی میرے ہمراہ مسجد احمدیہ جموں میں رونق افروز ہوئے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

روانگی برائے بھدرواہ
مکرم ثاقب صاحب کو احباب بھدرواہ نے اس تبلیغی دورہ کے انتظامات کے سلسلہ میں بھدرواہ آنے کی دعوت دی تھی۔ لہذا ثاقب صاحب اور خاکسار مورخہ ۲۴ نومبر کو بذریعہ بس جموں سے بھدرواہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ رات بٹوٹ میں گذری۔ ۲۵ نومبر کی صبح کو بٹوٹ سے روانہ ہو کر قریباً ۱۲ بجے بعد دوپہر بخیریت بھدرواہ پہنچ گئے۔ بس اسٹینڈ پر احباب جماعت نے استقبال کیا۔ اور قیام گاہ پر پہنچ کر باہمی مشورہ سے دو روزہ قیام کا تبلیغی و تربیتی پروگرام طے کیا۔

بھدرواہ میں ایک پرانی و مخلص جماعت ہے۔ اور اپنی مسجد بھی ہے۔ جس کے ایک حصہ کی ابھی تکمیل باقی ہے اللہ تعالیٰ اس کی تکمیل کی ان بھائیوں کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

بھدرواہ میں قیام کے لئے جناب چوہدری عبدالغنی صاحب نے اپنے مکان کی پیشکش کی تھی۔ چنانچہ ان کی خواہش پر ان کے مکان پر قیام کیا۔ چوہدری صاحب اور اُن کے بیٹے حق خدمت ادا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ چوہدری صاحب موصوف کے مکان کے ایک حصہ میں جناب غلام محمد صاحب مرشی ہیڈ ماسٹر ہائی School مقیم ہیں۔ وہ اسلام آباد کے رہنے والے ہیں۔ آپ سے آج مورخہ ۲۶ نومبر کی صبح کو ملاقات ہوئی۔ بڑی محبت سے پیش آئے۔

آج شام اور کل شام دو جلسے ہوں گے۔ انشاء اللہ العزیز اس کی رپورٹ بعد میں پیش خدمت کی جائے گی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تبلیغی دورہ کے نیک اور مفید نتائج پیدا فرمائے۔ احمدیت کے بارہ میں لوگوں کی غلط فہمیاں دور ہوں اور وہ حق و صداقت کو قبول کرنے کی توفیق و سعادت پائیں۔ اور دوسری طرف ہمارے احمدی بھائی بھی صدق دل سے اسلام اور احمدیت کی تعلیم پر عمل پیرا ہوں اور ایک اچھا عملی نمونہ دنیا کے سامنے پیش کریں۔ تاکہ اس طرح بھی احمدیت کی صداقت دنیا پر آشکار ہو۔ آمین۔ (باقی)

بھدرواہ میں تین تبلیغی جلسے
مورخہ ۲۶ نومبر کو جماعت بھدرواہ کی مسجد احمدیہ میں ایک جلسہ بعد نماز عشاء منعقد کیا۔ جس کی صدارت جناب محمد عبداللہ صاحب منہاس صدر جماعت نے فرمائی۔ تلاوت و نظم کے بعد خاکسار نے قریباً دو گھنٹہ "کلمہ طیبہ کی فضیلت" پر تقریر کی۔ اور "محاسن اسلام اور احمدیت" کو پیش کیا۔

۲۷ نومبر کو پبلک میں ایک جلسہ منعقد کئے جانے کا پروگرام تھا ایک طرف تو دوسری طرف اسی روز ایک سیاسی پارٹی کا جلسہ ہونا تھا۔ اس لئے اس جلسہ کے پروگرام کو ۲۸ نومبر پر ملتوی کر دیا گیا۔

مورخہ ۲۸ نومبر کو چوگان بازار کی مسجد میں ایک جلسہ زیر صدارت مکرم محمد صدیق صاحب ثاقب ناظر ڈی سی پونچھ منعقد ہوا جس میں تلاوت و نظم کے بعد خاکسار نے "اسلام اور امن عالم" کے موضوع پر قریباً دو گھنٹہ تقریر کی۔ اور بتایا کہ اگر دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے تو اسلام کی تعلیم پر ہی عمل کرنے سے ہو سکتا ہے۔ اور دنیا مختلف ناموں اور مختلف طریقوں سے اسلامی تعلیمات کو اپنانے پر مجبور ہو رہی ہے اور اسلامی اصولوں کی برتری کو تسلیم کیا جا رہا ہے۔ اس جلسہ میں شہر کے معززین۔ پروفیسر طلبا شریک ہوئے اور ٹیک اٹھ کر گئے۔ اس جلسہ میں جناب غلام نبی صاحب ایڈوکیٹ اور صدر نیشنل کانفرنس نے بھی تقاریر کیں۔ اور ہماری باتوں کو سراہا۔

۲۹ نومبر کو اتوار تھا غیر مسلم معززین اور بعض مسلم ذی اثر احباب نے خواہش کی۔ کہ آج پھر جلسہ منعقد کیا جائے۔ ہم جماعت احمدیہ کے خیالات کو مزید سننا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ان بھائیوں کی خواہش کے احترام میں پھر اُسی چوگان میں جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں خاکسار نے زندہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر تقریر کی۔ اور محاسن اسلام اور خصائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جماعت احمدیہ کے نقطۂ نگاہ سے پیش کیا۔ بفضلہ تعالیٰ حاضرین پر ہماری جماعت کی امن پسندانہ تعلیمات اور عقائد کا اثر حاضرین پر ہوا۔

تصفیہ تنازعات
بھدرواہ کے بعض احباب کے درمیان خانگی تنازعات تھے۔ فارغ اوقات میں تنازعات کے تصفیہ کی کوشش کی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں سلجھانے کا بھی موقعہ عطا فرمایا۔

احباب جماعت بھدرواہ نے ان ایام میں خوب محبت و مستعدی سے کام لیا۔ اور سب بھائی جلسوں کے انتظامات میں شوق و ذوق سے حصہ لیتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان بھائیوں کے اندر دینی روح کو قائم رکھے۔ اور وہ اسلام اور احمدیت کی خدمت کی زیادہ سے زیادہ توفیق پائیں۔ آمین۔

واپسی برائے جموں
مورخہ ۳۰ نومبر کو بذریعہ بس بھدرواہ سے جموں کیلئے روانہ ہوا۔ راستہ کی خرابی کی وجہ سے رات اودھم پور رکنا پڑا۔ اور یکم دسمبر کو ۱۱ بجے قبل دوپہر جموں پہنچ گیا۔

روانگی برائے سرینگر
چونکہ نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے سلسلہ کے بعض کاموں کی انجام دہی کیلئے سرینگر جانے کی ہدایت موصول ہوئی تھی۔ اس لئے اسکی تعمیل میں ۲ دسمبر کو سرینگر کیلئے روانہ ہوا۔ اور شام کو سرینگر بخیریت پہنچ گیا۔ اب یہاں مکرم حکیم محمد سعید صاحب مبلغ اور مکرم غلام محمد صاحب صدر جماعت کے مشورہ سے ان جماعتی معاملات کو سلجھانے کی کوشش کی۔

سرینگر سے واپسی قادیان
مورخہ ۴ دسمبر کو سرینگر سے قادیان کے لئے روانہ ہوا اور ۵ دسمبر کی شام کو بخیر و عافیت قادیان پہنچ گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

ہم مصائب میں بھی رحمت کی نظر دیکھتے ہیں

(از جناب شیخ عبدالحمید صاحب عاجز قادیان)

عرصہ گذرا ہے کہ اک رنگ دگر دیکھتے ہیں
ہم مصائب میں بھی رحمت کی نظر دیکھتے ہیں
اپنی بے چارگی تا حدِ نظر دیکھتے ہیں
دل کے ویرانے میں بھی اک رقصِ شرر دیکھتے ہیں
ہم نے دیکھے ہیں ترے لطف و کرم کے جلوے
ابتلاؤں کا بھی یہ دورِ خطر دیکھتے ہیں
نہ کبھی جاتی نہیں ویرانیٔ دل کی یہ بہار
دیکھنے والے مرے دیدۂ تر دیکھتے ہیں
للّٰہ الحمد کہ ایام مبارک آئے
تازہ احباب مرے زخمِ جگر دیکھتے ہیں
شامِ غربت کے دھندلکوں میں بھی اہلِ نظر
صبحِ صادق کی بہاروں کا اثر دیکھتے ہیں

رپورٹ کارگذاری لجنات اماء اللہ بھارت

از ماہ اکتوبر ۱۹۵۸ء لغایت ماہ ستمبر ۱۹۵۹ء

از محترمہ معراج سلطانہ صاحبہ جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

بھارت میں اس وقت تک ۱۰۴ مقامات پر لجنات قائم ہو چکی ہیں۔ باقی مقامات پر بھی قائم کرنے کے لئے لجنہ دفتر مرکزیہ کارروائی کر رہی ہے۔ یوں تو دوران سال میں جملہ لجنات کی طرف سے ماہانہ رپورٹیں آتی رہتی ہیں۔ مگر پوری باقاعدگی کے ساتھ تھوڑی مجالس نے توجہ دی ہے۔ سالانہ رپورٹ کارگذاری بھجوانا بھی ضروری اور لازمی امر ہے۔ مگر افسوس ہے کہ بہت کم اس طرف توجہ دی گئی ہے۔ دفتر مرکزیہ میں جو رپورٹیں موصول ہوئی ہیں۔ ان کا خلاصہ ذیل میں دیا جا رہا ہے۔ جن لجنات کی طرف سے تا حال سالانہ رپورٹیں نہیں آئیں انہیں چاہیئے کہ وہ بھی اس طرف متوجہ ہوں اور اپنی کارگذاری سے مرکز کو مطلع کریں ــــــــ مختلف لجنات کی طرف سے تا حال سالانہ رپورٹیں نہیں آئیں انہیں چاہیئے کہ وہ بھی اس طرف متوجہ ہوں اور اپنی کارگذاری سے مرکز کو مطلع کریں۔ امید ہے جملہ لجنات پوری مستعدی سے آئندہ سال میں ترقی کی طرف قدم بڑھائیں گی۔ اور اپنی سالانہ رپورٹیں باقاعدگی سے ہر ماہ دفتر لجنہ مرکزیہ میں بھجواتی رہیں گی۔

لجنہ اماء اللہ قادیان

لجنہ اماء اللہ قادیان کا ہر ہفتے اجلاس ہوتا ہے۔ تلاوت قرآن کریم سات سپارے باترجمہ کتاب سلسلہ احمدیہ۔ سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ خطبات پڑھ کر سنائے گئے۔ اس کے علاوہ اصلاحی و تربیتی مضامین اور تقاریر ہوئیں جلسہ یوم مصلح موعود منایا گیا۔

شعبہ تعلیم و تربیت و اصلاح — لجنہ اماء اللہ کے دفتر میں مختصر لائبریری کا انتظام ہے۔ لجنہ کی ممبرات اپنی مرضی سے پڑھنے کے لئے کتب لے جاتی ہیں اور پڑھ کر واپس لے آتی ہیں۔ آداب مجلس۔ پردہ کی پابندی۔ اولاد کی تربیت کے متعلق مضامین اجلاس میں سنائے جاتے ہیں۔

شعبہ خدمت خلق — سیکرٹری خدمت خلق سب گھروں کا چکر لگا کر حالات معلوم کرتی رہتی ہیں بیماروں کی بیمار پرسی کی جاتی ہے۔ سردی کے موسم میں لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی طرف سے لحاف تقسیم کئے جاتے ہیں۔ بیمار عورتوں کو علاج کے لئے لجنہ اماء اللہ کے فنڈ سے ۵۰/- روپے کی امداد کی گئی۔ اس کے علاوہ مستحقین کی ضرورت کے مطابق وقتی امداد کی جاتی ہے ہر بہن کو تلقین کی جاتی ہے کہ ہمسایوں کا خیال رکھیں جس پر بہنیں اپنی توفیق کے مطابق عمل کرتی ہیں۔

شعبہ تبلیغ — جلسہ سالانہ، جلسہ مصلح موعود کے موقعہ پر غیر مسلم خواتین کو مدعو کیا گیا۔ سلسلہ کا لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ اس کے علاوہ دیگر ملاقاتوں میں تبلیغ کا موقعہ مل جاتا ہے۔

شعبہ ناصرات — ہر اتوار کو اجلاس ہوتا ہے۔ بڑی بچیوں کو زبانی تقریر کی مشق کرائی جاتی ہے چھوٹی بچیاں مضمون تیار کر کے پڑھتی ہیں۔ نماز اور کلمے، چہل حدیث باترجمہ زبانی یاد کرائی گئی۔ اسلام کی دوسری کتاب کا امتحان لیا گیا۔ ہر لڑکی رسالہ "تشحیذ الاذہان" باقاعدہ پڑھتی ہے۔ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر تقریری مقابلہ ہوا۔ اول اور دوم آنے والی بچی کو انعام جلسہ مصلح موعود پر بھجوائے جائیں گے۔ ہر لڑکی چندہ ناصرات میں حصہ لیتی ہیں۔

لجنہ اماء اللہ منگلور

مختصر رپورٹ کارگذاری — ہر ماہ لجنہ کا اجلاس ہوتا ہے۔ تلاوت قرآن کریم باترجمہ تربیتی۔ مذہبی۔ اصلاحی مضامین اور تقاریر ہوئیں جلسہ سیرت النبی اور جلسہ مصلح موعود منایا گیا۔ ہر جلسہ کے شروع اور آخر میں عہد نامہ دہرایا جاتا ہے۔

شعبہ تعلیم و تربیت و اصلاح — گیارہ بچے سادہ قرآن کریم اور دو بچے یسرنا القرآن پڑھتے ہیں۔ اردو۔ عربی۔ نماز۔ خط لکھنا پڑھنا اور قرآن مجید باترجمہ بہنوں کو پڑھایا جا رہا ہے۔ سورہ بقرہ اور سیپارہ عم زبانی یاد کرایا گیا۔

شعبہ خدمت خلق — بیماروں، غریبوں بیواؤں۔ اندھوں کی مدد روپے خوراک۔ لباس۔ ادویات وغیرہ دے کر کی گئی۔ اس کے علاوہ ضرورت مندوں کو مفت کپڑے سی کر دیئے گئے۔

شعبہ تبلیغ — مختلف اجلاسوں میں ۴۴ غیر احمدی مستورات نے شرکت کی۔ ان کے رجحان کو مدنظر رکھ کر مضامین پڑھے گئے۔ سلسلہ کے اخبار مصباح الفرقان۔ تشحیذ الاذہان۔ کشتی نوح۔ احمدیت کا پیغام۔ اسلامی اصول کی فلاسفی تین سوالوں کا جواب پڑھنے کے لئے دی گئیں۔ ۲۷ عورتیں زیر تبلیغ ہیں۔

شعبہ ناصرات — دوران سال میں کل ۱۲ اجلاس ہوئے۔ پارہ عم زبانی یاد کرایا گیا۔ نماز باترجمہ سکھائی گئی۔ درثمین سے نظمیں زبانی یاد کرائی گئیں۔ اسلام کی پہلی اور دوسری کتاب پڑھائی گئی۔ چندہ ۵۰ـــ۱ موصول ہوا۔

لجنہ اماء اللہ سکندرآباد (دکن)

ہر ماہ باقاعدہ اجلاس ہوتا ہے۔ تلاوت قرآن کریم باترجمہ "پیارے رسول کی پیاری باتیں"۔ احادیث پڑھ کر سنائی گئیں۔ کشتی نوح اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دیگر کتب پڑھ کر سنائی گئیں۔ اس کے علاوہ بہنیں اخلاقی اور تربیتی مضامین اور تقاریر کرتی رہیں۔

شعبہ تعلیم و تربیت و اصلاح — نماز باترجمہ پڑھنے کی ہدایت کی گئی اور سب بہنوں سے سنی بھی گئی۔

شعبہ خدمت خلق — ایک بیوہ عورت کو دو دن اپنے ہاں ٹھہرا کر اس کے بچوں کے وظیفے کا انتظام کیا گیا۔ ایک بوڑھی ملازمہ جو بیمار تھی اس کی تیمارداری کے لئے ایک ملازمہ رکھی گئی اور اس کے فوت ہونے پر اس کے کفن دفن کا انتظام کیا گیا۔ ایک مسافر عورت کا بچہ بیمار تھا اس کو ہسپتال پہنچا کر اس کی خبرگیری کی گئی۔

شعبہ تبلیغ — اسلامی اصول کی فلاسفی غیر احمدی بہنوں کو پڑھنے کے لئے دی گئی۔ دو عورتیں زیر تبلیغ ہیں۔ احمدی عورتیں اپنے ملنے والی غیر احمدی بہنوں کو تبلیغ کرتی رہتی ہیں

لجنہ اماء اللہ بھاگلپور

ہر ماہ اجلاس ہوتا ہے جس میں تلاوت قرآن کریم کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کشتی نوح.. دعوت الامیر پڑھ کر سنائی گئیں اس کے علاوہ مختلف قسم کے مضامین اور تقریریں ہوئیں۔

شعبہ تعلیم و تربیت و اصلاح — ہر اجلاس میں بہنوں کو شکوہ شکایت مسجد میں بیٹھ کر شور غل اور باتیں کرنے سے روکا جاتا ہے۔ نماز کی پابندی درود شریف کثرت سے پڑھنے کی تلقین کی گئی۔

شعبہ خدمت خلق — ۱۵ مسافروں کو کھانا کھلایا گیا۔ کپڑے سی کر دیئے گئے۔ ناخواندہ بہنوں کو خط لکھ کر دیئے گئے۔ اس کے علاوہ بہنیں اپنی حیثیت کے مطابق خدمت خلق میں حصہ لیتی رہیں۔

شعبہ تبلیغ — وقتاً فوقتاً غیر مسلم خواتین سے مذہبی بحث ہوتی رہتی ہے۔

شعبہ ناصرات — بچیوں کو سورۃ فاتحہ یاد کرائی گئی۔ اور کلمہ شہادت [illegible] جو کورس مرکز سے مقرر ہوا ہے وہ پڑھایا جا رہا ہے۔

لجنہ اماء اللہ حیدرآباد (دکن)

ماہانہ اجلاس ہوتا ہے۔ تلاوت قرآن کریم باترجمہ کے بعد حضور کے خطبات جلسہ سالانہ کی تقریر، وفات مسیح۔ اور دیگر تربیتی اور اخلاقی مضامین پڑھے گئے۔ جلسہ سیرۃ النبیؐ اور جلسہ مصلح موعود منایا گیا۔ اجلاس میں عہد نامہ دہرایا جاتا ہے۔

شعبہ تعلیم و تربیت و اصلاح — سیکرٹری تعلیم دوسری عہدہ داروں کے ساتھ ہر احمدی کے گھر جا کر اولاد کی تربیت۔ وقت کی پابندی۔ عبادت الٰہی کے متعلق وقتاً فوقتاً نصیحت کرتی رہتی ہیں۔

شعبہ خدمت خلق — ہر بہن کے دل میں خدمت خلق ہیں مثلاً بیمار پرسی کرکے۔ ناخواندہ کو خط لکھ کر دیئے۔ مفت کپڑے سی کر۔ کھانا کھلا کر ایک غیر احمدی بہن کو کالج میں داخل ہونے کے لئے دو سو روپے قرض حسنہ دیا گیا۔

شعبہ تبلیغ — ہر ماہ میں ایک دفعہ تبلیغی جلسہ ہوا کرتا ہے۔ لٹریچر پڑھنے کے لئے دیا جاتا ہے۔

شعبہ ناصرات — ہر ماہ اجلاس ہوتا ہے۔ جس میں سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام بچیوں کو پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔ چالیس حدیث باترجمہ یاد کروائی گئی۔ نماز باترجمہ اور جو کورس مرکز سے مقرر ہوا

ہے وہ پڑھایا جا رہا ہے۔

لجنہ اماء اللہ یادگیر (دکن)

مختصر رپورٹ کارگذاری ہر ماہ اجلاس ہوتا ہے تلاوت قرآن کریم کے بعد حضور کے خطبات اور سلسلہ کی دیگر کتب پڑھ کر سنائی گئیں جلسہ مصلح موعود منایا گیا۔ بہنیں مختلف موضوع پر مضامین تیار کر کے سناتی رہی ہیں۔

شعبہ تعلیم و تربیت و اصلاح عورتوں کو نماز کی پابندی کی طرف توجہ دلائی گئی۔ فجر کی نماز کے بعد قرآن کریم کا درس ہوتا ہے

شعبہ خدمت خلق غریبوں اور بیواؤں یتیموں کو غلہ کپڑے پیسے سے امداد کی گئی مسافروں کو کھانا کھلایا گیا

لجنہ اماء اللہ بنارس

ہر ماہ لجنہ کا اجلاس ہوتا ہے مضامین اور تقریروں کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلمات طیبات پڑھ کر سنائے جاتے رہے ہیں آپ کی سیرت اور الفضل سے خطبات پڑھ کر سنائے گئے۔ جلسہ مصلح موعود منایا گیا

شعبہ ناصرات بچیاں چندوں میں باقاعدہ حصہ لے رہی ہیں اسلام کی دوسری کتاب پڑھ رہی ہیں۔

لجنہ اماء اللہ سونگھڑہ حلقہ نمبر ۱

ہر ماہ میں دو دفعہ اجلاس ہوتا۔ فقہ احمدیہ ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ کشتی نوح۔ حضرت امیر المومنین کے خطبات۔ حدیثیں وغیرہ پڑھ کر سنائی گئیں اس کے علاوہ مختلف موضوعات پر مضامین اور تقاریر ہوئیں۔ جلسہ سیرت النبیؐ اور یوم مصلح موعود منایا گیا حضور کی درازیٔ عمر کے لئے اجتماعی دعائیں کرائی گئیں۔

شعبہ تعلیم و تربیت و اصلاح بچیوں کو مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کی ہدایت کی گئی۔ بوڑھی عورتیں مسجد میں باجماعت نماز ادا کرتی ہیں۔ کچھ بچے باترجمہ قرآن کریم پڑھ رہے ہیں۔ دعاؤں کی طرف توجہ دلائی گئی۔

شعبہ خدمت خلق راستے سے گوبر، کانٹے اٹھا کر راستہ صاف کیا گیا۔ بیماروں کی بیمار پرسی کی گئی۔ ناخواندہ کو خط لکھ دیئے گئے۔ مسجد کی چار دیواری کی مرمت کے لئے پچاس روپیہ لجنہ کے فنڈ سے دیا گیا۔ حاجت مندوں کی ضرورت کو پورا کیا گیا۔

شعبہ تبلیغ اجلاس میں غیر احمدی عورتوں کو بلایا جاتا ہے اس کے علاوہ غیر احمدی عورتوں کو ملاقاتوں میں تبلیغ کا موقعہ ملتا رہتا ہے۔

شعبہ ناصرات چہل حدیث نماز باترجمہ زبانی یاد کرائی گئی۔ بچیاں ہر قسم کے چندوں میں حصہ لے رہی ہیں۔

لجنہ اماء اللہ بنگالی

شعبہ تعلیم ناخواندہ بہنوں کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ مکرم مولوی فضل عمر صاحب دورہ کے وقت عورتوں قرآن کریم کا درس دیا کرتے ہیں۔ ان کی موجودگی میں تربیتی جلسے کئے جاتے ہیں۔

شعبہ خدمت خلق دوران سال میں بیماروں کی بیمار پرسی، مریضوں کا علاج کیا گیا۔ غرباء کو چاول اور پیسے دیئے گئے۔ نیز قرضہ کے طور پر بھی مدد کی گئی۔

شعبہ تبلیغ وقتاً فوقتاً غیر مسلم عورتوں کو تبلیغ کی جاتی ہے۔

شعبہ ناصرات باقاعدہ اجلاس ہوتا ہے گذشتہ سال اسلام کی پہلی کتاب کا امتحان دیا تھا سب بچیاں کامیاب تھیں اس سال اسلام کی دوسری کتاب کا امتحان دیا ہے۔ چندہ باقاعدگی سے دیتی ہیں۔ کل چندہ ناصرات ۱۲-۵۰ جمع ہوا۔

لجنہ اماء اللہ مدراس

دوران سال میں کل آٹھ اجلاس ہوئے اور چار جلسے یعنی جلسہ سیرت النبیؐ جلسہ مصلح موعود۔ جلسہ سالانہ۔ یوم خلافت۔ مختلف مضامین اور تقریریں ہوئیں۔ چالیس جواہر پارے اور کشتی نوح پڑھ کر سنائی گئی۔

شعبہ تعلیم و تربیت و اصلاح اجلاس میں تربیتی و اصلاحی مضامین پڑھے جاتے ہیں۔ وقت کی پابندی جھوٹ کے نقائص سچ کے فوائد۔ ذکر الٰہی۔ درود شریف پڑھنے کی ہدایت کی گئی۔ دوسرے سیپارہ ربع تک باترجمہ پڑھایا گیا۔ کشتی نوح حدیث یاد کرنے کیلئے توجہ دلائی گئی

شعبہ خدمت خلق اپنے اپنے حلقہ میں غریبوں کی امداد بیمار پرسی کر کے کپڑے دے کر قرض حسنہ دیکر ناخواندہ کے خط لکھ کر کی گئی۔

شعبہ تبلیغ نشان آسمانی۔ تبلیغ غیر احمدی خواتین کو پڑھنے کے لئے دی گئیں۔ لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ جلسوں اور اجلاسوں میں غیر احمدی مستورات کو مدعو کیا گیا۔

شعبہ ناصرات لجنہ اماء اللہ کے اجلاس سے سابقہ ہی ناصرات کا اجلاس ہوتا ہے۔ کل آٹھ اجلاس ہوئے۔ بڑی لڑکیوں کو اور ننھی اطفال سے ۳۵ حدیثیں اور ۱۲ صورتیں کچھ دعائیں یاد کرائی گئیں چھوٹی بچیوں کو چند حدیثیں چھوٹی چھوٹی دعائیں۔ نظمیں نماز باترجمہ یاد کرائی گئیں۔ ہر اجلاس میں بچیاں لکھے ہوئے مضمون پڑھ کر سناتی ہیں اسلام کی پہلی کتاب کا امتحان دیا گیا سب کامیاب ہوئیں۔ ۹/۔ روپے چندہ ناصرات مرکز میں پہنچایا گیا۔

لجنہ اماء اللہ شاہجہانپور

ہر ماہ لجنہ کا اجلاس ہوتا ہے۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد کشتی نوح۔ رسالہ الوصیت۔ سیرت رسول کریم۔ سیرت حضرت مسیح موعود۔ حضرت امیر المومنین کے کارنامے۔ سلسلہ کی دیگر کتب پڑھ کر سنائی گئیں۔ تربیتی اور اصلاحی مضامین پڑھے گئے۔ جلسوں کے علاوہ جلسہ مصلح موعود۔ یوم خلافت۔ جلسہ سیرت النبیؐ منایا گیا۔

شعبہ تعلیم و تربیت و اصلاح بچوں کو قرآن کریم اور اردو لکھنا پڑھنا۔ نماز یاد کرائی جاتی ہے۔ ایک بوڑھی عورت کو قرآن کریم پڑھایا گیا۔ اب وہ اسکی روز تلاوت کرتی ہے۔

شعبہ خدمت خلق ۱۳۰ آدمیوں کو کھانا کھلایا گیا۔ ۵۰ مریضوں کا مفت علاج کیا گیا۔ ۱۹ روپے نقد دیئے گئے۔ ایک غریب لڑکی کی شادی کی گئی جس میں بستر کپڑے اور ایک چاندی اور ایک سونے کا زیور دیا گیا۔ نئے اور پرانے کپڑے غرباء میں تقسیم کئے گئے۔ اس کے علاوہ ضرورت مندوں کی ضرورت کو پورا کیا جاتا ہے۔

شعبہ تبلیغ اکثر موقع پر تبلیغ کی جاتی ہے۔ ختم نبوت کی حقیقت غیر احمدی مستورات کو پڑھ کر سنائی گئی۔

شعبہ ناصرات ہر ماہ اجلاس ہوتا ہے۔ نماز باترجمہ یاد کرائی گئی اپنے جلسوں میں مختلف موضوعات پر تقریر اور مضامین پڑھتی ہیں۔ ہر لڑکی چندہ ناصرات ۲ آنے کے حساب سے ادا کرتی ہے۔ کل چندہ سال کا مبلغ /۷ روپے مرکز میں بھجوا دیئے گئے۔ ناصرات کے چندے کے علاوہ بچیاں دوسرے چندوں میں بھی حصہ لیتی ہیں۔

لجنہ اماء اللہ جمشید پور حلقہ ۱

ہر ماہ اجلاس ہوتا ہے۔ اجلاس میں سلسلہ احمدیہ کشتی نوح۔ بدر سے اصلاحی مضمون، حضور کے تازہ ارشادات اور خطبات پڑھ کر سنائے گئے۔ درود شریف پڑھنے کی ہدایت کی گئی۔ بہنیں خود بھی تیاری کر کے مضامین اور تقاریر کرتی ہیں۔

شعبہ تعلیم و تربیت و اصلاح چالیس جواہر پارے اور نماز پڑھائی جا رہی ہے۔ بچوں کو مضامین اور تقاریر کرنے کی پریکٹس کرائی جا رہی ہے

شعبہ خدمت خلق غریب بچوں کو تعلیم دے کر بیمار پرسی کر کے۔ کپڑے سی کر امداد کی گئی۔

شعبہ تبلیغ مستورات کو سلسلہ کی کتب پڑھنے کے لئے دی گئیں ملاقاتوں میں غیر احمدی مستورات کو بھی تبلیغ کی گئی۔

شعبہ ناصرات۔ بچیوں کو نماز اور دعائیں سکھائی جا رہی ہیں۔ دینی باتیں بتائی جاتی ہیں۔ مضامین اور تقریر کرنے کی پریکٹس کرائی جا رہی ہے۔

لجنہ اماء اللہ جمشید پور حلقہ سنگوڑا

ماہوار اجلاس ہوتا ہے۔ تلاوت کے بعد تربیتی مضامین پڑھے جاتے ہیں۔ سلسلہ احمدیہ۔ اور خطبات پڑھ کر سنائے گئے جلسہ مصلح موعود۔ جلسہ سیرت النبیؐ۔ دو دفعہ تبلیغی جلسے کئے گئے۔ غیر احمدی بہنیں بھی شامل ہوتی ہیں۔

شعبہ تعلیم و تربیت و اصلاح۔ بچوں کو نماز اور قرآن کریم پڑھایا جا رہا ہے سلسلہ کی کتب پڑھائی جاتی ہیں تا احمدیت سے واقفیت ہو۔

شعبہ خدمت خلق۔ مختلف طریقوں سے حاجتمندوں کی ضرورت کو پورا کیا گیا۔ ایک غریب پڑوسی

شعبہ تبلیغ۔ دو دفعہ تبلیغی جلسے کئے گئے۔ وقتاً فوقتاً عورتوں کو تبلیغ کی جاتی ہے۔ سلسلہ کی کتب پڑھنے کے لئے دی جاتی ہیں۔

شعبہ ناصرات۔ گیارہ اجلاس ہوئے چھوٹی چھوٹی دعائیں اور مضامین سکھائے گئے۔ اسلام کی دوسری کتاب کا امتحان دیا گیا۔

نوٹ:۔ جن لجنات کی طرف سے سال کے دوران میں چندہ موصول ہوا ہے وہ درج ذیل ہیں:

چندہ ممبری لجنات اماء اللہ بھارت

بابت ماہ اکتوبر ۱۹۵۸ء تا ستمبر ۱۹۵۹ء

لجنہ	چندہ
لجنہ اماء اللہ شاہجہانپور	۲۸—۶۹
″ ″ حیدرآباد دکن	۱۴—۳۷
″ ″ قادیان	۱۴۰—۹۳
″ ″ سونگھڑہ	۹—۸۷
″ ″ مدراس	[illegible]
″ ″ کرڈ دیلی	۱۰—۰۰
″ ″ جمشید پور	۲۰—۲۵

(باقی صفحہ ۳۰ پر)

دو پیشگوئیاں

ببیں تفاوتِ راہ از کجاست تا بکجا

از جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے مؤلف اصحاب احمد قادیان

(۱)

آریہ سماج ان دنوں جس انتشار و خلفشار کا مورد ہو رہا ہے۔ وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ ان کے ترجمان بیانگ دہل پکار پکار کر اس کا اظہار کر رہے ہیں۔ چنانچہ ذیل کے اقتباسات کا مطالعہ خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ چونکہ مہاشہ کرشن جی اور شری ویریندر جی ایم۔ اے کے لیڈنگ آرٹیکلز کے لئے گئے ہیں۔ مہاشہ جی نے آریہ سماج کی خدمات پوری سرگرمی سے قریباً نصف صدی تک سر انجام دی ہیں۔ بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ان کا اوڑھنا بچھونا ہی آریہ سماج اور اس کی خدمت رہا ہے۔ اور اس کے لیڈروں میں شمار ہوتے ہیں۔ اور اپنے روزنامہ پرتاپ کے ذریعہ انہوں نے بہت خدمات سر انجام دی ہیں۔ اور ان کے فرزند شری ویریندر جی اب اس اخبار کے ایڈیٹر ہیں۔ اور وہ بھی آریہ سماج کے فدائی ہیں۔ اور یہ کہنا بجا ہوگا کہ ہر دو کوئی ایسی بات اپنے منہ سے نہیں نکال سکتے کہ جس کا مقصود آریہ سماج کو نقصان پہنچانا ہو۔

(الف) شری ویریندر جی لکھتے ہیں:-

"۱۹۵۷ء میں۔۔۔ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کا انتخاب ہوا اس وقت۔۔۔ تمام پرانے آریہ نیتاؤں کو۔۔۔ سبھا سے نکال دیا گیا۔۔۔ ۱۹۵۸ء میں۔۔۔ پھر انتخاب ہوا اور جو کسر باقی رہ گئی وہ بھی پوری کر دی گئی۔ یہ انتخاب ناجائز تھا۔ اس میں ان لوگوں کو لا کر بٹھا دیا گیا۔ جو در اصل سبھا کے ممبر نہ تھے۔ جن لوگوں نے اس دھاندلی کے خلاف آواز اٹھائی انہیں بر سر اجلاس ہی پیٹنا شروع کر دیا گیا۔۔۔ کیا آریہ سماج کے لئے ڈوب مرنے کا مقام نہیں کہ اتنی بڑی سبھا کا پردھان سبھا کے نام پر ہزاروں روپیہ جمع کر کے اپنے پاس رکھ چھوڑے اور کئی مہینے ان کا کوئی حساب نہ دے۔۔۔ جب تمام واقعات عدالت میں آئیں گے تو لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ لوگ جو دوسروں کو دن رات دھرم کا اپدیش دیتے نہیں تھکتے ان کا اپنا کردار کیا ہے۔"

(پرتاپ مورخہ ۶/۵۹ ص ۵)

(ب) مہاشہ جی دیانند سمارک ٹرسٹ کا ذکر کرتے ہوئے کہ اس کا پوسنے تین ہزار روپیہ ماہوار خرچ ہے لکھتے ہیں کہ "جب تک شکارہ ایک تیرتھ استھان نہ بن جائے اور یہ ہندو لوگ وہاں شردھا سے جانے اور دان نہ دینے لگیں تب تک یہ مشکل ہی رہے گی ورنہ۔۔۔ اسے تو اسٹی ٹیوشن نہ سمجھ کر ایک تیرتھ بنا دینا چاہئے اس سے ساری مشکل حل ہو جائے گی۔"

(پرتاپ ۵/۵۹ ص ۳)

(ج) شری ویریندر جی "آریہ پرتی ندھی سبھا" کے سالانہ انتخابات کا ذکر کرتے ہوئے شری لال خزانچی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:-

"پچھلے برس سبھا کے ادھیکاریوں نے حساب کتاب میں جو دھاندلی مچائی تھی وہ اس کی منظوری دینے کو تیار نہ تھے۔۔۔۔ اس کی اب انہیں یہ سزا دی گئی ہے کہ انہیں خزانچی کے عہدہ سے ہٹا دیا گیا ہے۔۔۔۔۔ کسی ایسے شخص کو ادھیکاری نہیں بنایا جو کسی وقت ان کا راز فاش کر سکتا ہو۔۔۔ جس بات کے متعلق آریہ جنتا کو خبردار اور چوکنے رہنے کی ضرورت ہے وہ یہ کہ سبھا کا دھن ناجائز استعمال نہ کیا جائے جیسا کہ پچھلے برس کیا گیا۔ سبھا میں پھر وہی لوگ برسر اقتدار آ گئے ہیں جنہوں نے پچھلے برس بل بنا کر روپیہ وصول کیا ہے۔"

(پرتاپ ۱/۵۹ صہ ۲)

(د) شری ویریندر جی لکھتے ہیں کہ:-

"آریہ سماج پنجاب میں ہمیشہ سے ایک زبردست طاقت سمجھا جاتا رہا ہے۔۔۔۔ لیکن اب اس کا سنگھٹن کمزور ہو رہا ہے۔۔۔۔ اس میں دھڑے بندی زوروں پر ہے۔۔۔ ایسی حالت میں پنجاب میں ایک۔۔۔ نئے سنگھٹن کی ضرورت ہے۔۔۔۔ جن لوگوں کے ہاتھ میں اس وقت آریہ سماج کی باگ ڈور ہے وہ یہ کام نہ کر سکتے ہیں نہ کریں گے۔ ان کے سامنے صرف ایک ہی نشانہ ہے اور وہ ہے پنجاب کی تقسیم جو آریہ سماج کے لئے بھی تباہ کن ہوگی۔۔۔"

(پرتاپ ۴/۱۱/۵۹ ص ۳)

(ھ) "آریہ سماج میں انتشار" کے عنوان سے شری ویریندر جی لکھتے ہیں:-

"باغباں نے آگ دی جب آشیانے کو مرے
جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

آریہ سماج میں آج جو انتشار پیدا ہو گیا ہے اسے دیکھ کر کس آریہ سماجی کو دکھ نہ ہوگا۔۔۔ آج وہ ایک مذاق کا مضمون بن رہا ہے۔ اس کے مخالفوں کے گھروں میں گھی کے چراغ جل رہے ہیں۔ وہ اس پر پھبتیاں اڑا رہے ہیں۔ اور دل ہی دل میں خوش ہو رہے ہیں کہ پنجاب میں ایک طاقت تھی جو کسی وقت ہندوؤں کے ادھیکاروں کی رکھشا کے لئے سینہ سپر ہو کر میدان میں آ جاتی تھی آج وہ بھی ختم ہو رہا ہے۔ وہ کمبھ کرن کی نیند سو رہی ہے۔۔۔ جن لوگوں کے ہاتھ میں ہم نے رہنمائی کی باگ ڈور دی تھی وہ نہ رہنمائی کرنے کو تیار ہیں اور نہ ہی اس کی باگ ڈور چھوڑنے کو۔۔۔ یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے۔ صرف اسلئے کہ آریہ سماج کی لیڈرشپ ختم ہو گئی ہے۔۔۔۔ ایسی حالت میں لوگ آریہ سماج کا مذاق اڑائیں تو کیا تعجب؟"

(پرتاپ مورخہ ۱۱/۵۹ الف ۶)

(و) مہاشہ جی شری ویریندر جی کو تحریک کرتے ہوئے کہ اپنے تئیں آریہ سماج کی سیوا کے لئے وقف کر دیں تحریر کرتے ہیں کہ:-

"ایسی حالت میں ایک ایسے مرحلہ پر جسے آپ آریہ سماج کے لئے زندگی اور موت کا مرحلہ سمجھتے ہیں میدان میں کیوں نہ کود پڑیں؟"

(مورخہ ۱۱/۱۹/۵۹ ص ۲)

(ز) "پنجاب پردیش کانگرس" کی نظر میں برسر اقتدار دھڑہ آسانی سے اس کا آلہ کار بن سکتا ہے۔۔۔۔ آریہ جنتا کو آج معلوم ہو جائے کہ (آریہ پرتی ندھی) سبھا کے ادھیکاری اسے حکومت کے پاس گروی رکھنے کو تیار ہیں تو وہ ان کے ساتھ کیا سلوک کرے گی۔ اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔"

(از شری ویریندر جی۔ مورخہ ۱۱/۴/۵۹ ص ۳)

(ح) شری ویریندر جی لکھتے ہیں:-

"جن لوگوں کے ہاتھ میں اس وقت آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کی باگ ڈور ہے انہوں نے سبھا کو دل بندی کا ایک اکھاڑہ بنا دیا ہے۔ جس کا یہ نتیجہ ہے کہ آریہ سماج کا کام تقریباً بند ہو گیا ہے۔ لوگوں کی اس میں دلچسپی دن بدن کم ہو رہی ہے۔۔۔۔ سنگرور میں آریہ سبھا کے نام سے جو سنگھٹن قائم کیا گیا ہے۔ وہ اس ضرورت کو ہر طرح سے پورا کر سکتا ہے اس میں وہ لوگ شامل ہوئے ہیں جنہوں نے اپنی زندگیوں کا بیشتر حصہ آریہ سماج کی سیوا میں گزارا ہے۔۔۔۔ وہ پنجاب کو ایک ایسی تباہی سے بچا سکتا ہے۔ جس کی طرف آریہ سماج کے کچھ نیتا اسے لے جا رہے ہیں۔"

(پرتاپ ۲۰/۱۱/۵۹ ص ۳)

ان اقتباسات کا خلاصہ یہ ہے کہ سرکردہ آریہ سماجیوں کی نظر میں آریہ سماج پنجاب کے کرتا دھرتا دھاندلی مچاتے ہوئے ہیں جنہوں نے اس کے خلاف آواز اٹھائی انہیں آئندہ عہدہ دار ہی نہیں بنایا تا راز فاش نہ کریں اور دھاندلی کے سلسلے ہی دوبارہ برسر اقتدار آ گئے ہیں جو آریہ سماج کے لئے تباہ کن ہوں گے۔ آریہ سماج جو ایک زبردست طاقت سمجھی جاتی تھی اس کی تنظیم کمزور ہو رہی ہے۔ آریہ سماج میں انتشار پیدا ہو گیا ہے۔ ایسے عہدہ داروں کے باعث مخالفوں کے گھروں میں گھی کے چراغ جل رہے ہیں۔ وہ اس پر پھبتیاں اڑا رہے ہیں۔ یہ عہدہ دار نہ رہنمائی کرنے کو تیار ہیں اور نہ ہی باگ ڈور چھوڑنے کو۔ آریہ سماج کی لیڈرشپ ختم ہو گئی ہے۔ وہ آسانی سے دوسروں کا آلہ کار بن سکتے ہیں۔ عہدے داروں [illegible] دل بندی

کا اکھاڑہ بنا دیا ہے۔ آریہ سماج کا کام تقریباً بند ہو گیا ہے۔ لوگوں کی اس میں دلچسپی دن بدن کم ہو رہی ہے۔ وہ زندگی اور موت کے مرحلہ پر پہنچ چکے ہیں۔ دیانند جی کے مقام ولادت کے مقام کو تیرتھ بنانے کی کوشش سے یہ حال ہے کہ اس کے لئے یہ نے تین ہزار روپے ماہوار اخراجات کا انتظام کرنا مشکل ہو رہا ہے۔

ان حالات میں ان لیڈروں نے جنہوں نے اپنی زندگیوں کا بیشتر حصہ آریہ سماج کی سیوا میں گزارا ہے۔ شرومنی آریہ سبھا کے نام سے ایک الگ سبھا قائم کر لی ہے تاکہ اس موت و حیات کی کشمکش سے آریہ سماج کو نکال کر اس میں حیاتِ نو کی روح پھونک دی جائے لیکن جن کا قبضہ آریہ پرتی ندھی سبھا پر ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ شرومنی آریہ سبھا میں تمام وکلاء لئے گئے ہیں تاکہ دباؤ ڈالا جائے۔ ورنہ مقدمات بنگئے جائیں لہٰذا اس سے قبل بھی مقدمہ بازی تک نوبت پہنچ چکی تھی) چنانچہ مزید برآں روزنامہ ملاپ جالندھر میں آریہ سماجی لیڈر شری جگدیو سد صانتی نے شرومنی آریہ سبھا کے قیام پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ

"اس سبھا کی پوزیشن محض ڈھونگ اور گھسٹنٹ سے زیادہ اور کچھ نہیں۔ اور اس کا مقصد آریہ جگت کو گمراہ کر کے ان سے وید پرچار کا بہانہ بنا کر دھن بٹورنا ہے"

سٹاف رپورٹر لکھتا ہے کہ
"آریہ سماج کی تمام گدیاں و عہد سے چھن جانے اور آریہ سماج سے نکالے گئے کچھ اشخاص کی طرف سے حال ہی میں جو نام نہاد آریہ سبھا قائم کی گئی ہے۔ اسے آریہ سماج کے اعلیٰ حلقوں نے محض سٹنٹ۔ غریب آریہ جنتا کو گمراہ کرنے اور آریہ جگت کے شیرازہ بکھیرنے کی مکروہ کوشش کے مترادف قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ وہ دھرم کے پردہ میں سیاسی اغراض کے لئے قائم کی گئی ہے"

(پرتاپ مورخہ ۲۴/۱۱/۵۹ ص ۴)

گویا آریہ سماج کے پرانے خدمتگاروں کا اکثر حصہ الگ ہو چکا ہے۔ اور اب ان کا اور آریہ پرتی ندھی سبھا پر قابض عہدیداروں کا مقابلہ ہے اور وہ زور آزمائی پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں

اس نقشہ کو سامنے رکھ کر آپ آریہ سماج کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذیل کی پیشگوئی مطالعہ فرمائیے جو حضور نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر ۱۹۰۳ء میں کی تھی۔ فرماتے ہیں:-

"یاد رکھو بغیر روحانیت کے کوئی مذہب چل نہیں سکتا اور مذہب بغیر روحانیت کے کچھ بھی چیز نہیں جس مذہب میں روحانیت نہیں اور جس مذہب میں خدا کے ساتھ مکالمہ کا تعلق نہیں اور صدق و صفا کی روح نہیں اور آسمانی کشش ان کے ساتھ نہیں اور خرق العادت تبدیلی کا نمونہ اس کے پاس نہیں وہ مذہب مُردہ ہے اس سے مت ڈرو۔ ابھی تم میں سے لاکھوں اور کروڑوں انسان زندہ ہوں گے کہ اس مذہب کو نابود ہوتے دیکھ لو گے۔ کیونکہ یہ مذہب آریہ کا زمین سے ہے نہ آسمان سے اور زمین کی باتیں پیش کرتا ہے نہ آسمان کی۔ پس تم خوش ہو۔ اور خوشی سے اُچھلو کہ خدا تمہارے ساتھ ہے"

(تذکرۃ الشہادتین ص ۵۵/۶۴ مطبوعہ ۱۹۰۳ء)

قارئین کرام پر عیاں ہے کہ یہ پیشگوئی کس شان سے پوری ہو رہی ہے جبکہ خود آریہ سماجی اس کا اقرار کر رہے ہیں۔

(۲)

دوسری طرف ہم آپ کو پنڈت لیکھرام صاحب کی ایک پیشگوئی سناتے ہیں۔ پنڈت جی نے حضرت مرزا صاحب اور آپ کے خاندان کی تباہی کی پیشگوئی ذیل کے الفاظ میں کی:-

"آپ کی ذریت بہت جلد منقطع ہو جائے گی غایت درجہ ۳ سال تک شہرت رہے گی ... خدا کہتا ہے چند روز تک قادیان میں نہایت ذلت و خواری کے ساتھ کچھ تذکرہ رہے گا بعد معدوم محض ہو جائے گا"

(کلیات آریہ مسافر ص ۱۵۸)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں غیر معمولی صفات کے مالک ایک فرزند کے تولد کی خبر بالہام الٰہی شائع کی اور بتایا کہ یہ لڑکا نو سال کے اندر اندر پیدا ہو گا۔ اس کے متعلق پنڈت لیکھرام نے لکھا:-

"پہلے یہ بھی اطمینان ہو گیا کہ نو برس تک آپ کی بیوی زندہ رہے گی۔ ہمارا الہام تو تین سال کے اندر اندر آپ کا سب خاتمہ بتلاتا ہے"

(کلیات آریہ مسافر ص ۱۵۹)

یہ پیشگوئی جس طرح غلط ثابت ہوئی اس پر کسی دلیل لانے کی ضرورت نہیں۔ کوئی شخص بھی اس کے پورا ہونے کا ادعا نہ کرے گا۔ حضرت اقدس کی ذریت طیبہ کے افراد مع اولاد در اولاد بیسیوں سے زیادہ ہو چکے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے انہیں دین و دنیا میں بہت اعزاز عطا کیا ہے۔ دیگر چندہ جات کے علاوہ صرف تحریک جدید کا چندہ ہی حضور کے خاندان نے انیس سال میں تقریباً پونے تین لاکھ روپیہ ادا کیا ہے جو شک و شبہ سے بالا ہے اور اس کا حساب کتاب میں سال وار چھپ چکا ہے۔ حضور اقدس کے بڑے صاحبزادہ ایدہ اللہ تعالیٰ ۱۹۱۴ء سے جماعت کی زمام خلافت کامیابی سے سنبھالے ہوئے ہیں اور بیسیوں ممالک میں جماعتیں قائم ہو چکی ہیں۔ مساجد تعمیر ہوتی ہیں۔ اور غیر زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم ہوئے ہیں۔ اور مزید ہو رہے ہیں۔ سینکڑوں مبلغ دین پرچارک جذبہ کو تیاگ دے کر اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ اور تو اور یورپ کے اخبار نے خصوصاً مغربی افریقہ میں عیسائیت سے دس گنا کامیابیوں کا اقرار کیا ہے۔ ہم دور کیوں جائیں ان حالات میں جن میں مشرقی پنجاب ۱۹۴۷ء میں گزرا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کا مرکز اپنا کام کر رہا ہے اور کامیاب طور پر کر رہا ہے۔ بیسیوں پرچارک یہاں سے تیار ہو کر ہندوستان بھر میں پرچار کر رہے ہیں۔ ہزاروں روپیہ کا لٹریچر متعدد زبانوں میں شائع ہوتا ہے۔

باوجود اس کے اگر شری شانتی پرکاش جی ایڈیٹک آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب یہ لکھیں کہ

"آریہ سماج کے خاتمہ کے متعلق ان کی پیشگوئی بھی لایعنی ہے حق یہ ہے کہ احمدیت دم توڑ چکی ہے اور آریہ سماج شان کے ساتھ زندہ ہے اور ترقی کی منزلیں طے کرتا ہوا آگے بڑھ رہا ہے" (پرتاپ ۲/۵۹/۷ مئی)

تو کون اسے باور کرے گا۔ سچ ہے

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

اخبار بدر کی اشاعت اور احباب جماعت کا فرض

اخبار بدر برابر آٹھ سال سے ہندوستانی احباب جماعت کی خدمت بجا لا رہا ہے۔ اس اخبار کی اشاعت کو بڑھانے اور اُسے ہر طرح جماعت کے لئے مفید اور کارآمد بنانے کے لئے احباب کے تعاون کی ضرورت ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس اخبار کے اجراء کے موقع پر جو پیغام احبابِ جماعت کے نام ارسال فرمایا تھا اُس کو اچھی طرح ذہن نشین کرنے کی ضرورت ہے حضور نے فرمایا:-

میں نے صدر انجمن احمدیہ قادیان کو بار بار ہدایت کی کہ وہ کم از کم ایک ہفتہ واری اخبار قادیان سے جاری کرنا شروع کریں تاکہ قادیان اور ہندوستان کی دوسری جماعتوں میں تعاون و اتحاد پیدا ہو۔ مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ بدر کے نام سے ایسے اخبار کے جاری کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ ....

سب سے پہلے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اخبار کو بہتر کام کرنے کی توفیق بخشے اور اس اخبار کو چلانے والوں کو ظاہری اور باطنی علوم عطا کرے جن سے وہ قوم اور ملک کی صحیح راہنمائی کر سکیں اور جماعت کو اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ وہ زیادہ سے زیادہ اس اخبار کو خرید کر اخبار کی اشاعت کو وسیع سے وسیع کرتے چلے جائیں اور ملک کے ہر گوشہ میں اسے پھیلا دیں یہاں تک کہ یہ اخبار روزانہ ہو جائے اور وسیع الاشاعت ہو جائے"

(بدر جلد ۱ نمبر ۱)

منقولات

احمدی جماعت اور میں

مندرجہ بالا عنوان سے علامہ نیاز فتحپوری نے اپنے مؤقر پرچہ نگار بابت ۵۰ء دسمبر میں حسب ذیل نوٹ شائع کیا ہے۔

اول اول جب میں نے اگست ۵۹ء کے "نگار" میں احمدی جماعت کے متعلق اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔ تو میں جانتا تھا کہ اس کا ردعمل کچھ نہ کچھ ضرور ہوگا۔ چنانچہ میرے پاس لوگوں کے خطوط آنے شروع ہوئے جن میں اکثر میرے خیال کی تردید میں لکھے گئے تھے۔ لیکن بغیر کسی دلیل کے اور بعض ایسے بھی تھے، جن میں بعض حالات و واقعات لکھ کر مجھ سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ میں اس جماعت کے متعلق اپنی رائے واپس لوں۔ پھر ان قسم اول کے خطوط کو تو میں نے نذر آتش کر دیا کیونکہ ان میں صرف سب و شتم سے کام لیا گیا تھا لیکن دوسری قسم کے خطوط میں سے ایک خط میں نے نومبر کے نگار میں شائع کر کے اس کا جواب بھی دیا، اور معلوم نہیں معترض پر اس کا کیا اثر ہوا۔ لیکن میرے اس جواب کو دیکھ کر بعض دیگر حضرات کے خطوط ضرور ایسے موصول ہوئے۔ جن کے پیش نظر اس مسئلہ کے متعدد پہلوؤں پر اظہار خیال کا مجھ سے مطالبہ کیا گیا۔ گو وہ پہلو اس سے قبل بھی میرے سامنے تھے۔ مثلاً مجھ سے پوچھا گیا کہ:۔

۱۔ مرزا غلام احمد صاحب کا دعوئے تجدید مہدویت کہاں تک جائز و درست تھا۔

۲۔ کیا ان کا دعوائے ظلی نبوت واقعی قابل اعتناء ہے اور کیوں؟

۳۔ کیا وہ اپنی سیرت و کردار کے لحاظ سے واقعی اس کے مستحق تھے کہ انہیں مجدد، مہدی، مثیل مسیح اور غیر تشریعی نبی تسلیم کیا جائے۔

۴۔ کیا ان کے بعض ارشادات واقعی کوئی ایسی اہمیت اپنے اندر رکھتے ہیں کہ انہیں الہامات ربانی سے تعبیر کیا جائے۔

۵۔ کیا نزول مسیح و ظہور مہدی کے بارے میں جو احادیث پائی جاتی ہیں وہ قابل تسلیم ہیں اور کیا ان کے پیش نظر مرزا صاحب کا اپنے آپ کو مہدی موعود کہنا درست ہو سکتا ہے؟

۶۔ کیا الندن نے یہ نہیں کہا کہ احمدی جماعت کے افراد نماز میں غیر احمدی کی اقتدا نہ کریں اور نہ ان سے اپنی لڑکیوں کی شادیاں کریں؟ اگر یہ صحیح ہے۔ تو کیا اس کے معنے یہ نہیں ہیں کہ وہ اپنے سوا دوسری مسلم جماعتوں کو مسلمان نہیں سمجھتے۔

۷۔ کیا قرآن پاک کی تفسیر کے سلسلہ میں اس جماعت کی بعض تاویلات خود متن قرآن کے منافی نہیں ہیں۔

۸۔ کیا اس جماعت کی تبلیغی کوششوں کی بنیاد کسی خاص اخلاقی و روحانی اصول پر قائم ہے یا وہ محض گروہ بندی ہے۔

۹۔ ان کے مشن نے اس وقت تک جو کچھ کیا ہے کیا وہ اپنی کیفیت کے لحاظ سے بھی اتنا ہی اہم ہے جتنا کمیت کے لحاظ سے۔

۱۰۔ کیا ان کا سلسلہ خلافت محض تنظیمی مصالح پر مبنی ہے یا روحانی و اخلاقی صلاحیت پر بھی۔

۱۱۔ کیا مرزا غلام احمد صاحب کا دعوائے مہدویت سید محمد جونپوری کے دعوائے مہدویت سے علیحدہ کوئی چیز ہے۔ اور

بالآخر سب سے زیادہ اہم سوال جس کا تعلق صرف میری ذات سے ہے مجھ سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ

۱۲۔ کیا میں احمدی جماعت میں شامل ہو جانے کا ارادہ رکھتا ہوں اور اگر یہ صحیح ہے تو میرے موجودہ عقائد اور احمدی جماعت کا نقطۂ اشتراک کیا ہو سکتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ یہ تمام سوالات اپنی اپنی جگہ خاص اہمیت رکھتے ہیں اور مجھے ان سب پر علیحدہ علیحدہ گفتگو کرنا ہے۔ لیکن فی الحال دو موانع میرے سامنے حائل ہیں۔ ایک یہ کہ میں اب تک احمدی جماعت کی پوری تاریخ کا مطالعہ نہیں کر سکا۔ (گو پندرہ بیس کتابیں میری نگاہ سے گذر چکی ہیں) اور دوسرے یہ کہ اگر میں اس سلسلہ کو شروع کروں تو یہ بات احمدی جماعت ہی تک محدود نہ رہے گی۔ بلکہ اس سلسلہ میں مجھے حالی و ماضی کی تمام مسلم جماعتوں کی تحریکات کا بھی جائزہ لینا ہوگا۔ روایات و احادیث پر بھی گفتگو کرنا پڑے گی اور اسی کے ساتھ بعض قرآنی آیات پر بھی غور کرنا ہوگا۔

ظاہر ہے کہ یہ کام بڑی فرصت چاہتا ہے۔ جو مجھے فی الحال میسر نہیں۔ تاہم جی میرا بھی یہی چاہتا ہے کہ ایک بار کھل کر اس موضوع پر گفتگو کر سکوں۔ اور ہو سکتا ہے کہ میرا یہ شوق کسی وقت مجھے اس پر مجبور کر دے۔

بارہا خیال آیا کہ چند دن کے لئے قادیان یا ربوہ میں قیام کر کے ان حضرات سے تبادلۂ خیالات کی جرأت کروں۔ یا کسی احمدی عالم کو اپنے پاس بلاؤں اور ان سے بالمشافہ گفتگو کر کے کسی نتیجہ تک پہونچنے کی کوشش کروں۔ کیونکہ اس سلسلہ میں مجھے بہت سی باتیں پوچھنا پڑیں گی۔ اور ان کا جواب وہی بہتر دے سکتے ہیں۔ لیکن اب تک اس ارادہ کی تکمیل نہیں ہو سکی۔

بہرحال میں تمام مستفسرین کو اس بات کا یقین دلا دینا چاہتا ہوں کہ اس مسئلہ میں ایک بار میں قطعی و اٰخری گفتگو ضرور کروں گا۔ اور یہ سوال ہمت کا نہیں بلکہ محض موقع و وقت کا ہے۔ لیکن ان سوالوں میں سے آخری سوال کا جواب دینے کے لئے میں اب بھی تیار ہوں۔

میرے متعلق یہ سوال کہ میں کسی وقت احمدی ہو سکتا ہوں یا نہیں۔ اسی وقت پیدا ہو سکتا ہے جب پہلے مجھے مسلمان سمجھ لیا جائے یا کم از کم یہ کہ میں کافر نہیں ہوں"۔ میرے معتقدات ساری دنیا کو معلوم ہیں اور مسلمانوں کی کوئی روایت پرست جماعت ایسی نہیں جو میرے اسلام و ایمان کی طرف سے مشکوک نہ ہو۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ احمدی جماعت کو بھی اس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ بنابراں میرے متعلق تو سب سے پہلے یہی طے ہونا ہے کہ میں مسلمان ہوں بھی یا نہیں۔ احمدی یا غیر احمدی کا سوال تو اس کے بعد پیدا ہوگا (حالانکہ جہاں تک خود میرے یقین و اذعان کا تعلق ہے میں اپنے آپ کو بہت اچھا مسلمان سمجھتا ہوں۔ اور اسی دعوے کے ساتھ کہ:۔

> طبیب غالب آزادہ را و پاک بازم
> بشرط آنکہ تو آں گفتہ تا مسلمانش

اور یہیں سے کفر اسلام کی وہ بحث چھڑ جاتی ہے جو خدا کے تنزیہی و غیر تنزیہی تصور پر جا کر ختم ہوتی ہے اور مجھے غلط طور پر کسی طرف سے واپس کر دیتی ہے۔ اس جگہ مجھے یہ ظاہر کر دینا چاہئے کہ اس وقت تک احمدی جماعت کا جو لٹریچر میری نگاہ سے گذرا ہے اس میں فرد رفدا کے اسی تنزیہی تصور کے اشارات مجھے ملتے ہیں تاہم اس سلسلہ میں مجھے مرزا غلام احمد صاحب کے دعوائے مہدویت و نبوت ظلی وغیرہ پر غور کر کے یہ دیکھنا ہے کہ میرے اور ان کے خدا میں کوئی فرق تو نہیں، اگر ہے تو کیا، نہیں ہے تو وہ کونسا نقطۂ اشتراک ہے جس پر میں اور وہ دونوں متفق ہو سکتے ہیں۔ (نگار دسمبر ۶۰ء صفحہ ۹۰)

منقولات

حقیقت پسندی

اخبار المنبر لائل پور بابت ۷ نومبر ۶۰ء میں مکتوب لنڈن سے ایک اقتباس نقل کر کے بعنوان بالا مولانا عبدالماجد صاحب دریا بادی نے جو نوٹ لکھا ہے وہ مکمل صورت میں درج ذیل ہے:۔

"پاکستان کے ایک باوقعت دینی پرچہ کے مکتوب لنڈن سے:۔

"یہاں پر قادیانی حضرات کا بہت اثر و رسوخ ہے۔ لنڈن کے قریب مسجد جہاں نماز عید بھی ادا ہوتی ہے قادیانی حضرات کے قبضے میں ہے۔ اسلام کی اشاعت کے امکانات بہ ظاہر بہت کم ہیں۔ قادیانی جماعت اپنے تعلیم یافتہ ہونے اور اسلام سے دور ہونے کے باعث ترقی حاصل کر رہی ہے۔ جو لوگ دوسرے ملکوں سے یہاں تعلیم کے لئے آتے ہیں۔ وہ یہاں کی دلفریبیوں میں کھو کر رہ جاتے ہیں کسی عالم فاضل کے لیکچروں کا سلسلہ شروع ہو تو لوگوں کو متاثر کر کے تبلیغ کا کام شروع ہو سکتا ہے"۔

یہ حقائق و واقعات کا اعتراف خوشگوار ہوں یا ناخوشگوار، بہرحال حقیقت پسندی کا تقاضہ یہ ہے کہ نظر ان پر رکھی جائے اور پھر اسباب و تدابیر پر غور کیا جائے ان کی طرف سے آنکھیں بند کر لینا اور انہیں جھٹلاتے رہنا کوئی دینداری ہے نہ دانشمندی"۔

(صدق جدید لکھنؤ ۱۴ دسمبر ۶۰ء)

موجودہ زمانہ میں روحانی انقلاب کی ضرورت

(بقیہ صفحہ نمبر ۶)

کی بیعت کر کے پھر گناہ پر قائم نہ رہو۔ اور سانپ کی طرح مت ہو جو کینچلی اتار کر پھر بھی سانپ ہی رہتا ہے۔ موت کو یاد رکھو۔ کہ وہ تمہارے نزدیک آتی جاتی ہے۔ اور تم اس سے بے خبر ہو۔"

اصلاح عمل اور ہماری ذمہ داری

ہم میں سے ہر شخص جس کو خدا نے اپنے فضل سے امام وقت کی آواز پر لبیک کہنے کی سعادت بخشی ہے۔ اور جس نے اپنے خدا کے ساتھ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد کیا ہے۔ اس کا فرض ہے۔ کہ وہ صحیح رنگ میں اپنے مقام اور ذمہ داری کی عظمت کو سمجھ کر اپنے افکار و کردار کو اسلامی اخلاق کے پاکیزہ سانچہ میں ڈھالے اور پورے اخلاص۔ تعاون اور قربانی کے ساتھ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی تکمیل کے کام میں حصہ لے کر روحانیت کے انتشار کا باعث بنے۔ کیونکہ تاریکی ہمیں کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ اور حقیقی اسلام اور احمدیت کا امتیاز یہ ہے۔ کہ ہمارا خدا زندہ خدا ہے۔ اور ہم سب کے لئے سوچنے اور دیکھنے والی بات ہے۔ کہ ہم نے خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق کے اعتبار سے کیا ترقی کی ہے۔ کیونکہ اگر اس سے ہمارا رشتہ استوار ہو جائے تو الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون کے مطابق دنیاوی غم و افکار سے ہم کافی حد تک آزاد اور بے نیاز ہو سکتے ہیں۔

اس حیات مستعار میں اگر ہم خود اپنا محاسبہ کرتے رہیں۔ اور اپنی موت کا تصور بھی اپنے ذہنوں میں مستحضر رکھیں۔ تو گناہ پذیری نہیں ہو سکتی۔ اور ہم ایک پاکیزہ اخلاق اور روحانی زندگی گذار کر خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کر سکتے ہیں۔ کیونکہ یہی ہماری زندگی کا سب سے اول اور سب سے آخری مقصد ہے ✽

رپورٹ کارگذاری لجنہ اماء اللہ

(بقیہ صفحہ ۲۴)

چندہ ممبری لجنہ اماء اللہ بھارت

لجنہ اماء اللہ بنارس	۲۳-۱۲
" " پنتہ کنٹہ	۲۸-۵۰
" " سنہ عا برارمی	۳-۲۵
" " سیڈکالی	۶-۲۵
" " چارکوٹ	۱-۰۰
" " بنگلور	۹-۰۲
" " یادگیر	۳۲-۰۰
کل میزان	۴۳۶-۲۵

وصول شدہ چندہ برائے تعمیر مسجد ہالینڈ

ماہ اکتوبر ۱۹۵۹ء تا ماہ ستمبر ۱۹۵۹ء

لجنہ اماء اللہ قادیان	۲۱۶-۰۹
" " جموں	۵-۰۰
" " بینکال	۲۰--
" " چینتہ کنٹہ	۹-۵۰
" " سندرہ پاری کشمیر	۹۲-۰۰
" " کوڈال	۴-۰۰
" " بھاگل پور	۵۹--
" " بنارس	۱۱-۰۰
" " مدراس	۳۰-۰۰
محترمہ بلقیس صاحبہ مدراس	۱۵۰-۰۰
" " حیدرآباد (دکن)	۳۸۹-۶۲
" " یادگیر (دکن)	۱۴۰-۶۲
کل میزان	۱۱۲۶-۴۶
چندہ سال گذشتہ	۲۱۹۶-۹۶
کل میزان	۴۳۲۳-۴۲

یوم التبلیغ کے متعلق بعض ضروری ہدایات

از مکرم جناب ناظر صاحب دعوت و تبلیغ قادیان

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے مورخہ ۱۷ر جنوری ۱۹۶۰ء بروز اتوار یوم التبلیغ منایا جا رہا ہے اس دن ہر احمدی کا واحد شغل چونکہ تبلیغ ہوگا اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس دن کے لئے بعض ہدایات احباب کرام تک پہنچا دی جاویں۔

یوم التبلیغ ۱۹۳۲ء سے منایا جا رہا ہے۔ اس کے اجراء کے متعلق جو فیصلہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا تھا۔ اس کا اعادہ اس جگہ زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے۔ اس شاورت پر یوم التبلیغ کے متعلق یہ معاملہ زیر غور تھا کہ اس دن جلسے ہوں یا انفرادی تبلیغ ہو۔ آراء انفرادی تبلیغ کے حق میں بہت تھیں۔ چنانچہ حضور نے فرمایا۔

"میں اکثریت کے حق میں فیصلہ کرتا ہوں جلسوں کے فوائد ہوتے ہیں مگر احمدی بنانے کے لئے جس بات کی ضرورت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ سوال ہوں مگر تقریر سننے والے کے دل میں بسا اوقات وہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتے جو اس کے دل میں کھٹکتے ہوں اور نہ ہی جواب اس کے سامنے بیان ہوتے ہیں لیکن انفرادی تبلیغ میں ہر شخص تسلی کرا سکتا ہے ہاں یہ ضروری ہے کہ محکمہ ایسے قواعد بنائے کہ ہر احمدی اس دن تبلیغ میں مشغول ہو سکے۔ اور کوئی نہ رہ جائے۔ اس غرض کے لئے اس قسم کی فہرست بن جانی چاہیئے ہر جماعت سے لسٹ تیار ہو جس میں یہ درج ہو کہ کتنے لوگ ایسے ہیں جو گھر پر بلا کر دعوت یا چائے پر مدعو کر کے تبلیغ کریں گے کتنے ایسے ہیں جو بازار میں کھڑے ہو کر تبلیغ کریں گے کتنے ایسے ہیں جو شہر سے باہر جا کر تبلیغ کریں گے کتنے ایسے ہیں جو گاؤں میں تبلیغ کریں گے جب اس قسم کی لسٹ بن جائے تو پھر اس کے مطابق کام دیکھا جائے۔"

مندرجہ بالا ہدایات پر سیکرٹریان تبلیغ کو توجہ کرنی چاہیئے اور جماعت کے صدر صاحبان کی امداد سے مندرجہ بالا امور کو ملحوظ رکھ کر ایسی فہرستیں تیار کرنی چاہئیں تاکہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے منشاء کے مطابق تبلیغ کی جا سکے بعض احباب یوم التبلیغ میں دیہات میں یا باہر میدانوں میں بے کار پھر کر وقت ضائع کر دیتے ہیں ایسا نہیں ہونا چاہیئے بلکہ دیانتدارانہ طور پر پورے اخلاص سے یہ کام کرنا چاہیئے۔ نیز اس کے لئے بھی پہلے سے نگرانی کا انتظام ہو تبلیغ کرنے والے اپنی رپورٹیں دیں اور نگرانی کرنے والے اپنی رپورٹیں پیش کریں۔

اس موقعہ پر تبلیغ کا ایک بڑا ذریعہ ٹریکٹوں کی اشاعت بھی ہے چنانچہ اس غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے نظارت دعوت و تبلیغ متعدد مضامین کے ٹریکٹ بیرونی جماعتوں کو ارسال کئے جاتے ہیں۔ اس دفعہ بھی ایسا کیا جائے گا۔ جماعتیں کوشش کریں کہ شائع شدہ لٹریچر قیمتاً خرید کر تقسیم کریں اور ڈاک خرچ بھی بھجوا دیں تاکہ نظارت اس رقم سے مزید لٹریچر شائع کرا سکے اور یہ صدقہ جاریہ ہوگا) مگر ٹریکٹوں کی تقسیم میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ بے احتیاطی کی وجہ سے کئی ٹریکٹ ضائع چلے جاتے ہیں۔ اسلئے ٹریکٹوں کی تقسیم میں احتیاط کو مدنظر رکھا جائے۔ اور ایسے طریق پر ان کی تقسیم کی جائے کہ لینے والا انہیں ضائع نہ کرے۔ بلکہ خود پڑھے اگر ہو سکے تو آگے کسی کو پڑھنے کے لئے دے دے۔ ٹریکٹ بانٹتے وقت ایسے الفاظ کہہ دینے چاہئیں جن سے یہ منشاء پورا ہو جائے۔ مناسب مقامات پر یہ ٹریکٹ سنا بھی دیئے جائیں۔ معزز تعلیم یافتہ طبقہ میں اور گاؤں کے پڑھے لکھے لوگوں میں بانٹے جائیں۔

ٹریکٹ ایک مختصر مضمون ہوتا ہے جس میں تمام امور خلاصۃً آجاتے ہیں۔ اور سننے والے پر گراں نہیں گذرتے۔ اور نہ بہت وقت خرچ ہوتا ہے۔ اسلئے اگر احباب ٹریکٹوں کی اشاعت پر توجہ دیں تو تبلیغ میں بہت مدد مل سکتی ہے۔

ٹریکٹوں کی تقسیم اور تبلیغی گفتگو نہایت نرمی اور تہذیب سے کی جائے اور کبھی اشتعال کو قبول نہ کیا جائے۔ بلکہ احسن طریق پر کام کیا جائے۔ اور تبلیغ صرف ان لوگوں کو کی جائے جو سنتے ہیں۔ ہاں ایسی صورت پیدا کیا جائے کہ نہ سننے والے بھی سن لیں۔ اور ناگوار اور مخالفانہ کے جذبات رکھنے والے بھی متوجہ ہو جائیں۔ لیکن اگر کوئی تہذیب و شرافت سے عاری ہو کر انکار کریں تو ایسے لوگوں کو خطاب نہ کیا جائے۔

یہ بھی مدنظر رہے کہ یوم التبلیغ کے آئندہ تبلیغ کے لئے راستہ صاف کرنے والا بن جائے ایسی ملاقاتیں ہونا جو آئندہ بھی قائم رہیں اور تعلقات اور اچھے اور خوشگوار پیدا ہو جائیں۔ بہرحال احمدیہ جماعت کی طرف سے ہر دن ایک محبت و صلح پھیلانے اور باہمی تعلقات کو خوشگوار بنانے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں ان دنوں میں سختی برداشت کر کے نرمی دکھلانا ہمارا فرض ہے۔ وباللہ التوفیق ✽

مولوی عبد الرحیم صاحب ملکانہ سابق انسپکٹر بیت المال کے متعلق

ضروری اعلان

احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان نے مولوی عبد الرحیم صاحب ملکانہ کو بعض شکایات کی بناء پر انسپکٹر بیت المال کے عہدہ سے فارغ کر دیا ہے۔ اور وہ اب صدر انجمن احمدیہ کے کارکن نہیں ہیں۔ لہٰذا کوئی احمدی دوست ان کے ساتھ جماعتی لین دین نہ کرے۔ اگر ذاتی حقوق سے متعلق ان کے ساتھ کوئی معاملہ کسی دوست کا ہو تو وہ بذریعہ قضاء اپنی دادرسی فرمائیں۔

ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان

جلسہ سالانہ کے مصروف ایام میں

احباب کرام اور جماعتوں کی طرف سے بیشمار درخواستہائے دعا موصول ہوتی ہیں ایسی تمام درخواستہائے دعا کی فہرست تیار کر کے جلسہ کے آخری دن دعا کا اعلان کروا دیا جاتا ہے۔

چونکہ ان ایام میں جلسہ سالانہ سے متعلق بہت سے کام ہوتے ہیں اس لئے خطوط کے ذریعہ جواب دینا ممکن نہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام احباب اور جماعتوں کا حافظ و ناصر رہے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

اظہار تعزیت

۹/ ۲۷ بعد نماز جمعہ جماعت احمدیہ سکندرآباد نے حضرت ماسٹر نذیر احمد صاحب حقانی مرحوم کی نماز جنازہ پڑھی جو محترم نائب امیر صاحب نے پڑھائی۔ سکندرآباد کی جماعت سے جناب کو مرحوم کی شاگردی کا شرف حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ جماعت احمدیہ سکندرآباد مرحوم کے متعلقین سے تعزیت کا اظہار کرتی ہے۔

یوسف احمد الہ دین سیکرٹری جنرل سکندرآباد

مندرجہ ذیل احباب کا چندہ اخبار بدر ماہ دسمبر ۱۹۵۹ء میں ختم ہے

نمبر	نام		تاریخ
۱۱۳۱	مکرمی محمد عثمان صاحب سوروب شموگہ	(میسور)	۲۸ دسمبر ۱۹۵۹ء
۱۱۰۹	" ڈاکٹر محمد سعید صاحب ایم۔بی بی۔ ایس جے پور (راجستھان)	"	"
۱۱۳۶	" محمد نعیم صاحب باسد پور	(بہار)	"
۱۳۲۷	" محمد عبد السلام صاحب حیدرآباد	(دکن)	"
۱۲۴۸	" محمد عبد الغنی صاحب چنتہ کنٹہ	(")	"
۱۲۸۱	مکرمہ والدہ صاحبہ شاہ شکیل احمد صاحب آرہ	(بہار)	"
۱۲۸۳	" محمد احمد صاحب مینار لیدر کمپنی کلکتہ	(کلکتہ)	"
۱۲۴۷	" سید فضل احمد صاحب گیا	(بہار)	"
۱۲۱۷	" سید محمد احمد صاحب پراونشل امیر جماعت احمدیہ کٹک	(اڑیسہ)	"
۱۲۲۹	" اللہ دتا صاحب گمائی ٹوورو یوگنڈا	(افریقہ)	"
۱۹۲۳	" سید داؤد احمد صاحب مظفرپور	(بہار)	"
۱۱۸۰	" حاجی عبد القدوس صاحب شاہجہانپور	(یو۔پی)	"
۱۷۱۴	" سید حسینی صاحب ذوقی حیدرآباد	(دکن)	"
۱۷۱۵	" بشیر الدین صاحب "	(")	"
۱۷۱۹	" محمد صدیق صاحب پونچھ	(کشمیر)	"
۱۰۱۸	" عبد الصمد صاحب چرابڑلہ	(دکن)	"
۱۱۹۳	" پی احمد علی صاحب مرکرہ	(میسور)	"
۱۸۴۲	" عبد الصمد صاحب ککیدروائی	(")	"
۱۸۴۳	" قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر	(دکن)	"
۱۸۴۴	" اے اے خانہ پوری صاحب بلگام	(بمبئی)	"
۱۸۴۵	" محمد سعید خاں صاحب کانپور	(یوپی)	"
۱۸۴۶	" رفیق احمد صاحب کلکتہ ۱۹	(کلکتہ)	"
۱۸۴۸	" حاجی پیر محمد ابراہیم صاحب کانپور	(یوپی)	"
۱۱۸۷	" حکیم محمد دین صاحب حیدرآباد	(دکن)	"
۱۲۲۹	" محمد عبد اللہ صاحب بٹ رشی نگر	(کشمیر)	"
۱۲۵۷	" بشیر احمد صاحب لوہار کوی	(")	"
۱۸۶۷	" مکرمہ طاہرہ رب صاحبہ باری پڈا	(اڑیسہ)	"
۱۹۰۵	" احمد اللہ صاحب فاضلی شوپیاں	(کشمیر)	"
۱۱۲۹	" مرزا عطاء الرحمن صاحب نیروبی	(افریقہ)	"
۱۹۰۴	" محترمہ بیگم مرزا عطاء الرحمن صاحب	"	"
۱۱۸۲	" عبد القادر صاحب کوٹا	مالابار	"
۱۳۰۷	" احمد خاں صاحب آر بجلی باندرہ	(بمبئی)	"
۱۹۱۴	" محمد اسلم خاں صاحب فتح پور	(یو۔پی)	"
۱۹۱۵	" گلزار احمد صاحب بھوپالی	(ایم۔پی)	"
۱۲۸۵	" محمد حنیف صاحب سہارنپور	(یو۔پی)	"
۱۲۸۱	" مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ شورا پور	(دکن)	"
۱۹۱۸	" سید غلام ابراہیم صاحب کنورہ پاڑہ	(اڑیسہ)	"
۱۱۵۴	" سی کے عبد اللہ صاحب (انجمن احمدیہ) کوڈالی	(مالابار)	"
۱۲۵۹	" اے مجید صاحب جمشید پور	(بہار)	"

مورخہ ۵ر نومبر ۶۹ء کو ونوباجی کے قادیان آنے پر مسجد اقصیٰ میں آپ کو ایڈریس پیش کیا گیا
محترم مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان ایڈریس پڑھ رہے ہیں۔

ایڈریس کے بعد محترم مولوی عبدالرحمٰن صاحب ونوباجی نے قرآن شریف مع اردو تفسیر قبول کر کے سامنے میز پر رکھ لیا ہے اور مولوی صاحب آپ کو دوسرا اسلامی لٹریچر پیش کر رہے ہیں۔

ونوباجی ایڈریس کا جواب دے رہے ہیں اور پیش کردہ قرآن شریف آپ کے سامنے پڑا ہے۔

Sure 82 — AL-INFITAR — 30. Teil

20. Der Tag, da keine Seele etwas für eine andere Seele zu tun vermag! Und der Befehl an jenem Tage ist Allahs

Sure 83 — AL TATFIF — 30. Teil

سُورَةُ التَّطْفِيفِ مَكِّيَّةٌ

(Offenbart vor der Hidschra)

1. Im Namen Allahs, des Gnädigen, des Barmherzigen
2. Wehe den kurzes Maß Gebenden
3. Die, wenn sie sich von den Leuten zumessen lassen, volles Maß verlangen,
4. Wenn sie ihnen jedoch ausmessen oder auswägen, dann verkürzen sie es
5. Wissen solche nicht, daß sie auferweckt werden sollen
6. Zu einem schrecklichen Tag,
7. Dem Tag, da die Menschheit vor dem Herrn der Welten stehen wird?
8. Nein! Das (Sünden-)Verzeichnis der Frevler ist in Sidschin.
9. Und was lehrt dich wissen, was Sidschin ist?
10. Es ist ein geschriebenes Buch
11. Wehe an jenem Tage den Verwerfenden!
12. Die den Tag des Gerichts leugnen
13. Und es leugnet ihn keiner als ein jeder sündhafter Übertreter.
14. (Der) wenn ihm Unsere Zeichen vorgetragen werden, spricht: Fabeln der Alten!
15. Nein, jedoch das, was sie zu wirken pflegten, hat auf ihre Herzen Rost gelegt
16. Nein, sie werden gewißlich an jenem Tage von dem Anblick ihres Herrn ausgeschlossen sein

609

جرمن ترجمۃ القرآن کا ایک صفحہ

ORI II — AL-BAKARA — APA 1

وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝

وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَأَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝

وَإِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝

وَإِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْأَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا قَالَ أَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ هُوَ أَدْنٰى بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ اهْبِطُوْا مِصْرًا فَإِنَّ لَكُمْ مَّا سَأَلْتُمْ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝

إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَ

58. A si jẹki ẹṣù-òjò ṣiji bò nyin, A si sọ Manna ati Salwa kalẹ fun nyin, (wipe): "Ẹ mà jẹ awọn ohun rere ti A ti palese fun nyin." Nwọn kò si fi ibi ṣu Wa, ṣugbọn ara wọn ni nwọn fi ibi ṣu.

59. (Ki ẹ si ranti) igba ti A wipe: "Ẹ wọ inu ileto yi ki ẹ si ma jẹun nibẹ nibikibi ti ẹ ba fẹ ni ajẹtẹrun, ki ẹ si wọ ilu na pẹlu itẹriba ki ẹ si mã wipe "Ọlọrun! dari jin wa." A o si dari awọn ẹṣẹ nyin jin nyin; A o si ṣe alekun sĩ fun awọn oluṣe-rere.

60. Awọn arufin si yi i padà si ọ̀rọ̀ miran yàtọ̀ si eyiti A wi fun wọn. Nitorina ni A ṣe sọ ìyà kalẹ lati ọrun wa sori awọn arufin, nitoripe nwọn je alaigbọran.

R. 7

61. (Ki ẹ si ranti) igbati Musa tọrọ omi fun awọn enia rẹ̀, ti A si wipe "Fi ọpa rẹ na okuta ni" orisun-omi mejila si ntu jade lati inu rẹ̀, ti olukuluku iran si mọ ibi-imumi wọn "Ẹ mã jẹ ki ẹ si mã mu ninu ohun ti Allah ti palesè, ki ẹ ma si ṣẹ mã huwa jandùkú lori ilẹ-aiye, nipa dida rúgúdù silẹ"

62. (Ki ẹ si ranti) igbati ẹ wipe: "Musa, awa kio ni itẹlọrùn pẹlu (itu) onjẹ kanṣoṣo mọ rara, nitorina tọrọ lọdọ Oluwa rẹ fun wa, ki O bã le mu jade fun wa ninu awọn ohun ti nhù lati inu ilẹ wa, ninu awọn ewebẹ̀ rẹ̀ ati awọn àpála rẹ̀ ati awọn ọka rẹ̀ ati awọn ẹ̀wà rẹ̀ ati awọn alubọsa rẹ̀." O wipe "Ẹnyin ha nfẹ lati fi ohun ti o sàn pàrọ̀ ohun ti o rẹhin ni bi? Ẹ lọ sinu ilu kan, awọn ohun ti ẹ ntọrọ si mbẹ fun nyin." Ìlẹ ati oṣi si ba wọn, nwọn si fa ibinu Allah: nitoripe nwọn a ma kọ awọn Ami Allah, nwọn a si mã fẹ pa awọn Anabi laini ẹtọ; eyini ni nitoripe nwọn ṣaigbọran nwọn si koja-ala

R. 8

63. Dajudaju awọn Olugbagbọ ati awọn Yahudi ati awọn Kristien ati

12

نائیجیریا مغربی افریقہ کی مشہور زبان یوروبا میں قرآن مجید کا ترجمہ

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے ماما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷